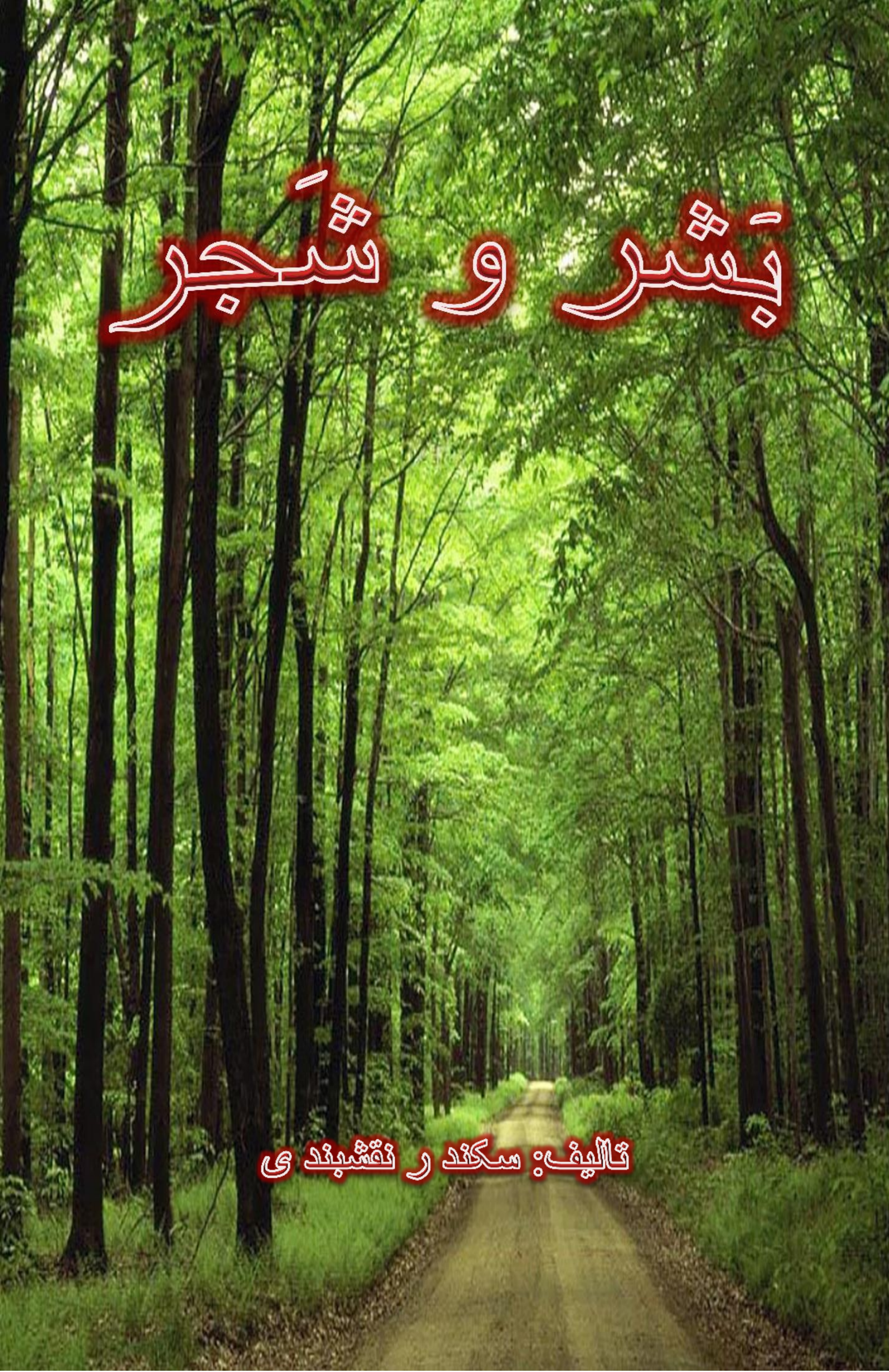
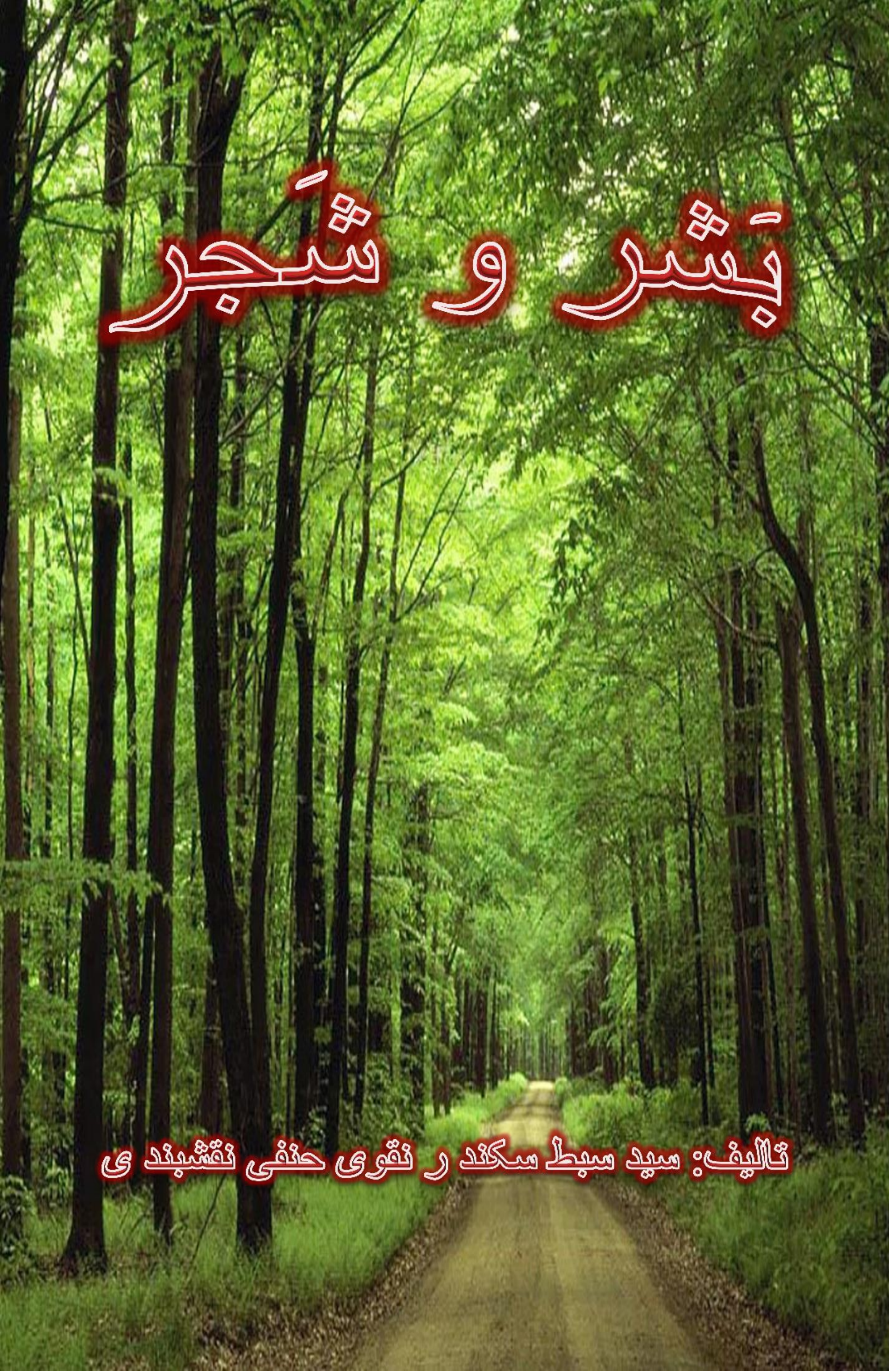


بَشر و شَجر

تالیف: سکند ر نقشبند ی


بَشر و شَجر
تالیف: سید سبطِ سکند ر نقوی حنفی نقشبند ی

نام کتاب: **بَشر و شَجر** (نظر ثانی شدہ)
تالیف: سکندر نقشبندی
ٹیلیفون: (001) 647 890 1317
sikander.naqshbandi@gmail.com
Link: https//archive.org/details/@sikander.naqshbandi
سرورق: سیدحماد الرحمان ٹورنٹو ۔ کینیڈا
647-783-8317
پروف ریڈنگ: مفتی سخاوت علی ۔ فاضل دارالعلوم کراچی۔ پاکستان
تعداد:
سنِ طباعت: 2023ء
قیمت:

قارئین سے گذارش

کتاب کی پروف ریڈنگ میں اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو معذرت قبول فرمائیں اور نشاندھی کر کے ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست کی جا سکے۔ جزاکم اللہ خیراً

کتاب ملنے کیلئے رابطہ

مختار احمد (کراچی پاکستان) 0300-2380285
نفیس الحسن جیلانی (کراچی پاکستان) 0300-3512712
عبدالرشید خان (ورجینیا امریکہ) (001) 703-785-4737
منور نقوی (سڈنی آسٹریلیا) 0614-2490-4151
قیصر نقوی (ٹورنٹو کینیڈا) (001) 647-898-4640
سید عباد الرحمان (کیلگری AB کینیڈا) (001) 403-926-5171

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَشر و شَجر

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	پیش لفظ	11
	عرضِ مؤلف	12
1.0	شجرِ ممنوعہ ۔ حضرت آدمؑ کو جس کا پھل کھانے سے روکا تھا	16
2.0	وہ درخت ۔ جس پر حضرت موسیٰؑ نے اللہ کی تجلی دیکھی تھی	24
3.0	کدو کی بیل ۔ حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ سے باہر آنے کے بعد اس پر آئے	30
4.0	وہ درخت ۔ اصحاب الرس جس کی پوجا کرتے تھے	32
5.0	عذابِ الٰہی کے بعد قومِ عاد کی لاشوں کی کھجور کے تنوں سے مماثلت	42
6.0	قومِ سبا کی ناشکری کی وجہ سے باغات تباہ	47
7.0	وہ درخت جس کے نیچے حضرت مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے وقت آئیں	49
8.0	دو باغوں کے مالک کا عبرت ناک قصہ	53
9.0	وہ باغ جس میں رسول اللہ ﷺ نے اہلِ طائف کے ظلم کے بعد پناہ لی	62
10.0	کھجور کا تنا جو رسول اللہ ﷺ کی جدائی میں رویا تھا	64
11.0	درختوں کا رسول اللہ ﷺ کے پاس چل کر آنا	71
12.0	کھجور کے گچھے کی گواہی	69
13.0	درخت کی گواہی	72
14.0	رسول اللہ ﷺ کا فتح مکہ پر لکڑی کی چھڑی سے بتوں کی طرف اشارہ کرنا اور ان کا منہ کے بل گرنا	73

خاتم المرسلین ﷺ نے فرمایا!

مسلمان جو میوہ دار درخت لگاتا ھے یا کھیتی کرتا ھے اور اس سے پرندے، انسان اور چوپائے کھاتے ھیں تو اس کا ثواب اس کو بھی ملتا ھے

(صحیح بخاری: جلداول، حدیث نمبر 2187)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

سیدی مرشدی ومولائی شیخِ طریقت پروفیسر ڈاکٹر

حضرت حافظ منیر احمد خان نقشبندی مدظلہٗ عالی

سندھ یونیورسٹی۔ جام شورو۔ پاکستان

باسمہٖ تعالیٰ حامداً ومصلّیاً

سکندر نقوی صاحب بہت خاموشی کے ساتھ مختلف عنوانات پر اخلاص کے ساتھ کام کرتے نظر آتے ہیں۔ پیش نظر کتاب سے پہلے بھی دو تین کتابیں شائع کرچکے ہیں۔ پیش نظر کتاب ''بشر و شجر'' کو بھی بہت محنت سے ترتیب دیا گیا ہے اور اس عنوان پر شائد اس سے پہلے قلم نہیں اٹھایا گیا اگر اٹھایا بھی گیا ہے تو آپ کا کام منفرد انداز کا ہے۔ عرض مولف میں بہت عمدہ طریقے اور تفصیل سے انسان اور شجر کے تعلق کو بیان کیا ہے۔ اس کے بعد عاجز کو کچھ تحریر کرنے کی ضرورت نہیں۔

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سکندر نقوی صاحب کے اس کام کو دنیا وآخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنائے اور شجر طوبیٰ کے پھلوں سے اللہ تعالیٰ جنت میں ان کی، میری اور تمام مسلمانوں کی ضیافت فرمائے۔ آمین

پروفیسر ڈاکٹر حافظ منیر احمد خان

شعبہ تقابلِ ادیان اور اسلامک کلچر

3.0 ۔ عرضِ مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُ ہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤمِنُ بِہٖ وَ
نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَاوَمِنْ سَیِّاٰتِ
اَعْمَالِنَا مِنْ یَّھْدِ ہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مِنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِ یَ لَہٗ
وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَ ہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ
سَیِّد نَا وَسَنَدَ نَا وَ نَبِیِّنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدً ا عَبْدُ ہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ
تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ☆ اَمَّابَعْدُ

فَاعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ذَوَاتَا أَفْنَانٍ O فَبِأَیِّ آلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ O

(سورۃ الرحمٰن : ۴۹_۴۸)

ان دونوں میں بہت سی شاخیں (یعنی قسم قسم کے میووں کے درخت)۔
تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ کَمَا
صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰل اِبْرَاھِیْمِ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ.
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ کَمَا
بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ ☆

اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو تخلیق کیا تو سب سے پہلے انسان کو جن چیزوں سے واسطہ پڑا ان میں ایک درخت بھی شامل تھا۔ یہ ایک درخت ہی تھا جو انسان کو دنیا میں بھیجنے کا سبب بنا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو امتحان کے طور پر ایک درخت کا پھل کھانے سے منع کیا گیا تھا۔ لیکن حضرت آدم علیہ السلام نے شیطان کے ورغلانے کی وجہ سے دھوکہ سے اس درخت کا پھل کھا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت سے اتار کر دنیا میں بھیج دیا۔

رسول کریم ﷺ جب آسمانوں کی سیر کے لئے معراج پر گئے۔ وہاں آپ ﷺ نے تمام آسمانوں کی سیر کی۔ ساتوں آسمان کی سیر کے بعد ایک مقام ایسا آیا جہاں سے آگے حضرت جبریل علیہ السلام بھی نہیں جا سکتے تھے۔ اس حد کو صرف اللہ کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہی پار کیا ہے۔ اس حد پر نشانی کے طور پر ایک درخت لگا ہوا ہے جسے " سدرۃ المنتہیٰ " کہا جاتا ہے۔

اسی طرح سے جب دنیا ختم ہو جائے گی۔ تمام انسان اور جن حساب و کتاب کر کے اپنے اپنے مقامات پر پہنچ جائیں گے یعنی جنت اور دوزخ، تو وہاں بھی جنت میں طوبیٰ کا درخت اور دوزخ میں زقوم کے درخت سے انسان کا تعلق رہے گا۔

ان تمام مثالوں سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ انسان کی زندگی کے ساتھ درخت کا کتنا گہرا تعلق ماضی میں بھی رہا ہے اور آئندہ بھی جب تک دنیا قائم ہے رہے گا۔ دنیا میں اگر درخت نہ ہوتے تو انسان کی زندگی تقریباً ناممکن ہو جاتی۔

کیونکہ درخت اور پودوں سے انسان، چرندو پرند اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں۔ درختوں کے پھلوں اور پھولوں سے انسان کھانے کے علاوہ بے شمار فائدے اٹھاتا ہے۔ بیماری کی حالت میں ان سے ادویات حاصل کرتا ہے۔ ان سے سایہ اور اوکسیجن حاصل کرتا ہے۔ درختوں کی لکڑی سے انسان کی لا تعداد ضروریات پوری ہوتی ہیں۔

اسلامی تاریخ میں کچھ درختوں اور پودوں کا خصوصی طور پر ذکر آیا ہے۔ کچھ درختوں کا خاص تعلق انبیاء اکرام (علیہ السلام) سے رہا ہے اور کچھ کا تعلق مختلف قوموں سے رہا ہے۔ کچھ درختوں کی اہمیت رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بھی رہی ہے۔ کتابِ ہٰذا میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ ان درختوں اور پودوں کی کچھ تفصیل بیان کر دی جائے جن کا ذکر قرآن کریم، احادیث نبوی ﷺ اور اسلامی تاریخ میں آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ مجھے اور پڑھنے والوں کو اس سے ہدایت کے مثبت پہلوؤں سے آگاہی حاصل ہو اور یہ کتاب میرے لئے صدقہ جاریہ ثابت ہو۔ (آمین ثم آمین)

آخر میں قارئین سے ایک گزارش ہے کہ اگر وہ اس کتاب میں مطالعہ کے دوران کوئی غلطی سے واقف ہوں تو ضرور مطلع فرمائیں۔

اس کتاب میں جو بھی خوبیاں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی عطا، اس کے محبوبِ کبریا ﷺ کی محبت اور میرے شیخ طریقت پروفیسر ڈاکٹر حافظ منیر احمد خان

دامت برکاتہ کی شفقتوں کا نتیجہ ہیں اور جو خامیاں ہیں ان میں میری کوتاہیوں کا دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی رحمتیں اور برکتیں عطا فرمائے اور حقیقی معنوں میں دین کی سمجھ دے اور امام اعظم ؒ کی صحیح معنی میں پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسے میرے لئے، میرے والدین اور اساتذہ کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور اخلاص کی دولتِ عظیم عطا فرما کر اس خدمت کو قبول فرمائے۔ مزید یہ کہ اس کتاب کو کو خود بھی پڑھنے اور دوسروں کو ترغیب دلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

﴿ وَمَا تَوۡفِيۡقِىۡ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَاِلَيۡهِ اُنِيۡب ﴾

(سورۃ ھود ۔ ۸۸)

اور میری توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا
اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

طالبِ دعا

سکندر نقشبندی (عفی عنہٗ)

25/ ذوالحجہ 1435ھ بروز ہفتہ

بمطابق 19/ اکتوبر 2014ء

ٹورنٹو ۔ کینیڈا

Tel:(001) 647 890 1317 (C)

Email: sikander.naqshbandi@gmail.com

Link: https//archive.org/details/@sikander.naqshbandi

1.0 - شجرِ ممنوعہ

وہ درخت جس سے حضرت آدم علیہ السلام کو پھل کھانے سے روکا گیا تھا

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلاَ مِنْهَا رَغَداً حَيْثُ شِئْتُمَا وَلاَ تَقْرَبَا هَـذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الْظَّالِمِيْنَ O

(سورۃ البقرہ ۔ 35)

اور ہم نے کہا کہ اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو بلا روک ٹوک کھاؤ (پیو) لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا نہیں تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے۔

ایک خاص درخت سے روکنا امتحان تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ انگور کی بیل تھی۔ حضرت ابنِ عباسؓ، سعید بن جبیر، شعبی، جعدہ بن شہیرہ، محمد بن قیس، سدی، ابنِ مسعودؓ اور صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہ گندم کا درخت تھا کسی نے سنبلہ کہا ہے۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ، وھب بن عتبہ، عطیہ کوفی، ابنِ مالک، محارب بن وتار اور عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ سے بھی یہی مروی ہے کہ وہ گندم ہی تھا۔ وھب فرماتے ہیں کہ اس درخت کا ایک ایک پھل اور دانہ مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے میٹھا تھا۔ کسی نے کھجور بتائی ہے لیکن امام ثوریؒ، ابی حصین اور ابن مالک نقل کرتے ہیں کہ اس آیت میں کھجور کے درخت کی ممانعت کی تھی۔

کسی نے انجیر کہا ہے۔ ابن جریر حضرت مجاہدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ زیتون کا درخت تھا۔ قتادہ اور جریج کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت ابوالعالیہؒ فرماتے ہیں یہ وہ درخت تھا جس کے کھانے سے انسانی حاجت ہوتی تھی جو جنت کے لائق نہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ اس درخت کا پھل کھا کر فرشتے کی طرح ہمیشہ کی زندگی والے ہو جاتے۔ ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ کوئی ایک درخت تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے روک دیا تھا قرآن سے تعین ثابت نہیں ہے نہ کسی صحیح حدیث سے اور مفسرین میں اختلاف ہے۔ اس کے معلوم کرنے سے کوئی اہم فائدہ ہے اور نہ معلوم کرنے سے نہ کوئی نقصان۔ لہٰذا ہمیں اس پر محنت کی کیا ضرورت ہے اللہ تعالیٰ ہی کو اس کا بہتر علم ہے۔ امام رازیؒ نے بھی یہی فیصلہ لکھا ہے اور ٹھیک بات بھی معلوم ہوتی ہے۔ بہرحال اس درخت کے ذریعہ شیطان نے انھیں بہکا دیا اور جنت سے نکالنے کا سبب بنا۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین کے لئے ہی پیدا کیا تھا اسی لئے تو فرمایا تھا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے جا رہا ہوں۔ لیکن زمین پر بھیجنے سے پہلے امتحان کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں رکھا کیونکہ انسان کا اصل مسکن جنت ہی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو آزمائش کے طور پر ایک درخت سے منع فرما دیا گیا تھا کہ اس کا پھل نہیں کھانا بلکہ اس کے قریب بھی نہیں بھٹکنا۔ اصل مقصد یہ تھا کہ دیکھیں یہ انسان شیطان کے چنگل میں تو نہیں پھنستا۔ اس لئے اس درخت کی کچھ تفصیل نہیں بتائی۔ امتحان کے لئے جنت کا انتخاب اس لئے کیا گیا کہ یہ بات

انسان کو اچھی طرح سے سمجھا دی جائے کہ اللہ کی حکم عدولی سے پہلا انسان جو کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھوں سے تخلیق کیا تھا اس کو جنت سے محروم کر دیا گیا تو بعد میں آنے والے انسان بھی اگر اللہ تعالیٰ کے حکموں کی خلاف ورزی کریں گے تو وہ بھی جنت سے محروم کر دئے جائیں گے۔

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلاَ مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلاَ تَقْرَبَا هَـذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ (19) فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَـذِهِ الشَّجَرَةِ إِلاَّ أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ (20)وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ (21) فَدَلاَّهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُل لَّكُمَا إِنَّ الشَّيْطَآنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ(22)

(سورۃ الاعراف: 22-19)

اور (ہم نے) آدم (سے کہا کہ) تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو سہو اور جہاں سے چاہو (اور جو چاہو) کھاؤ پیو مگر اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ گنہگار رہو

جاؤ گے۔۱۹۔ تو شیطان دونوں کو بہکانے لگا تاکہ اُن کے ستر (جسم) کی چیزیں جو اُن سے پوشیدہ تھیں کھول دے اور کہنے لگا کہ تمھیں تمہارے رب نے اس درخت سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ جیتے نہ رہو۔۲۰۔ اور اُن سے قسم کھا کر کہا کہ میں تو تمہارا خیر خواہ ہوں۔۲۱۔ غرض (شیطان مردود نے) دھوکا دے کر اُن کو (معصیت کی طرف) کھینچ ہی لیا جب اُنہوں نے اس درخت (کے پھل) کو کھا لیا تو اُن کے ستر (جسم) کی چیزیں کھل گئیں اور وہ جنت کے (درختوں کے) پتے (توڑ توڑ کر) اپنے اوپر چپکانے (اور ستر چھپانے) لگے۔ تب اُن کے رب نے اُن کو پکارا کہ کیا میں نے تمھیں اس درخت کے (پاس جانے) سے منع نہیں کیا تھا اور بتا نہیں دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔۲۲۔

ابلیس کی مکاری اور فریب:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام کے لئے جنت کو مسکن قرار دے دیا تھا اور کہا تھا کہ جنت کے سب پھل کھا سکتے ہو سوائے اس درخت کے۔ یہ بات دیکھ کر شیطان کو ان دونوں پر حسد ہوا۔ شیطان اس فکر میں رہتا تھا کہ خود تو جنت سے نکالا گیا ہے تو ان کو بھی وہاں سے نکلوائے۔ اس نے مکاری اور فریب سے کام لیتے ہوئے کوشش کی کہ جو نعمتیں اور حسین لباس ان کو حاصل ہے اس سے انہیں محروم کر دیا جائے۔ اب ابلیس نے آدم علیہ السلام اور حواؑ سے کہا کہ رب نے جو تمھیں اس درخت سے منع فرمایا ہے وہ اس مصلحت سے ہے کہ کہیں تم

فرشتے نہ بن جاؤ اور ہمیشہ یہاں رہنے کا حق نہ حاصل کرلو۔ اگر تم نے اس درخت کا پھل کھایا تو پھر وہ بات تمہیں حاصل ہو جائے گی۔ کہنے لگا اے آدم! کیا میں تم کو ایک درخت بتاؤں اور ایسی ملکیت کا پتہ دوں جو کبھی مٹنے والی اور فنا ہونے والی نہیں۔ یعنی ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائیں کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ میں تم دونوں سے پہلے یہاں رہتا تھا اور اس جنت کی جگہ جگہ سے واقف ہوں۔ یہاں تک کہ دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حواؑ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے اور قربِ الٰہی کے شوق میں اس کی باتوں میں آکر غلطی کر بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مومن کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے۔ اس نے اللہ کا نام لے کر دھوکہ دیا اور حضرت آدم علیہ السلام دھوکہ کھا گئے۔

ممنوعہ پھل کھاتے ہی ان کا چھپا ہوا جسم کھل گیا اس سے پہلے انہوں نے اپنا جسم نہ دیکھا تھا۔ اب بدحواسی میں جنت میں ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ جنت کے ایک درخت سے ان کے سر کے بال الجھ گئے۔ کہنے لگے مجھے چھوڑ دو۔ درخت بول اٹھا کہ میں نہیں چھوڑوں گا۔ رب عزوجل نے ندا دی کہ اے آدم! کیا مجھ سے بھاگتے ہو۔ آدم علیہ السلام کہنے لگے: اے رب! میں تجھ سے حیا کر رہا ہوں کیونکہ میرا جسم کھل گیا ہے۔ حضرت ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ وہ درخت جس سے حضرت آدمؑ کو منع کیا گیا تھا وہ خوشہ گندم تھا۔ جب آدمؑ اور حواؑ نے اسے کھا لیا تو ان کے چھپے اعضاء ان پر ظاہر ہو گئے۔ اب وہ درخت کے پتوں سے اپنے جسم کو

چھپانے لگے۔ اور ایک کو دوسرے سے جوڑ کر جسم پر چپکانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم! میں نے تمہیں جنت بخش دی تھی اور ہر چیز جائز کر دی تھی سوائے اس درخت کے جس سے منع کر دیا تھا۔ آدمؑ نے کہا! ہاں۔

اے رب! لیکن تیری عزت کی قسم! میرے تو وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ تیری قسم کھا کر کوئی جھوٹ بولے گا۔

اللہ تعالیٰ نے آدمؑ سے کہا! مجھے میری عزت کی قسم میں تمہیں زمین پر بھیج دوں گا۔ تم کو اس زندگی میں محنت و رنج کے سوا کوئی راحت نہیں مل سکتی۔ پھر فرمایا جنت سے نیچے اتر جاؤ اگر چہ تم جنت میں ہر قسم کی نعمتیں کھاتے تھے۔ اب دنیا میں تمہیں مشقت کر کے کھانے اور پہننے کا سامان کرنا ہوگا۔ حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے مختلف ہنر سکھلائے۔ انہوں نے زراعت شروع کی، کھیتوں کی آبیاری کی۔ کھیت پک گئے تو فصل کاٹی۔ اسے کوٹا، دانے نکالے، پھر پیسا، گوندھ کر روٹی پکائی اور کھائی۔ جو زحمت انہیں ہوئی قسمت کی لکھی ہوئی تھی اور اللہ کی مشیت کے تحت ہوئی۔

سورۃ طٰہٰ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَى O

(سورۃ طٰہٰ ۔ 120)

تو شیطان نے اُن کے دل میں وسوسہ ڈالا (اور) کہا کہ آدم!

بھلا میں تمہیں (ایسا) درخت بتاؤں (جو) ہمیشہ کی زندگی دے دے
اور (ایسی) بادشاہت جو کبھی زائل نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے تلے سوار سو سال تک چلتا جائے لیکن وہ ختم نہ ہوگا اس شجر کا نام '' شجرۃ الخلد '' ہے۔
(مسند احمد، ابوداؤد،)

حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حواؑ دونوں نے درخت میں سے کچھ ہی کھایا تھا کہ ان کا لباس اتر گیا اور اعضاء ظاہر ہو گئے۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو گندمی رنگ کا لمبے قد و قامت والا اور بالوں والا بنایا تھا۔ کھجور کے درخت جتنا قد تھا۔ شجرِ ممنوعہ کا پھل کھاتے ہی لباس چھن گیا۔ اپنے ستر کو دیکھتے ہی شرم کے مارے ادھر ادھر چھپنے لگے اور جنت کے درختوں کے پتوں سے اپنا جسم چھپانے لگے۔ ایک درخت میں بال الجھ گئے جلدی سے چھڑانے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آواز دی کہ اے آدم (علیہ السلام)! کیا مجھ سے بھاگ رہے ہو۔ کلامِ الٰہی سن کر ادب سے عرض کیا کہ اے پروردگار! مارے شرم کے سر چھپاتا پھرتا ہوں۔
اے باری تعالیٰ! مجھے یہ بتا دے کہ میں توبہ اور رجوع کے بعد جنت میں پہنچ سکتا ہوں۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ نے دونوں کو پکارا اور کہا کہ کیا میں نے تم کو اس درخت سے منع نہ کیا تھا اور کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ دونوں حضرات سچے مومن تھے بغیر کسی حیل و حجت کے اپنا قصور مان لیا اور گناہ کا اقرار کر لیا۔ مغفرت طلب کی اور رحمت کی درخواست کی اور کہا!

قَالاَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ☆

(سورۃ الاعراف ۔ 23)

عرض کرنے لگے کہ پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ حضرت آدم (علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ سے یہ چند کلمات سیکھ لئے جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے پھر سے ان کو معاف کر کے اپنا اطاعت گزار بندہ بنالیا۔

2.0 - وہ درخت جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تجلی دیکھی تھی۔

فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِن شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَن يَا مُوسَى إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ O

(سورۃ القصص ۔ 30)

جب اس کے پاس پہنچے تو میدان کے دائیں کنارے سے ایک مبارک جگہ میں ایک درخت میں سے آواز آئی کہ موسیٰ میں تو اللہ رب العالمین ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس دس سال گزار کر اپنی بیوی کو لے کر اپنی وطن کی طرف روانہ ہوئے تا کہ اپنے گھر والوں سے مل آئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے اہل و عیال کو مصر لے جانا چاہتے تھے۔ کوہ طور اس راستے پر ہے جو مدائن سے مصر کی طرف جاتا ہے۔ چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بیوی اور بکریوں کو لے کر جا رہے تھے تو راستے میں بارش ہونے لگی اور سرد ہوائیں چلنے لگیں اور رات کا سخت اندھیرا ہو گیا۔ آپؑ راستہ بھول گئے۔ آپؑ چراغ جلاتے تھے لیکن بہت تھوڑی روشنی ہوتی تھی۔ آپؑ حیران و پریشان تھے اتنے میں آپؑ نے دیکھا کہ کچھ دور پہاڑ پر آگ روشن ہے۔ آپؑ

نے اپنی اہلیہ (حضرت صفوراؑ) سے فرمایا کہ تم یہاں ٹھہرو وہاں کچھ فاصلہ پر روشنی دکھائی دیتی ہے میں وہاں جاتا ہوں۔ اگر کوئی وہاں ہے تو میں اس سے راستہ دریافت کرلوں گا اس لئے کہ ہم راستہ بھول گئے ہیں۔ اور وہاں سے کچھ آگ لے کرآؤں گا تا کہ اس سردی میں گرمی حاصل کرسکیں۔ جب آپؑ وہاں پہنچے تو وادی کی دائیں جانب کے مغربی پہاڑ سے آواز سنائی دی۔ جب آپ آواز کی جانب چلے تو دیکھا کہ ایک ہرے بھرے اور سبز درخت میں آگ نظر آ رہی تھی۔ جو پہاڑ کے دامن میں میدان سے متصل تھی۔ یہ وہاں جا کے اس حالت کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے کے ہرے بھرے درخت سے آگ کے شعلے نکلتے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن آگ کسی چیز کو جلاتی ہوئی دکھائی نہیں دیتی۔

(بعض کہتے ہیں کہ یہ علیق کا درخت تھا اور بعض کا خیال ہے کہ عوسج کا درخت تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا بھی اسی لکڑی کا تھا)۔

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَهَلْ أَتَاکَ حَدِيْثُ مُوسَى (9)إِذْ رَأَى نَاراً فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّيْ آنَسْتُ نَاراً لَّعَلِّيْ آتِيْكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى (10)فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيْ يَا مُوسَى (11)إِنِّيْ أَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْکَ إِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى(12) وَأَنَا اخْتَرْتُکَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَى (13)إِنَّنِيْ أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا

فَاعْبُدْنِی وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِکْرِی (14)إِنَّ السَّاعَةَ ء اتِیَةٌ أَکَادُ
أُخْفِیْهَا لِتُجْزَى کُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى (15)فَلاَ یَصُدَّنَّکَ عَنْهَا
مَنْ لاَ یُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَى (16)وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ
یَا مُوسَى (17)قَالَ هِیَ عَصَایَ أَتَوَکَّأُ عَلَیْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَى
غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْهَا مَآرِبُ أُخْرَى (18)قَالَ أَلْقِهَا یَا مُوسَى (19)
فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعَى (20)قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ
سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْأُولَى (21)وَاضْمُمْ یَدَکَ إِلَى جَنَاحِکَ
تَخْرُجْ بَیْضَاء مِنْ غَیْرِ سُوءٍ آیَةً أُخْرَى (22)لِنُرِیَکَ مِنْ
آیَاتِنَا الْکُبْرَى (23)اذْهَبْ إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى (24)قَالَ رَبِّ
اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ (25)وَیَسِّرْ لِیْ أَمْرِیْ (26)وَاحْلُلْ عُقْدَةً
مِّن لِّسَانِیْ 27) یَفْقَهُوا قَوْلِیْ (28)وَاجْعَل لِّیْ وَزِیْراً مِّنْ
أَهْلِیْ (29)هَارُونَ أَخِیْ (30)اشْدُدْ بِهِ أَزْرِیْ (31)وَأَشْرِکْهُ
فِیْ أَمْرِیْ (32)کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْراً (33)وَنَذْکُرَکَ
کَثِیْراً (34)إِنَّکَ کُنتَ بِنَا بَصِیْراً (35)قَالَ قَدْ أُوتِیْتَ
سُؤْلَکَ یَا مُوسَى (36)

(سورۃ طٰہٰ: 36-9)

اور کیا تمہیں موسیٰ (کے حال) کی خبر ملی ہے؟ ۹۔ جب انہوں نے آگ

دیکھی تو اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ تم (یہاں) ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید اس میں سے میں تمہارے پاس آگ لاؤں یا آگ (کے مقام) کا راستہ معلوم کرسکوں ۔۱۰۔ جب وہاں پہنچے تو آواز آئی کہ اے موسیٰ! ۔۱۱۔ میں تو تمہارا رب ہوں تو اپنے جوتے اُتار دو تم (یہاں) پاک میدان (یعنی) طُویٰ میں ہو۔۱۲۔ اور میں نے تم کو انتخاب کرلیا ہے تو جو حکم دیا جائے اُسے سنو ۔۱۳۔ بیشک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کرو اور میری یاد کیلیئے نماز پڑھا کرو ۔۱۴۔ قیامت یقیناً آنے والی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس (کے وقت) کو پوشیدہ رکھوں تا کہ ہر شخص جو کوشش کرے اس کا بدلا پائے ۔۱۵۔ تو جو شخص اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلتا ہے (کہیں) تم کو اس (کے یقین) سے روک نہ دے تو (اس صورت میں) تم ہلاک ہو جاؤ ۔۱۶۔ اور موسیٰ (علیہ السلام) یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ ۱۷۔ انہوں نے کہا کہ یہ میری لاٹھی ہے اس پر میں سہارا لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کیلیئے پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے لیئے اور بھی کئی فائدے ہیں ۔۱۸۔ فرمایا کہ موسیٰ! اسے (زمین پر) ڈال دو ۔۱۹۔ تو انہوں نے اس کو ڈال دیا اور وہ ناگہاں سانپ بن کر دوڑنے لگا ۔۲۰۔ اللہ نے فرمایا کہ اسے پکڑ لو اور ڈرنا مت ہم اس کو ابھی اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیں گے ۔۲۱۔ اور اپنا ہاتھ اپنی بغل سے لگا لو وہ کسی عیب (بیماری) کے بغیر سفید (چمکتا دمکتا) نکلے گا (یہ) دوسری نشانی (ہے) ۔۲۲۔ تا کہ ہم تمہیں اپنے نشاناتِ عظیم دکھائیں ۔۲۳۔ تم فرعون کے پاس جاؤ (کہ) وہ سرکش ہو رہا ہے

۔۲۴۔ (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا کہ میرے اللہ! (اس کام کیلئے) میرا سینہ کھول دے ۔۲۵۔ اور میرا کام آسان کر دے ۔۲۶۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے ۔۲۷۔ تا کہ وہ (میری) بات سمجھ لیں ۔۲۸۔ اور میرے گھر والوں میں سے (ایک کو) میرا وزیر (یعنی مددگار) مقرر فرما ۔۲۹۔ (یعنی) میرے بھائی ہارون (علیہ السلام) کو ۔۳۰۔ اُس سے میری قوت کو مضبوط فرما ۔۳۱۔ اور اُسے میرے کام میں شریک کر ۔۳۲۔ تا کہ ہم تیری بہت سی تسبیح کریں ۔۳۳۔ اور تجھے کثرت سے یاد کریں ۔۳۴۔ تو ہم کو (ہر حال میں) دیکھ رہا ہے۔ ۳۵۔فرمایا کہ اے موسیٰ! تمہاری دعا قبول کی گئی ۔۳۶

اسی وقت اللہ کی طرف سے آواز آئی۔ کلیم اللہؑ نے سنا کہ آواز آ رہی ہے کہ اے موسیٰ! میں ہوں رب العالمین جو اس وقت تم سے کلام کر رہا ہوں ۔ میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور نہ میرے سوا کوئی رب ہے۔ میں اس سے پاک ہوں کہ کوئی مجھ جیسا ہو۔ مخلوق میں کوئی بھی میرا شریک نہیں۔ میں یکتا بے مثل اور واحدِ لاشریک ہوں۔ میری ذات، میری صفات، میرے اقوال، میرے افعال میں میرا کوئی شریک اور ساتھی نہیں ۔ میں ہر طرح سے پاک اور نقصان سے مبرّا ہوں۔ اسی ندا میں فرمایا کہ اپنا عصا زمین پر ڈال دو اور میری قدرت اپنی انکھوں سے دیکھ لو۔

ایک دوسری آیت میں اس طرح ہے کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) تمہارے

دائیں ہاتھ میں کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرا عصا ہے میں اس سے ٹیک لگاتا ہوں، اس سے اپنی بکریوں کے لئے درختوں سے پتے جھاڑتا ہوں اور دوسرے بہت سے کام لیتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس عصا کو زمین پر ڈال دو۔ وہ زمین پر گرتے ہی ایک پھنپھنا تا ہوا اژدہا بن کے ادھر ادھر پھرنے لگا۔ اس خوفناک سانپ کو جو باوجود بہت بڑا اور بہت موٹا ہونے کے تیر کی طرح ادھر ادھر آجا رہا تھا۔ منہ کھولتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ ابھی نگل جائے گا۔ جہاں سے گزرتا تھا تو پتھر ٹوٹ جاتے تھے۔ اسے دیکھ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سہم گئے اور دہشت کی وجہ سے الٹے پیر بھاگے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی اے موسیٰ (علیہ السلام)! ڈرو نہیں ادھر آؤ تم میری پناہ میں ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دل ٹھہر گیا۔ اطمینان سے بے خوف ہو کہ اپنی جگہ آ کر باادب کھڑے ہو گئے۔ عصا اپنی اصل حالت میں آ گیا۔ دوسرا معجزہ یہ دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ اپنے بغل میں ڈال کے نکالتے تو وہ چاند کی طرح چمکنے لگتا اور بہت بھلا معلوم ہوتا، یہ نہیں کہ کوڑھ کے داغ کی طرح سفید ہو جائے۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

3.0 - کدّو کی بیل ۔ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر آنے کا قصہ

وَأَنبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّن يَقْطِينٍ O

اوران پر کدو کا درخت اگایا۔

(سورۃ الصافات ۔ 146)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کی روایت ہے کہ جب مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو زمین پر اُگل دیا جہاں سبزہ اور گھانس کچھ نہ تھا۔ دجلہ کے کنارے یا یمن کی سرزمین پر ڈال دئے گئے۔ کوئی روئیدگی نہیں تھی اور نہ کوئی ایسی چیز تھی جو حضرت یونس علیہ السلام پر سایہ کرتی اور نہ وہاں کھانے پینے کا کوئی انتظام تھا۔ یہ اس وقت کمزور تھے جیسے پرندے کے بچے ہوتے ہیں یا بچہ جس وقت پیدا ہوتا ہے۔ یعنی صرف سانس چل رہا تھا ہلنے جھلنے کی طاقت نہیں تھی۔ **یقطین** اس درخت کو کہتے ہیں جو اپنے تنے پر کھڑا نہیں ہوسکتا، جو بیل کی شکل میں ہوتا ہے۔ کدو کی بیل کو بھی کہتے ہیں اور ہر اس درخت کو جس کا تنا نہ ہو یعنی بیل ہو۔ اور اس درخت کو بھی کہتے ہیں۔ جس کی عمر ایک سال سے زیادہ نہیں ہوتی۔ کدو میں بہت سے فائدے ہیں۔ یہ بہت جلد اگتا ہے اور بڑھتا ہے۔ اس کے پتوں کا سایہ گھنا اور فرحت بخش ہوتا ہے۔ کیونکہ پتے بڑے بڑے ہوتے ہیں اور ان کے پاس مکھیاں نہیں آتیں۔ اس کا پھل غذا کا کام دیتا ہے اسے کچا اور پکا کر دونوں طرح سے کھایا جاتا ہے، چھلکے اور گودے سمیت کھایا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی کدو بہت پسند تھا۔ آپ

ﷺ برتن میں سے چن چن کر کھاتے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس کدو کی بیل کو اُ گا دیا جس کی وجہ سے حضرت یونس علیہ السلام جنگلی جانوروں کی نظر سے محفوظ ہو گئے تھے۔ پتوں نے انہیں ڈھانپ لیا تھا، حضرت یونس علیہ السلام ؑ دھوپ اور دھول مٹی سے بھی محفوظ ہو گئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ مکھی مچھر بھی آپؑ کے پاس نہیں آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بکری کو ان کو دودھ پلانے کے لئے لگا دیا تھا۔ وہ روز آنہ آتی اور ان کو دودھ پلا کر چلی جاتی تھی۔ جب آپؑ کے بدن میں سختی آ گئی اور جسم پر بال نکل آئے تو وہ بیل سوکھ گئی اور آپؑ باہر آ گئے۔ (انوار البیان)

بغوی نے قتادہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نینوا میں مبعوث ہوئے جو کہ موصل کا علاقہ ہے۔ آپ علیہ السلام کو جس بستی کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا اس کی تعداد ایک لاکھ سے سوا لاکھ کے درمیان تھی۔ جب بستی کے لوگوں نے عذاب آتے دیکھا تو تمام لوگوں نے اجتماعی توبہ کر لی اور ایمان لے آئے جس کی وجہ سے ان پر سے اللہ کا عذاب ٹل گیا۔ یہ واحد بستی ہے جس پر اللہ کا عذاب ظاہر ہونے کے بعد ٹل گیا۔

4.0 - وہ درخت جس کی پوجا اصحاب الرّس کرتے تھے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں دو مقام پر (قوم) اصحابِ رس کا ذکر فرمایا ہے۔

وَعَاداً وَثَمُودَ وَأَصحَابَ الرَّسِّ وَقُرُوناً م بَيْنَ ذَلِكَ كَثِيراً O

(سورۃ الفرقان ۔ 38)

اور عاد اور ثمود اور اصحابِ رس اور اُن کے درمیان اور بہت سی جماعتوں کو بھی (ہلاک کر ڈالا)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے!

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَأَصحَابُ الرَّسِّ وَثَمُودُ O

(سورۃ ق ۔ 12)

ان سے پہلے نوح کی قوم اور اصحابِ رس اور ثمود جھٹلا چکے ہیں۔

درخت پرست قوم اور اس کا انجام:

قبیلہ بنو تمیم کے اشراف میں سے ایک شخص امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے امیر المومنین! یہ بتایئے کہ اصحابِ رس کون لوگ تھے۔ حضرت نے فرمایا! اصحابِ رس وہ قوم تھی جو درخت صنوبر جسے شاہ درخت بھی کہا جاتا ہے اس کی پرستش کرتے تھے۔ اس درخت کو یافض بن نون نے روشاب یا روشناب نامی چشمہ کے کنارے لگایا تھا۔ یہ چشمہ طوفانِ نوح کے

بعد زمین سے پھوٹا تھا۔ اور ان لوگوں کو اصحابَ رس اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے زمانے کے پیغمبر کو زمین میں زندہ گاڑ دیا تھا۔ ان کا زمانہ حضرت سلیمان بن داوٗد علیہ السلام کے بعد کا ہے۔ ان کے بارہ شہر تھے جو بلادِ مشرق میں رس نامی دریا کے کنارے آباد تھے۔ وہ اس زمانے کا سب سے بڑا دریا تھا۔ آبادی، آب و ہوا اور زرخیزی کی وجہ سے یہ بے مثال شہر تھے۔ ان شہروں کے نام اس طرح تھے۔ فروردین، اردی بہشت، خرداد، طیر، مِرداد، شہریور، مہر، آبان، آزر، دی، بہمن اور اسفندار۔ اسفندار دوسرے شہروں کی نسبت زیادہ بڑا شہر تھا اور باقی شہروں کے مجموعہ کے لئے دارالسلطنت تھا۔ ان لوگوں کا بادشاہ بھی اسی شہر میں رہتا تھا۔ اس کا نام ترکوز بن آغابور بن ثازدہ بن نمرود بن کنعان تھا۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کے بادشاہ کی اولاد میں سے تھا۔ آبِ رس کا چشمہ اور صنوبر کا درخت اسی شہر میں تھے۔ دوسرے شہروں میں بھی اسی درخت کے بیج یا شاخ سے دوسرے درخت لگائے گئے تھے۔ جن درختوں کی پرستش ہوتی تھی وہ پرانے اور بڑے درخت تھے۔ سال کے بارہ مہینوں میں ہر مہینہ میں ایک شہر کی عید کا دن ہوا کرتا تھا۔ لوگ درخت صنوبر جو اس شہر میں ہوتا اس کے اردگرد جمع ہو جاتے۔ اس پر طرح طرح کے نقش و نگار والے ریشمی پردے آویزاں کرتے۔ اس کے بعد قربانی کے جانور لا کر وہاں ان کو قربانی کے نام سے زندہ جلا دیتے تھے۔ جب جانوروں کے جلنے سے دھواں اٹھتا۔ ان کے اور آسمان کے درمیان حائل ہو جاتا تو یہ سب کے سب سجدہ میں گر جاتے، گڑگڑاتے، روتے اور اپنے لئے خوشنودی، رضا

حاصل کرتے اور دعائیں کرتے۔ اپنے لئے نعمتیں مانگتے، اپنے گناہوں سے معافی مانگتے۔ ایسے موقعوں پر انسانی سعادت اور دین و دنیا کا دشمن شیطان انہیں مزید گمراہ کرنے کے لئے اور اس لئے کہ وہ خداشناسی کی طرح متوجہ نہ ہوسکیں درخت پر آتا تھا اور اسے ہلاتا تھا۔ تنے میں سے بچہ کی آواز میں ان سے کہتا!

اے میرے بندو! میں تم سے بہت زیادہ خوش ہوں تم بھی خوش وخرم رہو، تمہاری آنکھیں ٹھنڈی اور روشن رہیں۔ جب یہ آواز لوگ سنتے تو فریب میں آجاتے اور سجدہ میں گر جاتے پھر سجدہ سے اٹھنے کے بعد شراب پیتے، تالیاں، دف اور طرح طرح کے ساز بجاتے۔ چوبیس گھنٹوں تک اسی درخت کے نیچے لہو ولہب میں مشغول رہتے۔ اس کے بعد اپنے گھروں کو واپس جاتے۔

ہر مہینہ جو عید منائی جاتی تو اس کے بارے میں کہا جاتا کہ یہ فلاں شہر کی عید ہے۔ اور جب بڑے شہر اسفندار کی عید کا وقت آتا تو دوسرے شہر کے تمام مرد، عورتیں، چھوٹے بڑے بچے سب کے سب دارالسلطنت کی طرف روانہ ہوجاتے۔ صنوبر کے اصلی درخت اور چشمہ کے پاس حاضر ہوتے۔ طرح طرح کی تصویروں سے سجے ہوئے ریشمی خیمے اس درخت کے قریب لگاتے اور ان سے باہر نکل کر درخت کو سجدہ کرتے اور قربانیاں پیش کرتے۔ اس موقعہ پر شیطان ملعون آتا اور اس درخت کو ہلاتا۔ اور اس کے درمیان سے قوم سے خطاب کرتا۔ انہیں امیدیں دلاتا اور ان سے لمبے چوڑے وعدے کرتا۔ انہیں خوش وخرم اور خوش حال زندگی کی بشارتیں دیتا۔ اس بڑے شہر میں دوسرے شہروں کے شیاطین سے کہیں زیادہ

امیدیں بندھائی جاتیں۔ اس کے بعد تمام لوگ سجدہ میں گر جاتے پھر سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد سرور ومستی، کھانے پینے، لہو ولہب، شراب کباب، ناچ گانے میں اس قدر مشغول ہو جاتے کہ زمین پر گر گر کر بے ہوش ہو جاتے۔ جب غیر اللہ کی پرستش ان کا کفر، فسق اور فجور بہت زیادہ اور طویل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان ایک نبی (حضرت حنظلہ صنعانی علیہ السلام) کو مبعوث کیا تا کہ وہ ان کو خدا کی پہچان اور اس کی عبادت اور پرستش کی دعوت دے۔ انہیں نے اس نبیؑ کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ وہ لوگوں کو صحیح دین کی دعوت دے دے کر تھک گئے تھے لیکن وہ لوگ کسی طرح سے اسے قبول کرنے کو تیار نہ تھے۔

(بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت سعید بن جبیرؒ نے بیان کیا کہا صحابِ رس کے ایک پیغمبر تھے جن کا نام حنظلہ بن صفوان علیہ السلام تھا۔ ان کو بستی والوں نے شہید کر دیا تھا جس کے بعد ان پر اللہ کا عذاب آیا۔ بغوی ہی نے ایک اور روایت لکھی ہے کہ کعب، مقاتل، اور سدی کا بیان ہے کہ رس انطا کیہ میں ایک کنواں تھا لوگوں نے حبیب بن نجار کو قتل کر کے ان کو اس کنویں میں ڈال دیا تھا۔

(حبیب بن نجار اور ان کی قوم کا تذکرہ سورۃ یٰس میں آیا ہے۔)

آخر کار اس قوم کے نبیؑ نے خدا کی بارگاہ میں شکوہ کیا اور فریاد کی کہ اے باری تعالیٰ! تیرے یہ بندے مجھے جھٹلاتے ہیں اور تیرے احکامات کا انکار کرتے ہیں۔ اس درخت کی پرستش سے باز آنے کو کسی طرح تیار نہیں ہیں۔ جو نہ انہیں

فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ بددعا کرتے ہوئے انہوں نے عرض کیا۔
یا مالک! جن درختوں کی یہ پرستش کرتے ہیں انہیں خشک کر دے تا کہ تیری سلطنت اور قدرت ان پر ظاہر ہو جائے۔ نبیؑ کی دعا قبول ہوئی اور جب یہ لوگ صبح نیند سے جاگے تو تمام درختوں کو خشک پایا۔ جسے دیکھ کر ان پر خوف و ہراس طاری ہو گیا۔ ایک جماعت نے کہا کہ یہ شخص جو زمین اور آسمان کے درمیان خدا کی پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے اس نے ہمارے خداؤں پر جادو کر دیا ہے تا کہ ہم لوگوں کو اپنے خدا کی طرف متوجہ کر دے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ہمارے خداؤں نے دیکھا کہ یہ شخص درختوں کی پرستش کا مخالف ہے اور اس کی مذمت اور بُرائی کرتا رہتا ہے۔ ہمیں ان کے خلاف دوسرے خدا کی دعوت دیتا ہے اور ہم اسے اس کام سے روکتے نہیں ہیں اس لئے وہ ہم سے ناراض ہو گئے ہیں۔ اپنی تراوٹ اور شادابی کو چھپا لیا ہے تا کہ ہم اپنے خداؤں کی مدد کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور اس شخص سے انتقام لیں۔ اس چیز کو بنیاد بنا کے انہیں نے اس نبیؑ کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ انہوں نے سب سے بڑے صنوبر کے درخت کے نیچے ایک گڑھا کھودا اور اس میں اس نبی کو زندہ دفن کر دیا کہ شاید اس سے درختوں کی خشکی دور ہو کر ان میں شادابی آ جائے۔ خدا نے جب اپنے نبیؑ پر یہ ظلم دیکھا تو فرمایا! میرے عزت و جلال کی قسم! اس قوم کو وہ عذاب دوں گا جو عالمین کی عبرت اور نصیحت کا سبب ہو۔ لہٰذا عید کے دن جبکہ وہ ناچ گانے، کھانے پینے اور عید کا جشن منانے میں مشغول تھے کہ اچانک سرخ رنگ کی آندھی چلنے لگی۔ پھر اتنی تیز ہو گئی کہ یہ لوگ ایک دوسرے سے

پوری قوت سے ٹکرا جاتے اور ان کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل جاتی۔ ایک کالا سیاہ بادل ان کے سروں پر آ گیا۔ اس نے آگ برسانا شروع کر دی۔ جس سے ان کے جسم پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو گئے اور سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ اصحابِ رس جو درختوں کی پرستش کرتے تھے یہ ان کا انجام ہے جو اپنی گمراہی، سرکشی اور ذلالت کی وجہ سے پروردگار کے غضب کا شکار ہو کر ہلاک ہو گئے۔ ہم خداوندِ عالم کے قہر و غضب اور اس کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔

(آمین) (اس کی سند حاصل نہ ہو سکی)

روح المعانی میں متعدد اقوال لکھے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ لوگ یمامہ کی ایک بستی میں رہتے تھے جو قومِ ثمود کے بقایا تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ انطاکیہ (شام) میں ایک کنواں تھا یہ اس کنویں کے آس پاس رہتے تھے۔ الرس کے نام سے دو مقام معروف ہیں ایک نجد میں اور دوسرا شمالی حجاز میں۔

ابنِ ابی حاتم حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحابِ رس کا کنواں آذربائی جان میں تھا۔ ابن جریج حضرت عکرمہ ؒ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحابِ رس فلج کے علاقہ میں تھے اور فلج کے علاقے کے لوگ ہی اصحابِ یٰس ہیں جن کا تذکرہ سورۃ یٰس میں آیا ہے۔ ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان کو تباہ کر دیا گیا تھا۔ (ابن کثیرؒ)

تفسیرِ مظہری میں قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ اصحابِ رس کے بارے میں لکھتے ہیں:

صاحبِ قاموس نے لکھا ہے۔ رَسّ کسی چیز کی ابتداء کو کہتے ہیں۔ وہ کنواں جس کی مَنڈ (گھیرا) پتھروں سے بنائی گئی ہو اس کو جسے اردو میں باؤلی بھی کہتے ہیں۔ وہ کنواں جو بقیہ نسلِ ثمود نے بنایا تھا ان لوگوں نے اپنے زمانے کے پیغمبر کو جھٹلایا اور اپنے پیغمبر کو اس کنویں میں زندہ دفن کر دیا۔ بعض نے کہا کہ رس کے معنی ہیں معدن اور اس کی جمع رسائس ہے۔ ضحاک نے بیان کیا ہے کہ حضرموت کے ایک شہر میں حاصورا میں ایک کنواں تھا۔ حضرت صالح علیہ السلام پر جو ایمان لے آئے تھے وہ تقریباً چار ہزار تھے جو عذاب سے محفوظ رہے تھے۔ یہ لوگ حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ حضرموت میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ یہاں پہنچنے کے بعد حضرت صالح علیہ السلام کی وفات ہو گئی اس لئے اس مقام کا نام حضرموت ہے۔ یعنی حضرت صالح علیہ السلام کی موت یہاں حاضر ہو گئی۔ لوگوں نے اس مقام پر ایک حصار بنا دیا اور کنویں کے آس پاس مقیم ہو گئے۔ اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو اپنا سردار بنا لیا۔ ایک طویل مدت اسی طرح گزر گئی۔ نسلوں کی تعداد بھی بہت بڑھ گئی۔ رفتہ رفتہ یہ لوگ بتوں کی پوجا کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لئے ایک پیغمبر مبعوث فرمایا جن کا نام حنظلہ بن صفوان علیہ السلام تھا۔ نبوت سے پہلے یہ نبی ایک بوجھ اٹھانے والے قلی کا کام کرتے تھے۔ بت پرستوں نے بازار میں حضرت حنظلہؑ کو شہید کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے پوری قوم کو ہلاک کر دیا۔ کنواں بھی بے کار ہو گیا اور محلات بھی ویران ہو گئے۔ انہی

کے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا ہے۔

(وَبِئۡرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصۡرٍ مَّشِيۡدٍ)

اور (بہت سے) کنوئیں بیکار اور (بہت سے) محل ویران (پڑے ہیں)

(سورۃ الحج ۔ 45)

حضرت وہب بن منبہ نے کہا کہ اصحابِ رس ایک کنویں کے مالک تھے۔ مویشی بھی ان کے پاس تھے یعنی مویشی پالتے تھے۔ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لئے حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے اسلام کی دعوت دی لیکن قوم کی سرکشی بڑھتی ہی گئی۔ ایک روز کنویں کے آس پاس جبکہ لوگ اپنے گھروں میں تھے۔ کنواں ڈھے گیا اور اللہ نے سب کو معہ مکانوں کے زمین میں دھنسا دیا۔

قتادہ اور کلبی نے کہا کہ رس ایک بستی کا نام ہے جو یمامہ میں ایک کنواں سے منسوب تھی۔ ان لوگوں نے اپنے نبیؑ کو قتل کر دیا تو اللہ نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ یہ بستی مدینہ منورہ اور بریدہ کے درمیانی راستہ پر تھی۔

ابن عساکر اپنی تاریخ کی کتاب میں دمشق شہر کی تعمیر کو ابو القاسم کی تاریخ سے نقل کرتے ہیں کہ اصحاب الرس (کنویں والے) اپنے شہر میں آباد تھے کہ اللہ نے ان میں ایک پیغمبر کو مبعوث فرمایا۔ جن کا نام حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام تھا۔ انہوں نے اسلام کی دعوت کو عام کیا لیکن لوگوں نے

آپؑ کی دعوت کو جھٹلایا اور آپؑ کی نافرمانی کی۔ انہوں نے بغاوت کی انتہا کر دی اور حضرت حنظلہ علیہ السلام کو قتل (شہید) کر دیا۔

جب اصحاب الرس کی بستی والو نے اپنے نبیؑ کو قتل کر دیا تو عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو لے کر اس بستی سے کوچ کر گئے کیونکہ آپ سمجھ گئے تھے کہ بستی والوں نے اپنے نبی کو قتل کیا ہے اس لئے اب ان پر اللہ کا عذاب آئے گا۔ لہٰذا یہ وہاں سے اٹھ کر سرزمیں احقاف میں آباد ہو گئے۔ دوسری طرف اصحاب الرس پر عذابِ الٰہی آیا اور سب کچھ تباہ و برباد ہو گیا۔ اصحاب الرس کے جو لوگ عاد بن عوص کے ساتھ آ کر احقاف میں آباد ہو گئے تھے۔ اللہ کے عذاب کے بعد ان تمام لوگوں نے احقاف کو چھوڑ دیا اور یمن کی طرف چلے گئے۔ وہاں سے پھر ان کی اولادیں زمین کے دوسرے حصوں میں پھیل گئیں۔ جبرون بن سعد بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح (علیہ السلام) دمشق کی چٹیل زمین پر پہنچے اور وہاں ایک شہر آباد کیا اور اس کا نام جبرون رکھا۔ پھر یہی بستی والے لوگ ارم (مقام) کے بڑے بڑے قد و قامت والے کہلائے۔ یہاں پہلے کی کوئی تعمیرات نہیں تھیں اور نہ کوئی راہنما اور راہبر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام بن عبداللہ بن رباح بن خالد بن جلود بن عاد کو اس قومِ عاد کی طرف ہدایت اور تبلیغ کے لئے بھیجا۔ ان کی قوم نے بھی حضرت ہود علیہ السلام کو جھٹلایا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی تباہ و برباد کر دیا۔ اس قصے سے معلوم

ہوا کہ پہلے اصحاب الرس تباہ ہوئے ان کے باقی ماندہ لوگ ادھر ادھر جا کر آباد ہو گئے۔ ان کے بعد حضرت ہود علیہ السلام تشریف لائے پھر ان کی قوم بھی نافرمانی کی وجہ سے تباہ برباد ہوئی۔ ان قصوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اصحابِ رس قومِ عاد سے کئی زمانے پہلے کی قوم تھی۔

علامہ سمیلیؒ فرماتے ہیں کہ ایک پیغمبر جن پر نیند میں وحی بھیجی جاتی تھی ان کا نام حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام تھا۔ ان کی قوم نے ان پر چڑھائی کی اور ان کو شہید کر کے کنویں میں پھینک دیا۔ جس کی وجہ سے تمام کنوئیں کا پانی خشک ہو گیا سیرابی اور تر و تازگی سب ختم ہو گئی۔ لوگ پیاس کی شدت میں مبتلا ہو گئے۔ ان کے درخت سوکھی لکڑیاں ہو گئے، پھل ختم ہو گئے، شہر ویران ہو گئے، امن وسکون کے بعد ان کو وحشت اور جنون نے گھیر لیا۔ ان کا ایکا اور اتحاد پارہ پارہ ہو گیا۔ لوگ تیزی سے مرنے لگے اور تھوڑے ہی عرصے میں ہنستا بستا شہر ویران ہو گیا۔ انسانوں کے بجائے جانوروں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ (ابن کثیرؒ)

5.0 - عذابِ الٰہی کے بعد قومِ عاد کی لاشوں کی کھجور کے تنوں سے مماثلت

حضرت ہود علیہ السلام مسلسل اپنی قوم کو گمراہی اور بت پرستی سے روکتے رہے۔ جس پر ان کی قوم ان کو طرح طرح کی اذیتیں دیتی تھی اور ان کی توہین کرتی تھی۔ حضرت ہود علیہ السلام سے ان کی قوم کہتی کہ تم ہمارے معبودوں (بتوں) کی توہین کرتے ہو جو کہ ہماری مرادیں پوری کرتے ہیں اور اللہ کے عذاب سے بچاتے ہیں۔ اس پر حضرت ہود علیہ السلام نے کہا!

إِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيمٍ ☆

(سورۃ الشعراء - 135)

مجھے تمہارے بارے میں بڑے (سخت) دن کے عذاب کا خوف ہے۔

اس بات پر قوم کے سرداروں نے کہا کہ اے ہودؑ! اب ہم تمہاری روز روز کی باتوں اور نصیحتوں سے تنگ آ گئے ہیں۔ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو جلد عذاب لے آؤ تا کہ فیصلہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں ان کی باتوں کو بیان فرماتا ہے!

قَالُوٓاْ أَجِئۡتَنَا لِنَعۡبُدَ ٱللَّهَ وَحۡدَهُۥ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعۡبُدُ آبَاؤُنَا فَأۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّادِقِينَ ☆

(سورۃ الاعراف ۔ 70)

وہ کہنے لگے کہ کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم اکیلے اللہ ہی کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں اُن کو چھوڑ دیں؟ تو اگر تم سچے ہو تو جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہو اُسے لے آ ؤ۔

حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ میری نصیحتوں کا تم لوگوں پر کچھ اثر نہیں ہو رہا اور اب تم اللہ کے عذاب کا مطالبہ کر رہے ہو تو تمہارا یہ شوق بھی پورا ہونے والا ہے اللہ کا عذاب بہت قریب ہے۔ سب سے پہلے اللہ کا عذاب ان پر خشک سالی کی شکل میں آیا لیکن وہ پھر بھی اپنی سرکشی سے باز نہیں آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر تیز آندھی اور طوفان کا عذاب بھیج دیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحاً صَرْصَراً فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ (19)

تَنزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ (20)

(سورۃ القمر: 20-19)

ہم نے ان پر سخت منحوس دن میں آندھی چلائی۔۱۹ وہ لوگوں کو (اس طرح) اکھیڑے ڈالتی تھی گویا اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔۲۰

قومَ عاد پر عذاب:

قومِ ہودؑ نے بھی اللہ کے رسولوں کو جھوٹا کہا اور قومِ نوح (علیہ السلام) کی

طرح سرکشی پر اتر آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تنبیح کے لئے قحط سالی کی آزمائش ڈال دی تا کہ یہ اللہ کی طرف رجوع کریں۔ تین سال ان پر قحط کی تکلیف مصلت رہی لیکن یہ لوگ اپنی شرارتوں اور برے اعمال سے باز نہیں آئے۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ ایک دن خوب کالے بادل نظر آئے۔ اللہ کے نبی حضرت ھود علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ عذاب ہے جس کا تم مطالبہ کرتے تھے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو ہمارے لئے رحمت ہے اور ہماری خشک سالی ختم کرنے کے لئے ہے۔ ان پر سخت ٹھنڈی اور مہلک ہوا بھیجی۔ وہ دن ان کے لئے سراسر منحوس تھا۔ برابر ان پر سات راتیں اور آٹھ دن تک تیز ہوائیں چلتی رہیں اور انہیں تہ و بالا کرتی رہیں اور عذاب میں گرفتار کر لئے گئے۔ ہوا کا جھونکا آتا اور ان میں سے کسی کو اٹھا کر لے جاتا یہاں تک کہ زمین والوں کی حدِ نظر سے باہر ہو جاتا پھر اسے زمین پر اوندھے منہ پٹخ دیتا، سر کچل جاتا اور بھیجا نکل جاتا۔ سر الگ اور دھڑ الگ ہو جاتا۔ تنومند اور قوی ہیکل انسان جو اپنی جسمانی قوتوں کے گھمنڈ میں مست اور سرکش تھے اس طرح بے حس و حرکت پڑے نظر آتے تھے گویا کھجور کے درخت کے بے جان تنے پڑے ہیں۔ اللہ کا عذاب ایسے آتا ہے۔ اس میں عقل والوں کے لئے عبرتیں اور نصیحتیں ہیں۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

قرآن میں ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُوماً فَتَرَى الْقَوْمَ

فِيهَا صَرْعٰى ۙ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ O

(سورۃ الحاقہ ۔ 7)

اللہ نے اس ہوا کو سات رات اور آٹھ دن لگا تار ان پر چلائے رکھا تو (اے مخاطب!) تو لوگوں کو اس میں (اس طرح) ڈھئے (اور مرے) پڑے دیکھے جیسے کھجوروں کے کھوکھلے تنے۔

حضرت عطا بن رباعؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ آپؓ نے فرمایا! جب تیز ہوا چلتی تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے۔

اللھم انی اسالک خیر ھا و خیر ما فیھا و خیر ما ارسلت بۃ

و اعوذبک من شر ھا و شر ما فیھا و شر ما ارسلت بۃ ☆

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے اس میں جو کچھ ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور تو نے اس کے ساتھ جو چیز بھیجی ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے اس میں جو کچھ بھی ہے اس کے شر سے اور تو نے جو اس میں بھیجا ہے اس کے شر سے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب آسمان (بادلوں سے) چھپ جاتا تو حضور نبی کریم ﷺ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ آپ ﷺ کبھی گھر کے اندر جاتے اور کبھی باہر تشریف لے کر آتے۔ آپ ﷺ کبھی آگے آتے اور کبھی پیچھے کو

جاتے۔ اور جب بارش ہوتی تو آپ ﷺ خوش ہو جاتے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ ﷺ کی پریشانی کو سمجھ جاتی تھیں۔ اسی لئے ایک دن اس کے متعلق پوچھ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اے عائشہؓ کہیں یہ قوم عاد کی طرح نہ ہو کہ انہوں نے کہا تھا۔

قرآنِ کریم میں ارشاد ہے!

فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضاً مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَذَا

عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِ ط

رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ☆

(سورۃ الاحقاف ۔ 24)

پھر جب انہوں نے اس (عذاب کو) دیکھا کہ بادل (کی صورت میں) ان کے میدانوں کی طرف آرہا ہے تو کہنے لگے یہ تو بادل ہے جو ہم پر برس کر رہے گا (نہیں) بلکہ (یہ) وہ چیز ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے یعنی آندھی جس میں درد دینے والا عذاب بھرا ہوا ہے۔

(اس حدیث کو ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے ابن جریج کی حدیث سے روایت کیا ہے)

6.0 - قوم سبا کی ناشکری کی وجہ سے باغات تباہ

فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُم بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَى أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ O

(سورۃ سبا ۔ 16)

تو انہوں نے (شکر گزاری سے) منہ پھیر لیا پس ہم نے ان پر زور کا سیلاب چھوڑ دیا اور انہیں ان کے باغوں کے بدلے ایسے دو باغ دیئے جن کے میوے بدمزہ تھے اور جن میں کچھ تو سایہ دار درخت تھے اور تھوڑی سی بیریاں۔

سبا ایک قوم تھی جن کا مرکز جنوبی یمن کے مشرقی علاقہ تھا جو اپنے جدِ اعلیٰ سبا بن یشجب کی طرف منسوب تھی۔ یہ لوگ یعرب بن قحطان کی اولاد میں سے تھے اور یمن میں رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت نوازہ تھا بے شمار نعمتیں دی ہوئی تھیں۔ راستوں کے دائیں اور بائیں باغوں کی لمبی لمبی قطاریں ہوتی تھیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے خوب لطف اندوز ہوتے تھے۔ اس علاقہ کا نام مارب تھا اسی کو شہر سبا بھی کہتے تھے۔ جو شہر صنعاء سے تین دن کی مسافت پر تھا۔ یہ علاقہ آہستہ آہستہ پھیل کر مغرب میں حضر موت تک وسیع ہو گیا۔ دوسری جانب بھی اس کا اثر دور تک پھیل گیا تھا۔ حبشہ میں اذینہ کا علاقہ سبا کے ماتحت تھا۔ انہوں نے یمن اور اطرافِ یمن میں مختلف قلعے تعمیر کئے ہوئے تھے۔ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں میں سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔

روح المعانی میں لکھا ہے کہ ان لوگوں کی تیرہ بستیاں تھیں اور ہر ہر بستی کے لئے اللہ تعالیٰ کا ایک ایک نبیؑ مبعوث ہوا تھا۔ جو انہیں اس بات کی ترغیب دیتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا رزق کھاتے ہو تو اس کا شکر بھی ادا کیا کرو۔ اگر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے قصوروں اور گناہوں کو معاف کر دے گا اور تمہارے رزق میں مزید برکت اور ترقی فرمائے گا۔ کیونکہ اس جگہ کی آب و ہوا بہت اچھی تھی، زمین بہت زرخیز تھی، وہاں کیڑے مکوڑے، جوئیں، اور کھٹمل وغیرہ بھی نہ تھے۔

یہ لوگ ان نعمتوں میں مست تھے اور توجہ دلانے کے باوجود اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے تھے اور کفر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ناشکری کی سزا دے دی اور ان پر عذاب بھیج دیا جو ایک سیلاب تھا اور اس قدر سخت تھا کہ انہیں نے پانی کے لئے جو بند باندھا ہوا تھا وہ ٹوٹ گیا پانی ان کے گھروں، مکانوں اور باغوں میں بھر گیا اور ان سب کو تباہ و برباد کر دیا۔ ان کا بنایا ہوا آب پاشی کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ وہ علاقہ جو جنت نظیر بنا ہوا تھا ایک اجڑا ہوا جنگل بن گیا۔ اور ان باغوں کی جگہ ایسے درخت اور پودے پھوٹ پڑے جن کے پھل کڑوے اور بدمزا ہوتے تھے۔ اب وہ پچھتانے لگے اور ہاتھ ملتے رہ گئے۔ ان کی سب سے بڑی ناشکری کفر تھی۔

(انوارالبیان)

7.0 - وہ درخت جس کے نیچے حضرت مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے وقت آئیں

فَحَمَلَتْهُ فَانتَبَذَتْ بِهِ مَكَاناً قَصِيّاً (22)فَأَجَآءَ هَا الْمَخَاضُ إِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هَذَا وَكُنتُ نَسْياً مَّنسِيّاً (23)فَنَادَاهَا مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيّاً (24)وَهُزِّىٓ إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَباً جَنِيّاً(25) فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْناً فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَداً فَقُوْلِىٓ إِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْماً فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيّاً (26) (سورۃ مریم: 26-22)

تو وہ اس (بچے) کے ساتھ حاملہ ہوگئیں اور اُسے لے کر ایک دُور کی جگہ چلی گئیں۔۲۲۔ پھر دردِزہ ان کو کھجور کے تنے کی طرف لے آیا کہنے لگیں کہ کاش میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور بھولی بسری ہوگئی ہوتی۔۲۳۔ اس وقت اُن کے نیچے کی جانب سے فرشتے نے اُن کو آواز دی کہ غمناک نہ ہو تمہارے رب نے تمہارے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔۲۴ اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پر تازہ تازہ کھجوریں جھڑیں گی۔۲۵۔ تو کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو، اگر تم کسی آدمی کو دیکھو تو کہنا کہ میں نے اللہ کے لئے روزے کی منت مانی ہے تو آج میں کسی آدمی سے ہرگز کلام نہ کروں گی۔۲۶

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحج آیت 63 میں فرمایا! کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برساتا ہے، پس زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔

حضرت مریمؑ نے عام عورتوں کی طرح حمل کا پورا زمانہ گزارا۔ مسجد میں ہی مسجد کے ایک خادم جن کا نام یوسف نجار تھا۔ اس نے جب حضرت مریمؑ کا یہ حال دیکھا تو ان کے دل میں کچھ شک گزرا۔ لیکن حضرت مریمؑ کے زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت، خدا ترسی اور حق پرستی کا خیال کرتے ہوئے انہیں نے یہ بات دل میں ہی رکھی۔ لیکن جوں جوں دن گزرتے گئے اور حمل ظاہر ہوتا گیا۔ اب تو خاموش نہ رہ سکے اور ایک دن کہنے لگے۔ اے مریمؑ ! میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں ناراض نہ ہونا۔ بھلا بیج بغیر کسی درخت کا ہونا، بغیر دانے کے کھیت کا ہونا یا بغیر باپ کے بچے کا ہونا ممکن ہے۔ آپؑ ان کا مطلب سمجھ گئیں اور جواب دیا کہ سب ممکن ہے۔ سب سے پہلے جو درخت اللہ تعالیٰ نے اگایا وہ بغیر بیج کے تھا۔ سب سے پہلے جو کھیتی اللہ تعالیٰ نے اگائی وہ بغیر دانے کے تھی۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا وہ بن باپ کے تھے بلکہ بن ماں کے بھی تھے۔ ان کی سمجھ میں آ گیا وہ حضرت مریمؑ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو نہ جھٹلا سکے۔ حضرت مریمؑ نے جب دیکھا کہ قوم کے لوگ ان پر تہمت لگا رہے ہیں تو آپ شہر کو چھوڑ کر الگ دور دراز کے علاقے میں چلی گئیں۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

حضرت مریم علیہ السلام ایک ایسے مقام پر آ گئیں جہاں لوگوں کی آمد و رفت نہیں تھی، اس مقام سے مراد بیت اللحم ہے۔ حضرت مریمؑ بنی اسرائیل

کے مقدس گھرانے بنی ہارون سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپؑ بیت المقدس میں سب سے الگ ہو کر عبادت کے لئے اعتکاف کئے بیٹھی تھیں کہ اچانک حاملہ ہو گئیں۔ اس حالت میں کہ ان کا حمل ظاہر ہو جاتا تو خاندان والے اور بستی والے ان کا جینا دوبھر کر دیتے۔ اس لئے مجبوراً اس شدید آزمائش میں مبتلا ہونے کے بعد خاموشی کے ساتھ اپنے حجرے سے نکل پڑیں تا کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی پوری ہو تو قوم کی لعنت ملامت اور بدنامی سے بچی رہیں۔ ان کا اس طرح بھٹکنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن باپ کے پیدا ہوئے ورنہ اگر شوہر اور سسرال والے ہوتے تو اس طرح تن تنہا دور دراز کے مقام پر نہ جاتیں۔ اور جب دردِ زہ یعنی بچہ کی پیدائش کا درد شروع ہوا تو آپؑ ایک کھجور کے درخت کے پاس آ گئیں اور اس کے تنے کے قریب یا اس تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں۔ کہنے لگیں کہ کاش میں پہلے مر گئی ہوتی یا بالکل بھولی بسری ہو جاتی، نہ کوئی مجھے جانتا اور نہ کوئی مجھے پہچانتا۔ یہ الفاظ انہوں نے درد کی وجہ سے نہیں کہے۔ درد تو تھا ہی اپنی جگہ مگر اصل فکر اس بات کی تھی کہ حمل تو کسی نہ کسی طرح چھپا لیا اب بچہ کی پیدائش کے بعد لوگوں کا سامنا کس طرح کرنا ہو گا۔ اس وقت شدید پریشانی کا عالم تھا۔ جنگل تھا، تنہائی تھی، درد سے بے چین تھیں اور کوئی سایہ دار جگہ نہیں تھی جہاں آرام کرتیں۔ پھر یہ خیال بھی مسلسل پریشان کر رہا تھا کہ جب بچہ پیدا ہو گا تو لوگ کیا کہیں گے۔ ایسی پریشانی میں یہ بات منہ سے نکل گئی کہ کاش اس سے پہلے میں مر چکی ہوتی۔ اسی دوران تھوڑی دیر میں ولادت ہو گئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آواز دی کہ رنجیدہ نہ ہوں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کے الفاظ اس بات کی نشاندھی کرتے ہیں کہ جس طرح اب تک کے مراحل اللہ نے طے کرا دیے ہیں اسی طرح اللہ آگے بھی مدد کرے گا تمہیں کچھ بولنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ بچہ سے تمہاری بے گناہی ثابت کروائے گا۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پاؤں زمین پر مارا جس کی وجہ سے میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا۔ ایک اور قول ہے کہ وہاں پہلے سے خشک نہر تھی اس میں پانی جاری فرما دیا۔ وہاں ہی ایک خشک کھجور کا درخت تھا اس میں پتے اور پھل آ گئے اور اسی وقت پک گئے۔ آپؑ کو حکم ہوا کہ اس درخت کے تنے کو ہلاؤ تو اس میں سے تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرنے لگیں۔ (یہ حضرت مریمؑ کی کرامت ہے کہ انہیں نے اس کمزوری کے حالت میں کھجور کے تنے کو ہلا کر کھجوریں گرائیں)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تازہ کھجوریں کھاؤ، نہر سے ٹھنڈا پانی پیو اور یہ بچہ تمہارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ کھجور میں وہ تمام غذائی خوبیاں ہیں جو ایک زچہ اور بچہ کے لئے مفید ہوتے ہیں اور دوسری تمام غذاؤں اور دواؤں سے بہتر ہے۔

کچھ لوگوں کا قول ہے کہ کھجور خشک تھی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ پہلے سے پھل دار تھی۔ ممکن ہے کہ کھجور کا درخت خشک ہو لیکن کرامت سے پھل دار ہو گیا ہو۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سردیوں میں ہوئی اور یہ وقت پھل کا نہ تھا۔ یہ بات بطور احسان اللہ کے فرمان سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ تم پر تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی۔

8.0 - دوباغوں کے مالک کا عبرتناک قصہ

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلاً رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ
أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعاً (32) كِلْتَا
الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئاً وَفَجَّرْنَا خِلالَهُمَا
نَهَراً (33) وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ
مِنكَ مَالاً وَأَعَزُّ نَفَراً (34) وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ
مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَذِهِ أَبَداً (35) وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن
رُّدِدتُّ إِلَى رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْراً مِّنْهَا مُنقَلَباً (36) قَالَ لَهُ
صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِن
نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلاً (37) لَّكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ
بِرَبِّي أَحَداً (38) وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاء اللَّهُ لَا
قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ إِن تُرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنكَ مَالاً وَوَلَداً (39) فَعَسَى رَبِّي
أَن يُؤْتِيَنِ خَيْراً مِّن جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَاناً مِّنَ السَّمَاءِ
فَتُصْبِحَ صَعِيداً زَلَقاً (40) أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْراً فَلَن تَسْتَطِيعَ لَهُ
طَلَباً (41) وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَى مَا أَنفَقَ فِيهَا
وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي

أَحداً (42)وَلَمْ تَكُن لَّهُ فِئَةٌ يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ
مُنتَصِراً (43)هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَاباً وَخَيْرٌ
عُقْباً (44)وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاء أَنزَلْنَاهُ مِنَ
السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيماً تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ
وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِراً(45)

(سورہ الکہف: 45-32)

اوران سے دو شخصوں کا حال بیان کرو جن میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ (عنایت) کئے تھے اوران کے گرداگرد کھجوروں کے درخت لگا دیئے تھے اور ان کے درمیان کھیتی پیدا کر دی تھی۔۳۲۔ دونوں باغ (کثرت سے) پھل لاتے اوراُس (کی پیداوار) میں کسی طرح کی کمی نہ ہوتی اور دونوں میں ہم نے ایک نہر بھی جاری کر رکھی تھی۔۳۳۔ اور (اس طرح) اس (شخص) کو (ان کی) پیداوار (ملتی رہتی) تھی تو (ایک دن) جب کہ وہ اپنے دوست سے باتیں کر رہا تھا کہنے لگا کہ میں تم سے مال و دولت میں بھی زیادہ ہوں اور جتھے (اور جماعت) کے لحاظ سے بھی زیادہ عزت والا ہوں۔۳۴۔ اور (ایسی شیخیوں سے) اپنے حق میں ظلم کرتا ہوا اپنے باغ میں داخل ہوا کہنے لگا کہ میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ کبھی تباہ ہو۔۳۵۔ اور نہ یہ خیال کرتا ہوں کہ قیامت برپا ہو گی اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی جاؤں تو (وہاں) ضرور اس سے اچھی جگہ پاؤں گا۔۳۶۔ تو اس کا دوست جو اس سے گفتگو کر رہا تھا کہنے لگا کہ کیا تم اُس (اللہ) سے کفر کرتے ہو جس نے تمہیں مٹی

سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تمہیں پورا مرد بنایا۔۳۷۔ مگر میں تو یہ کہتا ہوں کہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں اپنے رب کیساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔۳۸۔ اور (بھلا) جب تم اپنے باغ میں داخل ہوئے تو تم نے ماشاءاللہ لاقوۃ الا باللہ کیوں نہ کہا؟ اگر تم مجھے مال و اولاد میں اپنے سے کمتر دیکھتے ہو۔۳۹۔ تو عجب نہیں کہ میرا رب مجھے تمہارے باغ سے بہتر عطا فرمائے اور اس (تمہارے باغ) پر آسمان سے آفت بھیج دے تو وہ صاف میدان ہو جائے۔۴۰۔ یا اس (کی نہر) کا پانی گہرا ہو جائے تو پھر تم اُسے نہ لاسکو۔۴۱۔ اور اُس کے میووں کو عذاب نے آ گھیرا اور وہ اپنی چھتریوں پر گر کر رہ گیا تو جو مال اُس نے اُس پر خرچ کیا تھا اُس پر (حسرت سے) ہاتھ ملنے لگا اور کہنے لگا کہ کاش میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا۔۴۲۔ (اس وقت) اللہ کے سوا کوئی جماعت اس کی مددگار نہ ہوئی اور نہ وہ بدلا لے سکا ۔۴۳۔ یہاں (سے ثابت ہوا کہ) حکومت سب اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اُسی کا صِلہ بہتر اور (اُسی کا) بدلہ اچھا ہے۔۴۴۔ اور ان سے دنیا کی زندگی کی مثال بھی بیان کرو (وہ ایسی ہے) جیسے پانی جسے ہم نے آسمان سے برسایا تو اُس کیساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی پھر وہ چُورا چُورا ہوگئی کہ ہوائیں اسے اڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔۴۵

دو باغ والے کون تھے:

ایک قول یہ ہے کہ وہ دو شخص تھے جن کا تعلق بنی مخزوم سے تھا۔ جن میں

ایک اسود بن عبدالاسد مالدار تھا اور کافر تھا جس کا انگور کا باغ تھا اور ارد گرد کھجوروں کے درخت تھے۔ درمیان میں ہری بھری کھیتی، درخت، پھیلی ہوئی بیلیں، لدے ہوئے پھل اور پھول، دونوں طرف نہریں تھیں الغرض نقصان کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ اس کے پاس ہر وقت طرح طرح کی پیداوار موجود رہتی تھی۔ اس نے ایک دن اپنے دوست حضرت ابوسلمہ ؓ جو کہ مسلمان تھے سے فخر اور غرور سے کہا کہ میں مالداری، عزت اور اولاد میں، نوکر چاکر اور شان وشوکت میں تجھ سے زیادہ حیثیت والا ہوں۔

دوسرا قول ہے کہ یہ بنی اسرائیل کے دو شخصوں کا واقعہ ہے جو دونوں بھائی تھے جن میں ایک مسلمان تھا جو غریب تھا اور ایک کافر تھا جو مالدار تھا۔ ایک فاسق اور فاجر شخص کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ دنیا کی یہ چیزیں اس کے پاس بکثرت ہوں۔ اس نے تکبر کر کے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ اس تکبر میں قیامت کا انکار کرتا ہوا اور کفر کرتا ہوا اس قدر مست تھا کہ اس کی زبان سے نکلا کہ یہ ناممکن ہے کہ میری یہ لہلہاتی کھیتی یہ پھل دار درخت، یہ نہریں، یہ سرسبز بیلیں کبھی فنا ہو جائیں۔ حقیقت میں یہ اس کی کم عقلی اور بے ایمانی اور دنیا کہ خرمستی اللہ کے ساتھ کفر کی وجہ سے تھی۔ اسی لئے کہہ رہا تھا کہ اس کے خیال میں قیامت آنے والی نہیں اور اگر بالفرض آئی بھی تو ظاہر ہے خدا کا میں پیارا ہوں ورنہ وہ مجھے اس قدر مال ومتاع کیوں دیتا۔ تو وہاں بھی اس سے بہتر عطا فرمائے گا۔

روح المعانی میں حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ان آیات میں جن دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ کے بیٹے تھے۔ ایک نے اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا اور دوسرے نے کفر اختیار کیا اور دنیا کی زیب و زینت میں مشغول ہو گیا اور مال کے بڑھانے میں لگ گیا۔ پھر اس شخص کو اللہ نے خوب مال دیا۔ اس کے انگور کے دو باغ تھے اور دونوں باغوں کے چاروں طرف کھجور کے درخت تھے۔ جنہوں نے باڑ کی طرح ان دونوں باغوں کو گھیر رکھا تھا۔ ان دونوں باغوں میں کھیتی بھی تھی۔ درختوں کے پھلوں سے اور کھیتی کی پیداوار سے وہ بہت مال دار ہو گیا تھا۔ ان باغوں کے درمیان نہر بھی جاری تھی۔ دونوں باغ بھرپور پھل دیتے تھے۔ یہ تو باغ والے کا حال تھا۔

دوسرا شخص اس کے بالکل برخلاف تھا۔ وہ مال آل واولاد کے اعتبار سے زیادہ حیثیت والا نہ تھا۔ جس شخص کے باغ تھے وہ بڑا مغرور تھا۔ اس نے اپنے اس کم حیثیت بھائی سے کہا میں مال کے اعتبار سے تجھ سے زیادہ ہوں اور افراد کے لحاظ سے بھی تجھ سے بڑھ کر ہوں کیونکہ میری جماعت زبردست ہے۔ ایک تو وہ اپنے کم حیثیت ساتھی سے تکبر اور تفاخر سے مخاطب ہوا دوسرے اپنے باغ میں کفریہ کلام کرتے ہوئے داخل ہوا۔ اور اندر بھی وہی کفر کہ اور نعمتوں کے انکار کی باتیں کرتا رہا۔ کہنے لگا کہ میں تو نہیں سمجھتا کہ میرا باغ کبھی بھی برباد ہو گا۔ یہ قیامت قائم ہونے والی باتیں کرتے ہو یوں ہی کہنے کی باتیں ہیں اور میرے خیال میں تو قیامت

قائم ہونے والی نہیں۔ فرض کرو اگر قیامت آ بھی گئی اور میں اپنے رب کی طرح لوٹا دیا گیا تو اس دنیا میں میرا جو باغ ہے وہاں مجھے اس سے بڑھ کے زیادہ اچھی جگہ پر اور بڑا باغ ملے گا۔ دنیا والوں کا حال یہ ہے کہ فاسق اور فاجر ہونے کے باوجود یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ کے مقبول بندے ہیں۔ جس نے ہمیں یہاں دولت دے رکھی ہے وہ وہاں بھی خوب دولت اور نعمتیں دے گا۔ یہ لوگ قیامت کو مانتے ہی نہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ وہاں جو کچھ ملے گا ایمان اور اعمالِ صالحہ کی وجہ سے ملے گا۔ جو لوگ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی تعلیمات اور تبلیغ کو نہیں مانتے وہ روزِ جزاء والے دن جو نعمتیں ملنی ہیں اس کے قانون سے واقف نہیں اور حقیقت کو نہیں جانتے۔ یہ لوگ منہ زوری کرتے ہوئے اپنے آپ کو مومنین سے برتر اور بہتر بتاتے ہیں اور فخر جتلاتے ہیں کہ وہ یہاں بھی ان سے بہتر ہیں اور آخرت میں بھی ان سے بہتر رہیں گے۔

وہ ساتھی جس سے اس کافر اور متکبر نے فخر اور غرور کی باتیں کی تھیں اس نے اسے اچھے طریقے سے اس کی نادانی اور بے وقوفی پر متنبہ کیا اور کہا کہ جس ذاتِ پاک نے تجھے مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا اور تجھے خوبصورت آدمی بنایا، تجھے اس کے ساتھ کفر نہیں کرنا چاہیے۔ حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے تھے جو ہر انسان کے باپ ہیں۔ اس لئے غرور اور تکبر کی باتیں نہیں کرنی چاہیے۔ نیک مومن نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے جو باغ کی نعمت دی ہے اس پر تجھے اس نعمت کا شکر گزار ہونا چاہیے اور یوں کہنا چاہیے تھا

ماشاء اللّٰہ و لا قوۃ الا باللّٰہ

(یعنی اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور اللہ کی مدد کے بغیر کوئی طاقت نہیں)

یہ باغ صرف اللہ تعالیٰ کی مشیت سے وجود میں آیا ہے اسی نے تجھے اس کا قبضہ دیا اور جب چاہے گا اسے برباد کر دے گا اور تو دیکھتا ہی رہ جائے گا۔ رہی یہ بات کہ میں تجھ سے مال و دولت میں کم ہوں تو یہ بات میرے لئے کوئی فکر اور پریشانی کی نہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ مجھے عنقریب تیرے باغ سے بہتر باغ عطا فرمائے گا۔ دنیا میں ہو یا آخرت میں یا دونوں میں۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ اللہ تیرے باغ پر آسمان سے آفت بھیج دے اور تیرا باغ ایک صاف میدان ہو جائے یا اس کا پانی زمین میں اتر جائے پھر تو کوشش کے باوجود پانی حاصل نہ کر سکے۔ جس ذات پاک نے تجھے یہ باغ دیا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ اسے تباہ کر دے۔ نہ کوئی درخت رہے اور نہ کوئی پھل۔ اور جس پانی پر تجھے غرور اور گھمنڈ ہے اس پانی کو زمین کے اندر دور تک پہنچا دے اور تو کوشش اور محنت کے باوجود اس کو اپنی کھیتی تک نہ لا سکے۔ مومن بندے نے جو کافر، مشرک اور ناشکرے کو شرک چھوڑنے، توحید اختیار کرنے، اللہ تعالیٰ کی قدرت کو ماننے اور اس کی گرفت سے بچنے کی جو تلقین کی تھی اس پر اس کافر نے دھیان نہ دیا اور اس پر اللہ کا عذاب آ گیا۔ اس کے پاس جو مال اور مال دار بننے کے اسباب تھے سب کو آفت نے گھیر لیا۔ یہ ایک آگ تھی جس نے اس کے باغ کو جلا کر راکھ کر دیا۔ یہ شخص حیران اور پریشان کھڑا رہ گیا۔ اس نے اس پر جو مال خرچ کیا تھا وہ اس کی نظروں کے سامنے جل کر خاک ہو گیا۔ جو

مچانیں انگوروں کی بیلوں کو چڑھانے کے لئے بنائیں تھیں وہ سب جل کر نیچے گر گئیں۔ یہ شخص اب ہاتھ ملتا رہ گیا اس کو اس مومن ساتھی کی نصیحت یاد آئی اور کہنے لگا۔ ہائے کاش! کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا۔

باغ کی بربادی اور باغ کے مالک کی حسرت بیان فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی عاجزی بیان کرتے ہوئے فرمایا! اگر کسی پر اتنی بڑی آفت آ جائے تو وہ تو مخلوق سے بدلہ لینے کے قابل نہیں رہتا چہ جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کا بدلہ لے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر کفر اور شرک کی وجہ سے عذاب بھیجا اور وہ اس حال میں ہو گیا کہ کہیں سے بھی کوئی مدد پا کر کسی طرح کا بدلہ لینے کے قابل نہ رہا۔ جب باغ برباد ہوئے تو اس کی کھیتی بھی ختم ہو گئی اور جن افراد پر اسے گھمنڈ تھا ان کی قوت اور شان و شوکت بھی دھری کی دھری رہ گئی۔ جماعت اور جتھا اسی وقت کام آتا ہے جب ان پر خرچ کرنے کے لئے مال ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر مال اللہ کی رضامندی کے لئے خرچ کئے جائیں تو وہ اس کا اچھے سے اچھا بدلہ دیتا ہے۔ مومن کا اگر کوئی نقصان ہو بھی جائے تو انجام کے اعتبار سے اسے کوئی خسارہ یا نقصان نہیں کیونکہ دونوں جہاں میں یا کم از کم آخرت میں اس کو جزاء خیر ملنی یقینی ہے اور آخرت میں جو کچھ اسے ملے گا اس کا حساب اس دنیا میں لگانا ممکن نہیں۔

(انوارالبیان)

دنیا کے زوال کی مثال:

دنیا اپنے زوال، فنا اور خاتمے، بربادی کے لحاظ سے آسمانی بارش کی طرح ہے جو زمین کے دانوں وغیرہ سے ملتا ہے اور ہزاروں پودے لہلہانے لگتے ہیں۔ ترو تازگی اور زندگی کے آثار ہر چیز میں ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ لیکن کچھ دنوں بعد وہ سوکھ کے چورا چورا ہو جاتے ہیں ہوائیں انہیں دائیں بائیں اڑائے پھرتی ہے۔ اسُ حالت پر جو قادر تھا وہ اس حالت پر بھی قادر ہے۔ اسی لئے دنیا کی مثال بارش سے دی گئی ہے۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

9.0 - وہ باغ جس میں رسول اللہ ﷺ نے اہلِ طائف کے ظلم کے بعد پناہ لی

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب مکہ والوں کا رویہ اور برتاؤ بہت برا ہو گیا اور وہ کسی طرح سے آپ ﷺ کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوئے تو آپ ﷺ نے ارادہ کیا کہ مکہ کے اطراف کے قبائل کو اسلام کی دعوت دی جائے شاید وہ لوگ اسلام قبول کر لیں ۔ اس ارادے سے آپ ﷺ نے طائف کا سفر کیا ۔ آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو اپنے ساتھ لیا اور طائف کی طرف روانہ ہو گئے ۔ طائف مکہ کے قریب ایک سرسبز و شاداب علاقہ تھا ۔ جہاں بنو ثقیف کے لوگ رہتے تھے ۔ آپ ﷺ نے وہاں جا کر ان کے سرداروں کو اسلام کی دعوت دی ۔ انہوں نے قبول کرنے کے بجائے قبیلہ کے اوباش لڑکوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا جنہوں نے آپ ﷺ پر پتھر برسانے شروع کے دیئے جس سے آپ ﷺ شدید زخمی ہو گئے ۔ آپ ﷺ نے ان بدمعاشوں سے بچنے کے لئے قریب ہی ایک باغ میں پناہ لی جو مکہ کے سردار عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کی ملکیت تھا ۔ آپ ﷺ بے حد رنجیدہ اور غمناک تھے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کر رہے تھے ۔

عتبہ بن ربیعہ اور اس کا بھائی باغ میں موجود تھے ۔ انہیں نے آپ ﷺ کے چہرے کی پریشانی اور حالتِ زار دیکھی تو عربی شرافت ، مہمان نوازی کے تقاضے اور جذبہ ٔ قرابت جوش میں آ گیا ۔ انہوں نے اپنے ایک غلام جس کا نام عداس تھا ، عیسائی مذہب سے اس کا تعلق تھا ۔ اس کے ہاتھ ایک طشت میں انگور کے خوشے رکھ کر

آپ ﷺ کے پاس بھجوائے۔ آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر کھانے شروع کر دئے۔ عداس نے کہا کہ یہ جملہ اس علاقے کے لوگ نہیں بولتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم کہاں کے رہنے والے ہو اور تمہارا دین کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نینوا کا باشندہ ہوں اور میرا تعلق عیسائی مذہب سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اچھا تو تم مردِ صالح یونس بن متی (علیہ السلام) کے علاقہ کے رہنے والے ہو۔ اس نے کہا کہ آپ ﷺ یونس بن متی (علیہ السلام) کو کیسے جانتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے بھائی ہیں، وہ بھی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔ عداس نے کہا کہ آپ (ﷺ) کا نام کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا نام محمد (ﷺ) ہے۔ عداس نے کہا کہ میں نے تورات میں آپ ﷺ کی تعریف پڑھی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مکہ میں مبعوث فرمائیں گے۔ اہلِ مکہ آپ ﷺ کی اطاعت نہ کریں گے اور آپ ﷺ کو شہر سے نکال دیں گے۔ پھر آپ ﷺ کی مدد ہوگی اور آپ ﷺ کا دین روئے زمیں پر پھیلے گا۔ یہ کہہ کر عداس نے آپ ﷺ کی پیشانی اور پاؤں پر بوسہ دیا اور مسلمان ہو گیا۔ عتبہ اور شیبہ یہ سب دیکھ رہے تھے۔ آپس میں کہنے لگے کہ اس نے ہمارے غلام کو خراب کر دیا۔ جب عداس واپس گیا تو دونوں نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ اس نے کہا کہ اے میرے آقا! روئے زمیں پر اس شخص سے بہتر کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اس نے مجھے ایک ایسی بات بتائی ہے جسے نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان دونوں نے کہا کہ دیکھو عداس کہیں یہ شخص تم کو تمہارے دین سے نہ پھیر دے، کیونکہ تمہارا دین اس سے بہتر ہے۔ (ابن ہشام)

10.0 ۔ کھجور کا تنا جو رسول اللہ ﷺ کی جدائی میں رویا تھا

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں ایک لکڑی کے ستون کا سہارہ لے کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ ایک انصاری صحابیہؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میرا ایک غلام بڑھئی ہے۔ کیا میں اس سے کہوں کہ وہ آپ ﷺ کے لئے ایک منبر تیار کر دے جس پر آپ ﷺ تشریف رکھ کر خطبہ دیا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں (یعنی ٹھیک ہے منبر بنوادو)۔

اس غلام نے آپ ﷺ کے لئے منبر تیار کر دیا جس کے تین درجہ تھے اور مسجد میں رکھ دیا گیا۔ جب جمعہ کا دن آیا تو رسولِ کریم ﷺ اس منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ ارشاد فرمانا چاہا۔ قریب ہی وہ لکڑی کا ستون جو کہ کھجور کا خشک تنا تھا۔ جس کے پاس آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اس طرح رویا جس طرح ایک بچہ اپنی ماں کی جدائی پر روتا ہے۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ غم کی وجہ سے پھٹ جائے گا۔ نبی کریم ﷺ منبر سے اترے اور ستون پر شفقت اور رحمت سے ہاتھ پھیرا یہاں تک کہ اس کو سکون اور قرار آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ستون اس لئے رویا کہ وہ ذکر جو میرے منہ (مبارک) سے قریب ہو کر سنتا تھا اس سے محروم ہو گیا تھا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں خود اس وقت مسجد میں موجود تھا۔ میں نے لکڑی سے ایسی آہ وزاری سنی جیسے کوئی محبت میں بے قرار ہو کے اور محبوب کی جدائی

نہ برداشت کر کے درد وغم کا اظہار کر رہا ہو۔ وہ ستون اسی طرح آہ وبکا میں مصروف تھا حتیٰ کہ محبوبِ کبریا ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو اپنی بغل میں لیا پھر اس کو سکون نصیب ہوا اور اس نے رونا بند کر دیا۔

اس نام کا ستون محراب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کا ستون ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس ستون کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ بعد میں اس تنے کو اسی جگہ دفن کر دیا گیا تھا۔ آج بھی وہ تنا اس ستون کے نیچے دفن ہے۔ اس ستون کو استوانہ حنانہ کہتے ہیں۔

حضرت حسن بصریؒ جب بھی یہ حدیث بیان فرماتے تھے تو رو دیتے تھے اور فرماتے۔ اے اللہ کے بندو! خشک لکڑی اپنے شوق اور محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ کے حبیب ﷺ سے قلبی تعلق اور دلی رغبت کا اس انداز میں اظہار کرے تو تم اس امر کے زیادہ حقدار ہو کہ ان کی ملاقات سے مشرف ہونے اور ان کے جمال کامل کو دیکھنے کی تمنّا کرو۔ اگر قسمت ساتھ نہ دے تو حسرت سے آنسوؤں کے دریا بہاؤ۔

ابنِ بریدہ نے اپنے والد حضرت بریدہ ؓ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ستون کے رونے اور چیخنے چلانے کی آواز سنی تو اس کی طرف رجوع کیا اور اس پر شفقت سے اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا! دو باتوں میں سے جو چاہے اختیار کرے۔ یا تو

میں تجھے اس جگہ لگا دوں جہاں تو پہلے تھا اور تو پھر سے سرسبز و شاداب ہو جائے جیسے کہ پہلے تھا۔ یا چاہے تو میں تجھے جنت میں گاڑ دوں اور تو اس کی نہروں سے سیراب ہو اور اس کے چشموں سے تیری نشونما عمدہ طریقہ سے ہو اور تو پھل دار ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور پیارے لوگ تیرا پھل کھائیں۔ یعنی جو چاہے گا وہی کر دوں گا۔

حضرت بریدہ ؓ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا!

" نعم قد فعلت مر تین "

ہاں میں نے کر دیا۔ ہاں میں نے کر دیا۔ حضرت بریدہ ؓ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ کے ارشاد کا اس نے کیا جواب دیا اور کون سا امر اختیار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے جنت میں کاشت کئے جانے کو پسند کیا اور میں نے اسے کہا کہ میں نے تیری فریاد کو قبول کیا اور تجھے جنت میں لگا دیا۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ جب مسجدِ نبوی کی تبدیلی اور کشادہ کرنے کے لئے شہید کیا گیا تو اس ستون کو حضرت ابی بن کعب ؓ نے اپنے قبضہ میں کر لیا اور وہ ان کے گھر پڑا رہا یہاں تک کہ بہت بوسیدہ ہو گیا اور دیمک نے اسے کھا لیا اور ریزہ ریزہ ہو گیا۔ (واللہ اعلم بصواب)

11.0۔ درختوں کا رسول اللہ ﷺ کے پاس چل کر آنا

حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفیؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ ایک جگہ ہم نے پڑاؤ ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ آرام فرمانے لگے۔ ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا حاضر ہوا حتیٰ کہ آپ ﷺ پر جھک کے آپ ﷺ کو چھپالیا۔ پھر اپنی جگہ کی طرف واپس لوٹ گیا۔

جب رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو درخت کی حاضری کے متعلق عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا! اس درخت نے اللہ تعالیٰ سے حاضری کی اجازت طلب کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اجازت دے دی تا کہ حاضر ہو کر مجھے سلام عرض کر سکے۔ (الوفا)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں جا رہے تھے یہاں تک کہ ایک کشادہ وادی میں پڑاؤ ڈالا۔ آنخضرت ﷺ قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ میں پانی کا برتن لے کر آپ ﷺ کے پیچھے چلا۔ آپ ﷺ نے ادھر اُدھر نگاہ ڈالی کوئی پردہ کرنے کی جگہ نہ نظر آئی۔ اچانک وادی کے کنارے دو درخت نظر آئے۔ سرورِ کائنات ﷺ ان میں سے ایک کی طرف تشریف لے گئے۔ اس کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی اور شاخ کو پکڑ کے فرمایا۔

انقادی علی باذن اللّٰہ تعالیٰ۔

میرے ساتھ میری اطاعت میں چل اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ۔ وہ درخت آپ ﷺ کے ساتھ سر جھکا کے یوں چلا جیسی نکیل والا اونٹ اپنے قائد کے ساتھ سر جھکا کر چلتا ہے۔ پھر آپ ﷺ دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی شاخ پکڑ کر فرمایا!

انقادی علی باذن اللّٰه تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے میری اتباع کر اور میرے پیچھے چل۔ وہ درخت بھی پہلے درخت کی طرح آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ حتیٰ کے دونوں قریب ہو گئے اور آپ ﷺ ان کے درمیان کھڑے ہوئے اور حکم دیا۔

التئما باذن اللّٰه علّی۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے مجھ پر مل کر پردہ بناؤ چنانچہ وہ دونوں درخت جڑ گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں دوڑتا ہوا وہاں سے نکلا تا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ میرے قریب ہونے کا احساس کر کے مزید دور جانے کی تکلیف نہ فرمائیں۔ میں دور جا بیٹھا کچھ دیر بعد دیکھا کہ رسولِ کریم ﷺ تشریف لا رہے ہیں اور دونوں درخت جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو چکے ہیں۔ یہی روایت بیہقی رحمہ اللہ اور ابوالعلی رحمہ اللہ نے تھوڑے سے الفاظ کے فرق سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ اور طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت یعلیٰ بن یسار رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

(الوفا)

دارمیؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک اعرابی سامنے سے آیا۔ جب وہ آپ کے قریب ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا! کہاں کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا کہ اپنے گھر والوں کے پاس واپس جا رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے خیر اور سلامتی کی طرف کچھ میلان نہیں ہے۔ اس نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو شہادت دے!

لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمداً عبدہٗ و رسولہ

اس نے عرض کیا کہ آپ (ﷺ) کے اس دعویٰ پر اور کون شہادت دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ درخت۔ سلم کا درخت وادی کے کنارے پر کھڑا ہوا تھا ۔ یہ ایک خاردار درخت ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو بلایا وہ زمین چیرتا ہوا حاضر ہو کر سرورِ عالم ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس کو تین مرتبہ توحید اور رسالت کی شہادت دینے کو کہا۔ اس نے تین مرتبہ گواہی دی کہ آپ ﷺ واقعی اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں۔ پھر درخت اپنی جگہ پر لوٹ گیا اور اعرابی اپنی قوم کی طرف جانے لگا تو کہا کہ اگر انہوں نے میری اتباع کی تو میں ان کو بھی آپ ﷺ کی خدمت میں لاؤں گا ورنہ میں خود حاضر ہو کر اسلام قبول کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں رہوں گا۔ (الوفا)

بزاز نے حضرت بریرہ ؓ سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے معجزہ طلب کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اس درخت سے جا کر کہہ کہ تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں۔ اعرابی نے جا کر درخت سے کہا تو اس درخت نے اپنے دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے حرکت کی اور زمین کو پھاڑتا ہوا اور جڑوں کو گھسیٹتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور بولا!

السلام علیک یا رسول اللہ (ﷺ)

اعرابی نے کہا کہ آپ ﷺ اسے اجازت دیں کہ واپس اپنی جگہ پر چلا جائے۔ آپ ﷺ نے اس درخت کو اپنی جگہ جانے کا حکم دیا اور وہ چلا گیا۔ اس کی جڑیں زمین کے اندر پھر گھس کر جم گئیں اور وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اعرابی مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا " یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ ﷺ کو سجدہ کروں " آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

(معجزاتِ رسول کریم ﷺ)

حضرت ابوعبیدہ بن عبداللہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ مجھے مسروق نے بتایا کہ تمہارے والدِ گرامی حضرت عبد اللہ ؓ نے مجھے بتایا کہ ایک درخت نے نبی کریم ﷺ کو جنّوں کی موجودگی کی خبر دی تھی۔

12.0۔ کھجور کے گچھے کی گواہی

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے عرض کیا "میں کیسے جانوں کہ آپ (ﷺ) اللہ کے نبی ہیں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اس کھجور کے درخت کے خوشہ کو حکم دوں تو وہ گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے ایک خوشہ کو بلایا وہ درخت پر سے جھکتا ہوا آیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس آ کے گرا اور اس نے آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دی۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ واپس چلا جا تو وہ واپس چلا گیا۔ یہ معجزہ دیکھ کے وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

13.0 ۔ درخت کی گواہی

بیہقیؒ نے " دلائل ِ نبوۃ " میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں صحابہ کرام ؓ سے فرمایا کہ تم میں سے جو جنوں کو دیکھنا چاہے تو وہ آج رات کو حاضر ہو جائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان فرماتے ہیں کہ میرے علاوہ کوئی حاضر نہ ہوا۔ حضور رحمت للعالمین ﷺ مجھ کو ساتھ لے کر چلے یہاں تک کہ مکہ کے ایک بلند مقام پر پہنچے۔ آپ ﷺ نے اپنے پیر مبارک سے ایک دائرہ بنایا اور فرمایا کہ اسی میں بیٹھے رہنا۔ آپ ﷺ تشریف لے گئے اور ایک جگہ کھڑے ہو کر آپ ﷺ نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ کو ایک بہت بڑی جماعت نے گھیر لیا اور وہ جماعت میرے اور آپ ﷺ کے درمیان حائل ہو گئی۔ میں نے سنا کہ جنوں سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ کون کون گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں۔ جنوں کا گروہ خاموش رہا پھر وہاں ایک درخت تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ درخت شہادت دے تو مان لو گے۔ انہوں نے کہا " ہاں " پھر آپ ﷺ نے اس درخت کو بلایا۔ وہ قریب آیا اور اس نے گواہی دی تو وہ سب جن ایمان لے آئے۔

14.0۔ رسول اللہ ﷺ کا فتح مکہ پر لکڑی کی چھڑی سے بتوں کی طرف اشارہ کرنا اوران کا منہ کے بل گرنا

حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت خانۂ کعبہ میں تین سوساٹھ بت نصب تھے۔ آپ ﷺ ان کی طرف اپنی چھڑی سے اشارہ کرتے تھے اورفرماتے جاتے تھے!

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

آپ ﷺ پڑھتے جاتے یعنی حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا بیشک باطل زائل ہونے اور نیست ونابود ہونے والا ہے۔ (رواۃ البخاری والمسلم)

آپ ﷺ کے اشارے سے تمام بت گرتے جاتے تھے۔

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر فاروق ؓ کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کے اندر دیواروں پر جتنی تصاویر بنی ہوئی ہیں ان کو مٹا دیں۔ نبی کریم ﷺ اس وقت تک خانہ کعبہ کے اندر داخل نہیں ہوئے جب تک تمام تصویریں نہ مٹا دی گئیں۔

(طبقات ابن سعد جلداول، اخبار النبی ﷺ)

15.0۔ درخت کی شاخ کا روشن ہوجانا

امام احمدؒ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ ایک بار حضرت قتادہ بن نعمانؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ رات اندھیری تھی، بادل تھے، بجلی چمک رہی تھی۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ان کو درخت کی ایک شاخ عنایت فرمائی اور کہا۔ یہ ایسی روشن ہو جائے گی کہ دس آدمی آگے اور دس آدمی پیچھے چل سکیں گے اور تم گھر پہنچو گے تو کالی چیز دیکھو گے اس کو مار کر نکال دینا۔ حضرت قتادہؓ وہاں سے چلے تو درخت کی شاخ روشن ہوگئی یہاں تک کہ وہ گھر پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے کالی چیز دیکھی تو انہوں نے اسے مار کر نکال دیا۔

(کالی چیز شیطانوں میں سے کوئی شیطان تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اسے نکال باہر کیا)

لکڑیوں کے روشن ہونے کا ایک اور واقعہ امام بخاریؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت اسید بن خضیرؓ اور حضرت عبادہ بن بشرؓ ایک رات حضورِ اقدس ﷺ کے پاس سے نکلے۔ رات بہت تاریک تھی، دونوں کے ہاتھوں میں ایک ایک چھڑی تھی تو ایک چھڑی روشن ہوگئی۔ اس کی روشنی میں دونوں چلے۔ جب دونوں کا راستہ جدا ہوا تو دوسرے کے ہاتھ میں جو لکڑی تھی وہ بھی روشن ہوگئی۔ وہ دونوں اپنی اپنی لکڑیوں کی روشنی میں گھر پہنچ گئے۔

16.0 ۔ راتوں رات غارِ ثور کے سامنے اُگنے والا درخت

کفار کے ظلم وستم سے تنگ آ کر جب رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے ہجرت کا ارادہ کیا تو حبیبِ کبریا ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے ساتھ ہجرتِ مدینہ کے پہلے مرحلہ میں مکہ کے نزدیک ایک غار میں پناہ لی جو غارِ ثور کے نام سے مشہور ہے اور مکہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے۔ وہاں آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے تین دن اور راتیں گزاریں ۔

طبرانی، بیہقی، ابونعیم، بزاز اور ابن سعد نے حضرت زید بن ارقم ؓ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت کی ہے کہ جس رات کو حضور ِ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ غارِ ثور میں تشریف فرما تھے اللہ تعالیٰ نے درخت کو حکم دیا تو وہ اس طرح جم گیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو ڈھانپ لیا۔ اور دو کبوتروں کو حکم دیا کہ وہ غار کے منہ پر آ کر ٹھہریں اور وہاں گھونسلہ بنا کر انڈے دیں اور مکڑی نے غار کے دہانے پر جالا تان دیا۔ جب کفارِ قریش آپ ﷺ کی تلاش میں آئے اور غار تک پہنچے تو غار پر کبوتروں اور مکڑی کے جالے کو دیکھ کر کہنے لگے! اگر محمد (ﷺ) اس میں ہوتے تو کبوتر اس کے دروازے پر نہ ٹھہرتے اور مکڑی کا جالا اس طرح صحیح و سلامت نہ ہوتا۔ وہ اس قدر قریب پہنچ گئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ان کی آوازیں سن رہے تھے۔ اگر وہ غور سے دیکھتے اور اچھی طرح نظر کرتے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیتے لیکن وہ واپس چلے گئے۔

بخاری، مسلم، ترمذی اور مسند احمد وغیرہ میں حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں اور رسول اللہ ﷺ غار میں تھے تو قریش ہمیں تلاش کرتے ہوئے غار کے منہ پر آ کر کھڑے ہو گئے تو اس وقت میں نے عرض کیا!

یارسول اللہ ﷺ ہم غار میں ہیں اور قریش اوپر ہیں۔ اگر ان میں سے کسی نے اپنے قدموں کی طرف دیکھ لیا تو نیچے ہمیں ضرور دیکھ لے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا! ابوبکر ؓ تمہارا ان دو اشخاص کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔ یعنی اللہ ان کے ساتھ ہے۔

17.0 ۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کیلئے اپنے ہاتھوں سے درخت لگائے

حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک عرصے سے اس انتظار میں تھے کہ کب نبی کریم (صلّی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائیں اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی صحبت نصیب ہو۔ جب انہوں نے حضور اکرم ﷺ مدینہ آمد کی خبر سنی تو خوشی کے جذبات سے آنسوؤں کو روکنا ممکن نہ رہا۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں ایمان لے آیا اور آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں ایمان لے آیا ہوں لیکن ایک یہودی کا غلام ہوں اور زبردستی کی غلامی ہے کیونکہ غلامی کی حقیقت کوئی نہیں تھی۔ سرورعالم (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! تم اس یہودی سے مکاتبت کا معاملہ کرلو۔ کچھ پیسے ادا کرکے آزاد ہوجاؤ چنانچہ یہ یہودی کے پاس گئے اور جاکر کہا کہ میرے ساتھ مکاتبت کرلو، اس نے کہا ٹھیک ہے لیکن بدل کتابت تین سو اوقیہ چاندی ہے اور سو کھجور کے درخت لگاؤ جب وہ درخت جوان ہو جائیں اور ان پر پھل آجائے تو تم آزاد ہو۔ انہوں نے آکر رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا کہ اس نے ایسی بدل کتابت مقرر کردی ہے کہ ساری عمر ادا نہ کرسکوں گا۔ کھجور کے سو درخت لگانے ہیں اور جب ان پر پھل آجائے اور کھجور کا پھل سب سے زیادہ دیر میں آتا ہے اور اوپر سے تین سو اوقیہ چاندی بھی ہے۔ حضور اقدس (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مدد کریں جن کے پاس کھجور کے پودے ہوں وہ ان کو دے دے۔ لوگوں نے پودے دینے شروع کر دئے

حضورا کرم (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کل اپنے باغ میں پودوں سمیت آجانا میں آؤں گا وہاں درخت لگائیں گے ۔ آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلم) تشریف لے گئے اور جو پودے اکھٹے کئے تھے وہ لگانے شروع کر دیے اور حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہا کہ تم رہنے دو ۔ پورے کے پورے سو پودے رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے دست مبارک سے لگائے اور لگانے کے بعد دعا فرمائی ۔

حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خیال ہوا کہ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے سارے پودے لگائے ہیں ایک آدھ پودا میں بھی لگا دوں ۔ چنانچہ ان سو پودوں کے علاوہ ایک آدھ پودا حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بھی لگایا جو سو پودے رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے لگائے تھے سال بھر میں وہ سو کے سو پھل لے آئے اور حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جو پودے لگائے تھے ان کا نام ونشان تک نہیں تھا ۔

نبی کریم (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے دست مبارک سے لگائے ہوئے درختوں کی نسل کے درخت ابھی کچھ عرصے پہلے تک باقی تھے ۔ ان میں دو درخت وہ بھی باقی تھے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ نبی کریم (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے دست مبارک سے لگائے ہوئے ہیں ۔ جن کا واقعہ یہ ہے کہ ان دو درختوں کا پھل سارے مدینہ کے تمام باغات کے پھل سے مختلف تھا ۔

ان درختوں کی کھجوریں بازار میں نہیں بکتی تھیں بلکہ کھجوروں کے مالک ان کو حفاظت سے رکھتے تھے اور خاص خاص لوگوں کو ہدیہ میں دیا کرتے تھے ۔ اہل مدینہ ان کے جتنے اہتمام سے حفاظت کرتے تھے اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بات صحیح ہے کہ یہ درخت انہی درختوں کی نسل سے ہیں یہ نخلة النبی (صلّی اللہ علیہ وسلم) کہلاتے تھے۔ قباء سے کچھ فاصلے پر یہ باغ تھے۔ اب چند سالوں سے وہ درخت نہیں ہیں۔

حضور اکرم (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے معجزے کے طور پر ان درختوں میں سال بھر میں پھل آ گیا تھا۔ پودوں کا مسئلہ تو اس طرح حل ہو گیا۔ اب دوسرا مرحلہ تین سو اوقیہ چاندی کا تھا۔ نبی کریم (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے پاس کچھ مال آیا جو تین سو اوقیہ سے کم تھا آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا سلمان ! تمھارا بدل کتابت آ گیا۔ یہ لے جاؤ اور اس کو تو لو۔ جب اس کو وزن کیا تو وہ تین سو اوقیہ ہو گیا چنانچہ انہوں نے وہ لے جا کر یہودی کو دے دیا۔ اس طرح ان کو آزادی حاصل ہو گئی۔

ابن ہشام نے حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مکاتبت تین سو کھجور کے درخت اور چالیس اوقیہ سونا لکھا ہے جو پورا کیا گیا۔

18.0 ۔ کھجور کے ڈھیر میں برکت

بخاری شریف میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جب میرے والد کی وفات ہوئی تو ان پر بہت سارا قرض تھا۔ میں نے قرض خواہوں سے کہا کہ وہ قرض کے بدلے میرے کھجور کے باغ کی ساری کھجوریں لے لیں۔ لیکن انہوں نے منظور نہ کیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ کو معلوم ہے کہ میرے والد غزوۂ احد میں شہید ہوئے اور انہوں نے اپنے ذمہ بہت سا قرض چھوڑا ہے۔ میری درخواست ہے کہ آپ ﷺ میرے ساتھ تشریف لے چلیں تا کہ آپ ﷺ کو دیکھ کر قرض خواہ شاید میرے ساتھ کچھ نرمی اور رعایت کا معاملہ کریں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر قسم کی کھجوروں کے الگ الگ ڈھیر لگا دو۔ میں نے ویسا ہی کیا اور آپ ﷺ کو بلایا۔ جب قرض خواہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو وہ مجھ سے اور بھی تقاضا کرنے لگے۔ رسول کریم ﷺ نے جب یہ حال دیکھا تو بڑے ڈھیر کے گرد تین چکر لگائے اور ڈھیر کے پاس بیٹھ کر فرمایا کہ قرض خواہوں کو بلاؤ۔ آپ ﷺ نے اسی ڈھیر سے ناپنا شروع کیا اور لوگوں کو دینا شروع کیا۔ یہاں تک کہ میرے والد کا سارا قرض ادا ہو گیا۔ میری آرزو تھی کہ سب ڈھیر کی کھجوریں ختم ہو جائیں اور چاہے میرے اور میری بہنوں کے لئے بھی ایک کھجور نہ بچے اور قرض ادا ہو جائے۔ حضورِ کریم ﷺ کی دعا کی برکت اور رحمت سے اللہ تعالیٰ نے سب ڈھیر بچا دئے۔ یہاں تک کہ جس ڈھیر پر آپ ﷺ تشریف فرما تھے

اسی سے تمام قرضہ ادا ہو گیا۔ لیکن ایسا لگتا تھا اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔

دوسرا واقعہ حضرت امام ترمذیؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں تھوڑے سے چھوہارے لایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ان چھوہاروں کے لئے برکت کی دعا کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے ان چھوہاروں کو جمع کر کے ان پر برکت کے لئے دعا پڑھی اور مجھ سے فرمایا۔ انہیں لے کر تم اپنے توشہ میں ڈال دو اور جب دل چاہے اس میں سے نکال کر کھا لینا مگر اس کو جھاڑنا نہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ان چھوہاروں میں ایسی برکت ہوئی کہ میں نے اتنے اتنے وسق اللہ کی راہ میں خرچ لئے۔ ہمیشہ ان میں سے کھاتے اور کھلاتے رہے۔توشہ دان میری کمر سے بندھا رہتا تھا یہاں تک کہ خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن میری کمر سے کٹ کر کہیں گر گیا۔

تیسرا واقعہ حضرت امام ابو داؤدؒ نے وکیع سے روایت کیا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کو حکم دیا کہ احمس کے چار سو سواروں کو زادِ راہ دے دیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ چھوہارے جن سے آپ (ﷺ) توشہ دینے کا حکم فرما رہے ہیں وہ چار صاع ہیں۔ اتنے چھوہاروں سے سب کا توشہ کیسے پورا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ تو سہی۔ حضرت عمرؓ گئے اور ان چھوہاروں سے مجاہدین کو توشہ تقسیم کرنا شروع کیا۔ چار سو سواروں کو دینے کے بعد چھوہارے جتنے تھے اتنے ہی باقی بچ گئے۔

19.0 ۔ وہ درخت جس کے نیچے بیعتِ رضوان ہوئی

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ إِذْ یُبَایِعُونَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَافِیْ قُلُوبِہِمْ فَأَنزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْہِمْ وَأَثَابَہُمْ فَتْحاً قَرِیْباً O

(سورۃ الفتح ۔ 18)

(اے پیغمبر!) جب مومن تم سے درخت کے نیچے بیعت کررہے تھے تو اللہ ان سے خوش ہوا اور جو (صدق وخلوص) ان کے دلوں میں تھا وہ اس نے معلوم کرلیا تو ان پر تسلی نازل فرمائی اور انہیں جلد فتح عنایت کی۔

حدیبیہ میں ببول کا مبارک درخت:

یہ ایک ببول کا درخت تھا جو حدیبیہ کے میدان میں لگا ہوا تھا۔ اس کے نیچے چودہ سو صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کررہے تھے۔

حضرت عبدالرحمانؓ جب حج کو گئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ اس جگہ پر نمازیں ادا کررہے ہیں۔ پوچھا کہ کیا بات ہے، تو جواب ملا کہ یہ وہی درخت ہے جہاں رسول اللہ ﷺ سے بیعت الرضوان ہوئی تھی۔ جب عبدالرحمانؓ نے واپس آکر یہ قصہ حضرت سعید بن مسیّبؒ سے بیان کیا تو آپؒ نے فرمایا کہ میرے والد بھی اس بیعت میں شریک تھے اور ان کا بیان ہے کہ بیعت کے دوسرے سال جب ہم وہاں گئے تو ہم سب کو بھلا دیا گیا تھا وہ درخت ہمیں نہ ملا۔ پھر حضرت سعیدؒ فرمانے لگے

کہ تعجب ہے کہ اصحابِ رسول ؓ خود بیعت کرنے والے تو اس جگہ کو نہ پا سکے۔ انہیں معلوم نہ ہوا اور تم لوگ نے جان لیا گویا تم اصحابِ رسول ﷺ سے بھی زیادہ جاننے والے ہو۔

ببول کے درخت کے حقائق

ببول ایک قسم کا جھاڑی یا درخت ہے جو مٹر کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ ببول کی 800 سے زیادہ اقسام ہیں جو آسٹریلیا اور امریکہ، ایشیا، افریقہ اور یورپ کے گرم علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔ ببول خشک اور دھوپ والے رہائش گاہوں میں اچھی طرح سے نکاسی والی مٹی پر اگتا ہے۔ لوگ ببول کی کاشت سجاوٹی مقاصد کے لیے کرتے ہیں اور اس کی لکڑی کی وجہ سے جو فرنیچر کی صنعت میں استعمال ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ ببول سے نکالے گئے مرکبات طبی، دواسازی اور کاسمیٹک صنعتوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

ببول عام طور پر 40 فٹ کی اونچائی تک بڑھتا ہے۔ ببول کی کچھ اقسام اونچائی میں 70 فٹ اور قطر میں 3 فٹ تک پہنچ سکتی ہیں۔

ببول کی زیادہ تر سبز، پر کی شکل کے پتے ہوتے ہیں۔ وہ شاخوں پر گھنے ترتیب سے رکھے ہوئے ہیں۔ ببول کی انواع جو بنجر حالات میں اگتی ہیں ان کے پتے کم ہوتے ہیں جو صرف عمودی طور پر چپٹے ہوئے پتوں کے ڈنٹھل پر مشتمل ہوتے ہیں (بغیر پتی کے بلیڈ کے)۔

ببول کی غیر آسٹریلوی اقسام تیز کانٹوں سے ڈھکی ہوتی ہیں (تبدیل شدہ شاخیں یا پتوں کی پٹی)۔ کانٹے پودوں کو بھوکے سبزی خوروں سے بچاتے ہیں۔

سوجن کانٹے کی ببول (افریقی نسل) ڈنکنے والی چیونٹیوں کے ساتھ باہمی طور پر فائدہ مند رشتہ میں رہتی ہے۔ ببول پناہ گاہ فراہم کرتا ہے (چیونٹیاں کانٹوں کے اندر رہتی ہیں) اور خوراک (وہ امرت کھاتے ہیں)۔ بدلے میں چیونٹیاں پودوں کو سبزی خوروں سے بچاتی ہیں۔

ببول مٹر کی شکل کے پھول تیار کرتا ہے جو پانچ پنکھڑیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ وہ پیلے یا سفید، شاذونادر ہی جامنی یا سرخ رنگ کے ہوتے ہیں۔ پھولوں کو شاخوں کے آخر میں گھنے جھرمٹ میں ترتیب دیا جاتا ہے۔

ببول بڑی تعداد میں لمبے خوشبودار پھول پیدا کرتا ہے جو پھولوں کی دھندلی شکل کے لیے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ ببول کا پھل خشک پھلی ہے۔ یہ لمبا ہوتا ہے اور 5 سے 6 بھورے یا سیاہ بیجوں سے بھرا ہوتا ہے۔ ببول کو بیج یا کٹنگ کے ذریعے پھیلایا جاسکتا ہے۔

ایشیائی کھانوں میں مختلف سوپ، آملیٹ اور سالن کی تیاری کے لیے ببول کے بیج اور پنکھوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ امریکی ببول کے پھولوں سے بنی شراب پینا پسند کرتے ہیں۔

ببول کے پتے اونٹوں، بکریوں، زرافوں اور مویشیوں کی خوراک کا اہم ذریعہ ہیں۔

ببول کے پھول عطر اور کاسمیٹکس کی صنعت میں استعمال ہوتے ہیں۔ ببول کی مضبوط اور پائیدار لکڑی ماضی میں بحری جہازوں کی تیاری کے لیے مشہور اور بڑے پیمانے پر استعمال ہوتی تھی۔آج کل ببول زیادہ تر فرش، فرنیچر، کھلونے، زیورات اور آلات کی تیاری کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

درختوں کے رس، پتوں اور چھال سے نکالی جانے والا مادہ چمڑے کی ٹیننگ کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ وہ محافظوں کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں اور دواسازی کی صنعت میں ان کا اطلاق ہوتا ہے۔

ببول کی افریقی درختوں سے نکالا گیا مادہ (Gum) عربی کھانے کی صنعت میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ سافٹ ڈرنکس، مٹھائیاں اور کنفیکشنری کی تیاری میں گاڑھا کرنے والے ایجنٹ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ یہ چپکنے والی اور علاج کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ قدیم مصری رنگوں میں گم عربی کا استعمال کرتے تھے۔

ببول کی عمر کم ہوتی ہے۔ زیادہ تر انواع 15 سے 30 سال تک زندہ رہتی ہیں۔

یہ عام طور پر ایسی چیزوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ببول ہچکی کے لیے بہت مفید ہے۔ ادویاتی چیزوں میں یہ بہت ضروری ہے۔ ببول چھالوں، آنکھوں کی سوزش، جلن، کھانسی، زبان کی سوجن، منہ اور زبان کی بیماریوں، معدے لیے بہت مفید ہے۔ ہمیں ببول کی چبائی ہوئی چھڑی استعمال کرنی چاہیے جسے ہم مسواک کے نام سے جانتے ہیں۔

20.0 ۔ بنونضیر کے محاصرے کے دوران کھجور کے درختوں کا کاٹنا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ (5)

(مومنو!) کھجور کے جو درخت تم نے کاٹ ڈالے یا ان کو اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا سو اللہ کے حکم سے تھا اور مقصود یہ تھا کہ وہ نافرمانوں کو رسوا کرے۔

(سورۃ الحشر ۔ 5)

جب یہود کے قبیلہ بنونضیر اور اس کے سردار حیٔ بن اخطب کی مستقل شرارتوں اور بدعہدیوں سے مسلمان تنگ آ گئے کیونکہ انہیں نے رسول اللہ ﷺ کے قتل کی سازشیں شروع کر دی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو سبق سکھانے کا ارادہ کیا۔ آپ ﷺ نے بنونضیر کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرے کے دوران جہاں مسلمانوں کا پڑاؤ تھا اس کے اور قلعے کے درمیان کچھ کھجوروں کے باغ تھے جو کہ جنگی حکمتِ عملی میں رکاوٹ بن رہے تھے اور دشمن کو ان کی آڑ لے کر حملہ کرنے کا موقعہ مل سکتا تھا۔ آپ ﷺ نے ان میں سے جو درخت زیادہ نقصان دہ تھے ان کو کٹوا کر ایک جگہ ڈھیر کر کے آگ لگا کر جلا دیا۔ جن درختوں سے حملہ کرنے یا دشمن کا حملہ روکنے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی ان کو باقی رہنے دیا۔ اس پر یہودیوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم! آپ ﷺ تو زمین میں فساد سے منع کرتے ہیں اور یہ پھل دار درختوں کا کاٹنا فساد نہیں۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی

اجازت سے تھا۔ جو کام اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہو وہ دینی فریضہ ہے اور اس کے کرنے سے گنہگار ہونے کا کوئی سوال نہیں بلکہ ثواب کا کام ہوتا ہے۔ ان درختوں کو جلانے کا مقصد بے دین یہودیوں کو ذلیل و رسوا کرنا تھا۔ اپنے باغ کو جلتا ہوا دیکھ کر ان کے دل بھی جلیں گے۔ ذلت بھی ہوگی اور وہ قلعے چھوڑنے اور ہار مان کر صلح کرنے پر راضی ہو جائیں گے۔ اس بات سے بعد میں آنے والوں کے لئے اجازت اور جواز ہو گیا کہ کبھی جنگی حکمتِ عملی کی وجہ سے پھل دار درخت کاٹنا پڑے تو وہ ایسا کر سکتے ہیں۔

حضرت نافعؓ اور حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کے کھجوروں کے درخت کٹوا دئے اور جلوا دئے تھے۔ اس باغ کا نام بویرہ تھا۔ (صحیح البخاری)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو درخت تم نے کاٹے اور جو تم نے باقی رہنے دئے وہ سب اللہ کے حکم سے تھا۔ دونوں کا مقصد دشمن کو مرعوب کرنا، ان کے حوصلے پست کرنا اور انہیں بے بس کرنا تھا۔ پس دونوں کام جائز تھے اور حکمت پر مبنی ہونے کی وجہ سے ان میں کوئی قباحت نہیں تھی۔ بعض اصحاب رسولؐ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس بات کی فکر ہوئی کہ ہم نے کھجور کے پھل دار درخت کاٹے اور جلائے ہیں۔ شاید ہم گناہ گار ہو گئے کہ جو مال مسلمانوں کو غنیمت کے طور پر ملنے والا تھا اس کو نقصان پہنچایا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی تائید کی۔ مسلمانوں کی اصل نگاہ مقصد پر ہونی چاہیئے نہ کہ مال کے حصول کے لئے۔

بعض مورخین اور سیرۃ نگاروں نے لکھا ہے کہ جو درخت آپ ﷺ نے کاٹنے سے چھوڑ دیئے تھے وہ عجوہ کھجور کے تھے۔ (تفسیر مظہریؒ)

اس آیت کی روشنی میں امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر مسلمان حاکم کافروں کے کسی قلعہ کا محاصرہ کرے تو وہاں کے درخت کٹوانا اور کھیتیاں اجاڑنا اور ان کے مکانوں کو ڈھا دینا ان میں آگ لگا دینا سب جائز ہے۔ ابن ہمامؒ نے کہا کہ یہ جواز اس وقت ہے جب اس کے بغیر کافروں کو مغلوب کرنا اور گرفتار کرنا ممکن نہ ہو رہا ہو۔ ورنہ یہ بے ضرورت تباہ کاری ہو گی کیونکہ وہ اجازت ضرورت کے ماتحت تھی۔ امام احمدؒ نے حضرت اُسامہ بن زیدؓ کا بیان نقل کیا ہے۔ حضرت اسامہؓ نے فرمایا! مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک بستی کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ وہاں علی الصباح پہنچنا اور آگ لگا دینا۔ (تفسیر مظہری)

مفتی محمد شفیعؒ اپنی تفسیر معارف القرآن میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے درختوں کے کاٹنے جلانے یا ان کو باقی چھوڑنے کے دونوں مختلف عملوں کو اللہ کی طرف سے فرمایا۔ حالانکہ قرآن کی کسی آیت میں دونوں میں سے کسی بھی حکم کا ذکر نہیں ہے۔ بظاہر تو یہ ہے کہ دونوں حضرات نے جو عمل کیا وہ اپنے اجتہاد سے کیا۔ یا زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اجازت سے کیا ہو مگر قرآن نے اس اجازت کو اللہ کا حکم قرار دیا یعنی اس کی تعمیل فرض ہو گئی۔

21.0 ۔ خشک لکڑی تلوار بن گئی

بیہقیؒ نے روایت کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے جنگِ بدر میں حضرت عکاشہؓ کو ایک خشک لکڑی دی اور فرمایا کہ تلوار بن جا تو وہ لکڑی ان کے لئے لمبی سفید براق جیسی تلوار بن گئی۔ اس سے انہوں نے جنگِ بدر میں لڑائی کی۔ وہ تلوار ان کے پاس ہمیشہ رہی۔ وہ مختلف جنگوں میں تلوار سے دشمنِ اسلام کو قتل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں جنگِ یمامہ میں شہید ہو گئے۔ اس تلوار کا نام " عون " ہو گیا تھا۔ بعض کتابوں میں اس کا نام " عرجون " آیا ہے۔

ایک اور واقعہ کا ذکر بیہقیؒ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی تلوار غزوۂ احد میں ٹوٹ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی ایک شاخ ان کے ہاتھ میں دے دی۔ انہوں نے اسے تلوار کے طور پر استعمال کیا اور وہ بالکل تلوار کی طرح کام کرتی تھی۔ ابن سید الناس نے لکھا ہے کہ وہ تلوار حضرت عبداللہ بن جحشؓ کے پاس ان کی وفات تک رہی۔ ان کی وفات کے بعد ان کے ترکہ میں سے دوسو دینار میں فروخت ہوئی۔

(معجزاتِ رسولِ کریم ﷺ)

22.0 ۔ شجرۃ طیبہ اورشجرۃ خبیثہ

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجرةٍ
طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاء (24) تُؤْتِي أُكُلَهَا
كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَذَكَّرُونَ (25)وَمَثلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ
اجْتُثَّتْ مِن فَوْقِ الأَرْضِ مَا لَهَا مِن قَرَارٍ (26)

(سورۃ ابراہیم: 26-24)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے پاک بات کی کیسی مثال بیان فرمائی ہے (وہ ایسی ہے) جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ مضبوط (یعنی زمین کو پکڑے ہوئے) ہو اور شاخیں آسمان میں۔۲۴۔ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل لاتا (اور میوے) دیتا ہو اور اللہ لوگوں کیلئے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔۲۵۔ اور ناپاک بات کی مثال ناپاک درخت کی سی ہے (نہ جڑ مستحکم نہ شاخیں بلند) زمین کے اوپر ہی سے اکھیڑ کر پھینک دیا جائے، اُس کو ذرا بھی قرار (وثبات) نہیں۔ ۲۶

کلمہ طیبہ اور شجرِ طیبہ کی مثال:

کلمہ طیبہ سے مراد (لا الہ الا اللّٰہ) کی شہادت ہے۔ پاکیزہ درخت

کی طرح مومن ہے اس کی جڑ مضبوط ہے اور زمین میں خوب جمی ہوئی ہیں اور اس کی شاخیں اونچائی پر اونچی اونچی جا رہی ہوں، اور ہمیشہ پھل دیتا ہو اور اس کی فصل کبھی ضائع نہ ہوتی ہو۔ مؤمن کی مثال کھجور کے درخت کی طرح ہے کہ ہر وقت ہر صبح ہر شام اس کے اعمال آسمان پر چڑھتے رہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجور کا ایک خوشہ لایا گیا آپ ﷺ نے اسی آیت کا پہلا حصہ تلاوت فرمایا اور فرمایا کہ پاک درخت سے مراد کھجور کا درخت ہے۔

صحیح بخاری میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم آنخضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! بتلاؤ یہ کون سا درخت ہے جو مسلمان کے مشابہ ہے۔ جس کے پتے جھڑتے نہیں نہ سردیوں میں اور نہ گرمیوں میں جو اپنا پھل ہر موسم میں لاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ کہہ دوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ لیکن میں نے دیکھا کہ مجلس میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی ہیں اور وہ خاموش ہیں تو میں بھی چپ رہا۔ آنخضرت ﷺ نے فرمایا! وہ درخت کھجور کا ہے۔ جب یہاں سے اٹھ کر چلے تو میں نے اپنے والد حضرت عمرؓ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا پیارے بچے اگر تم یہ جواب دے دیتے تو مجھے تو تمام چیزوں کے مل جانے سے بھی زیادہ محبوب تھا۔

کلمۂ طیبہ سے مراد ہے پاکیزہ بات اس کا مطلب ہے سچی بات اور صحیح عقیدہ جس میں توحید کا اقرار، انبیاء اور کتابوں کا اقرار اور آخرت کا اقرار شامل

ہے۔ قرآنِ کریم نے انہی حقائق کی نشاندھی کی ہے۔ ایک مومن جب توحید کا اقرار کرتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ اس نے کائنات کی تمام حقیقتوں کا اقرار کیا ہے۔ کیونکہ زمیں وآسمان اور اس کا تمام نظام خالقِ کائنات کے حکم سے ہی چلتا ہے۔

کلمہ خبیثہ کلمۂ طیبہ کی ضد ہے۔ اس کا اطلاق ہر خلافِ حقیقت پر مبنی قول پر ہوتا ہے۔ ہر وہ باطل عقیدہ جس کو انسان اپنی زندگی گزارنے کی بنیاد بنائے۔ کلمہ خبیثہ دہریت، الحاد، بت پرستی اور شرک پر مبنی کلمات پر ہوتا ہے۔ کلمہ خبیثہ کی مثال کلمۂ کفر کی ہے جیسے کوئی خبیث درخت ہو جسے زمیں کے اوپر ہی سے اکھاڑ لیا جائے اس میں کوئی قرار اور مضبوطی نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! شجرِ خبیثہ سے حنظل مراد ہے جو بہت زیادہ کڑوا ہوتا ہے۔ اس کا مزا بھی بہت بُرا ہوتا ہے اس کی بو بھی بدترین ہوتی ہے اس کے کھانے سے بہت سی مضرتیں ہوتی ہیں۔ اس کا جماؤ بھی زمیں پر نہیں ہوتا، ہاتھ کے ہلکے سے اشارے سے اکھڑ جاتا ہے۔ حنظل کی بیل ہوتی ہے۔ کفر کے کلمات کا یہی حال ہے حق کے سامنے اس کا کوئی جماؤ نہیں ہوتا، کافر کو اس سے نقصان ہی نقصان ہے۔ اس کے اعمال پر بھی اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں ہوتی۔ چونکہ کافر کے اعمال کے قبول ہونے کا کوئی سوال نہیں ہے اس لیئے حنظل کا ذکر کر کے کفار کو متنبیہ کی جا رہا ہے۔

شجرۃ طیبہ و مبارکہ

اللّٰہُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِہٖ کَمِشْکَاۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ الزُّجَاجَۃُ کَأَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُوقَدُ مِن شَجَرَۃٍ مُّبَارَکَۃٍ زَیْتُونِۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَلَا غَرْبِیَّۃٍ یَکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ نُّورٌ عَلٰی نُورٍ یَھْدِیْ اللّٰہُ لِنُورِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ O

(سورۃ النور ۔ 35)

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اُس کے نور کی مثال ایسی ہے کہ گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے اور چراغ ایک قندیل میں ہے اور قندیل (ایسی صاف شفاف ہے کہ) گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارا ہے اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (یعنی) زیتون کہ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) اس کا تیل خواہ آگ اُسے نہ بھی چھوئے جلنے کو تیار ہے (بڑی) روشنی پر روشنی (ہو رہی ہے) اللہ اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے اور اللہ جو مثالیں بیان فرماتا ہے (تو) لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے چراغ کا ذکر کیا جس میں تیل بھی مبارک درخت زیتون کا ہے۔ اور زیتون کا درخت بھی نہ مشرق میں ہے اور نہ مغرب میں ہے کہ سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے سائے میں آجائے بلکہ وسط جگہ میں ہے کہ صبح سے شام تک سورج کی صاف روشنی میں رہے۔ اس کا تیل بھی بہت صاف چمکدار اور معتدل ہوتا ہے۔ قدیم زمانے میں زیادہ سے زیادہ روشنی روغنِ زیتوں کے چراغوں سے لی جاتی تھی اور ان میں بھی روشن ترین چراغ وہ ہوتا تھا جو بلند ترین اور کھلی جگہ پر لگے ہوئے زیتون کے درخت سے نکالے گئے تیل سے جلایا گیا ہوتا تھا۔ حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ وہ درخت میدان میں ہے کوئی درخت، پہاڑ، غار یا کوئی اور چیز اسے چھپائے ہوئے نہیں ہے۔ اس وجہ سے درخت کا تیل بہت صاف نظر آتا ہے۔

حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ صبح سے شام تک صاف ہوا اور کھلی دھوپ اسے پہنچتی ہے۔ ایسا درخت بہت سرسبز اور شاداب ہوتا ہے۔ جیسے یہ درخت آفتوں سے بچا ہوا ہوتا ہے اسی طرح مومن فتنوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اگر کسی فتنہ کی آزمائش میں پڑتا بھی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ثابت قدم رکھتا ہے۔ اسے چار صفتیں ہمت اور طاقت دے دیتی ہیں، بات میں سچائی، حکم میں عدل، بلا پر صبر اور نعمت پر شکر۔ پھر وہ تمام انسانوں پر ایسا ہوتا ہے جیسے مُردوں میں کوئی زندہ۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اگر یہ درخت دنیا میں زمین پر ہوتا تو ممکن تھا کہ مشرق میں ہوتا یا مغرب میں، لیکن یہ تو نورِ الٰہی کی مثال ہے۔ نورِ الٰہی بس اتنا ہی نہیں

ہے یہ صرف اس وقت کے لوگوں کو سمجھانے کے لئے بیان کیا تا کہ وہ آسانی سے سمجھ سکیں ورنہ نورِ الٰہی کہ نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی انتہاء۔ حضرت ابنِ عباس ؓ سے روایت ہے کہ یہ مثال ہے نیک مرد کی جو نہ یہودی ہے نہ نصرانی ہے۔ فرمایا کہ خود وہ تیل اتنا لطیف ہے گویا بغیر جلائے روشنی دے نور پر نور ہے یعنی ایمان کا نور، پھر اس پر نیک اعمال کا نور۔ خود زیتون کا تیل روشن، پھر وہ جل رہا ہے اور روشنی دے رہا ہے۔ پس اسے پانچ نور حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس کا کلام نور ہے، اس کا عمل نور ہے، اس کا آنا نور ہے، اس کا جانا نور ہے اور اس کا آخری ٹھکانہ نور ہے یعنی جنت۔

حضرت کعبؓ سے مروی ہے کہ یہ مثال ہے رسول اللہ ﷺ کی کہ آپ ﷺ کی نبوت اس قدر ظاہر ہے کہ آپ ﷺ زبانی نہ بھی فرمائیں پھر بھی ظاہر ہو جائے۔ جیسے یہ زیتون کہ بغیر روشن کئے ہوئے روشن ہے تو دو نور یہاں جمع ہیں ایک زیتون کا دوسرا آگ کا۔ ان کے مجموعے سے روشنی حاصل ہوئی اسی طرح نورِ قرآن نورِ ایمان جمع ہو جاتے ہیں اور مؤمن کا دل روشن ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے پسند فرمائے اپنی ہدایت کی راہ پر لگا دیتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو ایک اندھیرے میں پیدا کیا پھر اس دن ان پر اپنا نور ڈالا جسے وہ نور پہنچا اس نے راہِ ہدایت پائی اور جو محروم رہا وہ گمراہ رہا۔ اسی لئے قلم للہ تعالیٰ کے علم کے مطابق چل کر خشک ہو گیا۔

(مسند احمدؒ)

23.0 - شجرة ملعونہ

وَإِذْ قُلْنَا لَکَ إِنَّ رَبَّکَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاکَ إِلاَّ فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِيْ الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيْدُهُمْ إِلاَّ طُغْيَاناً كَبِيْراً O

(سورۃ بنی اسرائیل ۔ 60)

جب ہم نے تم سے کہا کہ تمہارا رب لوگوں کو احاطہ کیے ہوئے ہے، اور جو نمائش (معراج) ہم نے تمہیں دکھائی اُس کو لوگوں کیلئے آزمائش کیا، اور اسی طرح (تھوہر کے) درخت کو جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے، اور ہم انہیں ڈراتے ہیں تو اُن کو اس سے بڑی (سخت) سرکشی پیدا ہوئی ہے۔

وہ درخت جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے یعنی شجرِ ملعونہ وہ درخت زقوم کا ہے۔ جو دوزخیوں کی غذا ہوگی۔ وہ بھوک کی وجہ سے باوجود ناگواری کے پیٹ بھر کر کھائیں گے اوپر سے کھولتا ہوا گرم پانی پیئیں گے۔ وہ درخت صورت میں سانپوں کے پھن کی طرح سے ہوگا اور دوزخ کی تہہ سے نکلے گا۔ وہ اس قدر بدمزا ہو گا کہ اس کا ایک قطرہ دنیا میں ڈال دیا جائے تو تمام دنیا کے کھانے کی چیزوں کو برباد کر کے رکھ دے گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے اس درخت کا تذکرہ فرمایا تو قریشِ مکہ مذاق اڑانے لگے۔ ابو جہل نے کہا کہ ان کو دیکھو یہ کہتے ہیں کہ تم دوزخ میں ڈالے جاؤ گے اور کہتے ہیں کہ اس میں ایسی آگ ہوگی جو پتھروں کو جلا ڈالے گی۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ اس میں ایک درخت بھی نکلے گا، درخت کو تو آگ جلا دیتی ہے وہاں درخت کیسے ہوگا۔

وہاں عبداللہ بن زبعری بھی تھا جو اس وقت مشرک تھا۔ اس نے کہا کہ محمد (ﷺ) ہمیں زقوم سے ڈراتے ہیں۔ ہمارے لئے تو زقوم یہی مکھن اور کھجور ہے۔ ابو جہل کہنے لگا کہ اے لونڈی! ہمیں زقوم کھلا دے۔ وہ مکھن اور کھجوریں لے آئی تو کہنے لگا کہ آؤ لوگو زقوم کھا لو جس سے محمد (ﷺ) تم کو ڈراتے ہیں۔ قریشِ مکہ رسول اللہ ﷺ کی واضح بتائی ہوئی نشانیوں کا مذاق اڑاتے تھے۔ اہل عرب کھانے کی ہر مکروہ چیز کو طعامِ ملعون کہتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کے کھانے زقوم کو شجرِ ملعونہ فرمایا۔

24.0 - اللہ بے جان بیج سے مضبوط درخت اور پھل پیدا کرتا ہے

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَى ط يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذَٰلِكُمُ اللّٰهُ فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ O

(سورة الانعام ۔ 95)

بے شک اللہ تعالیٰ پھاڑنے والا ہے دانے کو، وہ جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ ہے سو تم کہاں الٹے چلے جا رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ زمین میں بوئے ہوئے دانے کو وہ اوپر لا کر چیر دیتا ہے اور اس میں سے مختلف نوع کی سبزیاں اور پیداوار ہوتیں ہیں۔ جن کے رنگ الگ شکل الگ ذائقے الگ ہوتے ہیں۔ ایک بے جان چیز کے اندر جاندار چیز یعنی نباتات پیدا کرتا ہے اور جاندار کے اندر سے بے جان نکالتا ہے۔ جیسے کہ بیج ایک بے جان چیز ہے جو جاندار پودے کے اندر پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دانوں اور گٹھلیوں کو پھاڑتا ہے اور ذرا سا دانہ اور چھوٹی سی گٹھلی ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے تو دانہ تخم بن جاتا ہے اور کھیتیان اور پودے بن جاتے ہیں۔ دوسرے

یہ کہ زمین تو خشک اور مردہ ہوتی ہے لیکن پانی برسا کر ہم اسے بھی پھر سے زندہ کر دیتے ہیں اور اس سے اناج اور غلہ پیدا کرتے ہیں جن کو تم کھاتے ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ الَّذِی أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِراً نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبّاً مُّتَرَاكِباً وَمِنَ النَّخْلِ مِن طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِّنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهاً وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ انظُرُواْ إِلِى ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ إِنَّ فِی ذَلِكُمْ لآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ O

(سورۃ الانعام ۔ 99)

اور وہی تو ہے جو آسمان سے مینہ برساتا ہے پھر ہم ہی (جو مینہ برساتے ہیں) اس سے ہر طرح کی روئیدگی اُگاتے ہیں پھر اُس میں سے سبز سبز کونپلیں نکالتے ہیں اور اُن کونپلوں میں سے ایک دوسرے کیساتھ جڑے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گابھے میں سے لٹکتے ہوئے گچھے اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور نہیں بھی ملتے۔ یہ چیزیں جب پھلتی ہیں تو اُن کے پھلوں پر اور (جب پکتی ہیں تو) اُن کے پکنے پر نظر کرو ان میں اُن لوگوں کیلئے جو ایمان لاتے ہیں (اللہ کی قدرت کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔

اسی سے زراعت اور سرسبز درخت اگتے ہیں۔ انہی درختوں میں پھر دانے

اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔ ہم انہی کے اندر سے ایسے دانے نکالتے ہیں جو ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں جنہیں خوشے اور گچھے کہتے ہیں۔ کھجور کے درخت میں خوشہ دار ڈالیاں ہوتی ہیں۔ پھر فرمایا کہ انگور کے باغات ہم زمین میں پیدا کرتے ہیں۔ کھجور اور انگور کا ذکر فرمایا کیونکہ یہی دونوں اہلِ حجاز کے بہترین پھل سمجھے جاتے تھے۔ بلکہ ساری دنیا کے بہترین پھل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے احسان کا ذکر فرماتا ہے کہ ان کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم شراب بناتے ہو اور اچھی غذا اپنے لئے تیار کرتے ہو۔ فرمایا کہ تم نے زمین میں کھجور اور انگور کے باغات بنائے اور زیتون اور انار کے بھی باغات جو پتوں اور شکل کے لحاظ سے ایک دوسرے سے متشابہ اور قریب ہیں۔ لیکن پھل اور شکل، ذائقہ اور طبیعت کے لحاظ سے بالکل مختلف ہیں۔ پھر فرمایا کہ جب وہ پک جاتے ہیں تو ان پھل کی طرف دیکھو یعنی اللہ تعالیٰ کہ قدرت کی طرف سے فکر کرو کہ کس طرح اس کو عدم سے وجود میں لایا۔ حالانکہ پھل لانے سے پہلے یہ بھی جلانے کی لکڑی تھی۔ پھر یہی لکڑی کھجور، انگور اور دوسرے میوے بن گئی۔ جیسا کہ فرمایا کہ زمین میں گنجان درخت، انگور اور زراعت کے باغات میں جو خوشہ دار بھی ہیں اور غیر خوشہ کے بھی سب کو پانی ایک ہی قسم کا ملتا ہے لیکن کھانے میں ایک دوسرے سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ اسی لئے یہاں فرمایا کہ اے لوگو! اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت کی کمال کی نشانیاں ہیں۔ اس کو ایمان دار لوگ ہی سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

وَهُوَ الَّذِیٓ أَنشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفاً أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهاً وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُواْ مِن ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُواْ حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلاَ تُسْرِفُواْ إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ☆

(سورۃ الانعام ۔ 141)

اور اللہ ہی تو ہے جس نے باغ پیدا کیئے، چھتریوں پر چڑھائے ہوئے بھی اور چھتریوں پر نہیں چڑھائے ہوئے وہ بھی اور کھجور اور کھیتی جن کے طرح طرح کے پھل ہوتے ہیں اور زیتون اور انار جو (بعض باتوں میں) ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور (بعض باتوں میں) نہیں ملتے جب یہ چیزیں پھلیں تو اُن کے پھل کھاؤ اور جس دن (پھل توڑو اور کھیتی) کاٹو تو اللہ کا حق بھی اُس میں سے ادا کرو اور بے جانہ اڑانا کہ اللہ بے جا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اللہ ہی کے پیدا کیئے ہوئے ہیں یہ سب چھتوں اور منڈیروں پر چڑھے ہوئے اور بغیر چھت کے، وہ بیلیں اور وہ سینٹوں پر چڑھائی ہوئی ہوں جیسے انگور وغیرہ اور وہ پھل دار درخت جو جنگلوں اور پہاڑوں پر اگ آتے ہیں۔ جو ایک جیسے بھی ہوتے ہیں اور جدا جدا بھی۔ جب خوب پھل پھول جائیں تو ان کے پھل کھاؤ اور کھیت کاٹنے کے وقت غریبوں کو دینے کا جو حق ہے وہ بھی ادا کرو۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاء أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالأَنْعَامُ حَتَّىَ إِذَا أَخَذَتِ الأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلاً أَوْ نَهَاراً فَجَعَلْنَاهَا حَصِيداً كَأَن لَّمْ تَغْنَ بِالأَمْسِ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ☆

(سورۃ یونس ۔ 24)

بس دنیا کی زندگی کی مثال تو اس پانی جیسی ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا پھر اس کی وجہ سے زمین کی پیداوار خوب گھنی ہو کر اُ گی ۔ جس میں سے انسان بھی کھاتے ہیں اور چوپائے بھی ۔ یہاں تک کی جب زمین نے اپنی (پوری پوری) رونق اور حسن لے لیا اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے باشندوں نے سمجھ لیا کہ (اب) وہ اس پر پوری قدرت رکھتے ہیں (دفعتاً) دن میں یا رات میں ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا تو ہم نے اسے (یوں) جڑ سے کٹا ہو ابنا دیا گویا وہ کل یہاں تھی ہی نہیں ۔ اسی طرح ہم ان لوگوں کے لئے نشانیاں کھول کر بیان کرتے ہیں جو تفکر سے کام لیتے ہیں ۔

دنیا کی ظاہری زینت سرسبزی اور شادابی ، پھر اس کے جلد ہی زوال پذیر ہو جانے کی مثال اللہ پاک روئیدگی سے دے رہے ہیں ۔ جن کو آسمان سے پانی برسا

کر اللہ نے زمین سے پودے، گھاس، سبزیاں اور پھل نکالے جن کو انسان کھاتے ہیں۔ جیسے اناج غلہ مختلف انواع و اقسام کے پھل و پھلواری جو نہ صرف انسان کی غذا بلکہ مویشی کی بھی غذا پیدا کی جو وہ کھاتے ہیں۔ جب زمین کی یہ زینت بہار پر ہوتی ہے اور مختلف شکلوں اور ذائقوں کی سبزیاں بھرپور طور پر اگتی ہیں تو زمیندار اور کاشتکار یہ گمان کرتے ہیں کہ اب کھیت کاٹ لیں گے اور میوے اتار لیں گے۔ یکا یک بجلی اور آندھی آپڑتی ہے کہ درختوں کے سارے پتے سوکھ جاتے ہیں اور پھل برباد ہو جاتے ہیں۔ سرسبزی اور شادابی کے بعد وہ ایک سوکھا سا ڈھیر بن جاتے ہیں گویا کبھی یہ سرسبز تھے ہی نہیں۔ کبھی یہ نعمت زمیندار کو دی ہی نہیں گئی تھی۔ یہ ساری ہلاکت ان کے گناہوں اور بغاوت کے سبب تھی۔ یہ مثالیں اللہ تعالیٰ انسانوں کو بار بار سمجھا رہا ہے کہ ان سے عبرت حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

هُوَ الَّذِیُ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَّکُم مِّنۡهُ شَرَابٌ وَمِنۡهُ شَجَرٌ فِيۡهِ تُسِيۡمُونَ (10) يُنبِتُ لَکُم بِهِ الزَّرۡعَ وَالزَّيۡتُونَ وَالنَّخِيۡلَ وَالأَعۡنَابَ وَمِن کُلِّ الثَّمَرَاتِ إِنَّ فِیُ ذَلِکَ لآيَةً لِّقَوۡمٍ يَتفَکَّرُونَ (11)

(سورۃ النحل: 11-10)

وہی ہے جس نے تمہارے لئے آسمان کی جانب سے پانی اتارا، اس میں سے (کچھ) پینے کا ہے اور اسی میں سے (کچھ) شجر کاری کے لئے ہے

(جس سے نباتات، سبزہ اور چراگاہیں اگتی ہیں) جس سے تم (اپنے مویشی) چراتے ہو۔ اسی پانی سے تمہارے لئے کھیت اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل (اور میوے) اگاتا ہے، بیشک اس میں غور وفکر کرنے والے لوگوں کے لئے نشانی ہے۔

اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرماتا ہے۔ ایک تو یہ پینے کے کام آتا ہے دوسرے آسمان سے برسے ہوئے میٹھے پانی سے مخلوق سیراب ہوتی ہے۔ پانی سے درخت پیدا ہوتے ہیں جو انسانوں کے ہر طرح سے کام آتے ہیں۔ یہ جانوروں کی خوراک بنتے ہیں۔ اسی پانی سے اللہ کھیتیاں، زیتون، کھجور اور انگور اگاتا ہے۔ اس کے علاوہ طرح طرح کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِن ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَراً وَرِزْقاً حَسَناً إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ O

(سورۃ النحل ۔ 67)

اور کھجور اور انگور کے میووں سے بھی (تم پینے کی چیزیں تیار کرتے ہو) کہ ان سے شراب بناتے ہو اور عمدہ رزق (کھاتے ہو) جو لوگ سمجھ رکھتے ہیں ان کے ان (چیزوں) میں (قدرتِ الٰہی کی) نشانی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نعمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ کھجور اور انگور کے شیرے سے تم شراب بنا لیتے ہو۔ یہ آیت شراب کی حرمت سے پہلے کی ہے۔ اور اس طرح کھاتے پیتے ہو جو حلال ہے، یعنی خشک کھجوریں، کشمش، اور نبید شربت بنا کر، سرکہ بنا کر اور دوسری طرح سے۔ جو سمجھدار لوگ ہیں وہ اللہ کی قوت اور عظمت کو اس چیزوں اور ان نعمتوں سے بھی پہچان لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمین میں ہم نے کھجوریں اور انگور کے باغات لگا دیے اور ان میں پانی کے چشمے بہا دیے تاکہ لوگ اس کا پھل کھائیں۔ یہ ان کے اپنے بنائے ہوئے نہیں پھر بھی یہ شکر گزاری نہیں کرتے۔

(تفسیر ابنِ کثیرؒ)

25.0 - زمین کی پیداوار کم یا زیادہ کرنا اللہ کے اختیار میں ہے

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَونَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّن الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ O

(سورۃ الاعراف ۔ 130)

اور ہم نے فرعونیوں کو قحطوں اور میووں کے نقصان میں پکڑا تا کہ نصیحت حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ نے فرعون کی قوم پر قحط کا عذاب بھیج دیا۔ ان کے کھیتوں میں غلہ نہیں ہوا۔ درختوں میں پھل نہیں ہوئے تا کہ وہ کچھ عبرت حاصل کریں۔ جب یہ خوب سرسبز رہتے تھے، غلہ خوب ہوتا تھا تو کہتے تھے ہم تو اس کے مستحق ہی تھے۔ یہ ہمارا حق ہے اور اگر قحط ہو جاتا اور بھوکے مرنے لگتے تو کہتے یہ موسیٰ (علیہ السلام) اور اس کے ساتھیوں کی نحوست ہے۔

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِیَ وَأَنْهَاراً وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِیْ اللَّيْلَ النَّهَارَ إِنَّ فِیْ ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتفَكَّرُونَ (3)وَفِیْ الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ

وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَى بِمَاءِ وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ(4)

(سورۃ الرعد: 4-3)

اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور دریا بنائے، اور ہر قسم کے پھلوں میں دو دو (یعنی جنسوں میں) جوڑے بنائے۔ (وہی) رات سے دن کو ڈھانک لیتا ہے، بے شک اس میں تفکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور زمین میں کئی طرح کے ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور انگور کے باغ اور کھیتی اور کھجور کے درخت بعض کی بہت سی شاخیں ہوتی ہیں اور بعض کی اتنی نہیں ہوتیں (باوجودیکہ) پانی سب کو ایک ہی ملتا ہے اور ہم بعض میووں کو بعض میں فضیلت دیتے ہیں۔ اس میں سمجھنے والوں کیلئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے زمین کو لمبائی اور چوڑائی میں پھیلا کر بچھا دیا۔ اس پر مضبوط پہاڑ بھی اللہ ہی کے گاڑے ہوئے ہیں۔ اس میں دریاؤں اور چشموں کو بھی اسی نے جاری کیا۔ تاکہ مختلف شکل وصورت، مختلف رنگ، مختلف ذائقوں کے پھل و پھول اور درخت اس سے سیراب ہوں۔ جوڑے جوڑے میوے اس نے پیدا کئے کھٹے میٹھے وغیرہ۔ اور دن رات پے در پے آتے رہتے ہیں۔ یعنی ایک کا موسم ختم ہوتا ہے تو دوسرا آ جاتا ہے اور یہ اللہ کی قدرت ہے کہ زمین کے ایک ٹکڑے سے

پیداوار ہورہی ہے اور کسی ٹکڑے سے کچھ بھی پیدا نہیں ہو رہا۔ کسی جگہ کی مٹی سرخ ہے تو کسی جگہ کی سفید ہے۔ کہیں سیاہ ہے، کہیں پتھریلی، کہیں نرم کہیں سخت، کہیں شورزدہ اور کہیں ریتیلی ہے۔ یہ سب اللہ کی نشانیاں ہیں جو بتلاتی ہیں کہ اللہ فاعل خودمختار مالک الملک لاشریک اور خالقِ کل ہے۔ نہ اس کے سوا کوئی معبود ہے اور نہ کوئی پالنے والا۔

صنوان کہتے ہیں اس درخت کو جو کئی تنوں اور شاخوں والا ہو۔ جیسے انار، انجیر اور بعض کھجور کے درخت۔ غیر صنوان وہ جو ایسا نہ ہو یعنی ایک ہی تنا ہو۔ سب کے لئے پانی ایک ہی ہے لیکن ہر ایک کے مزے اور پھل میں کمی بیشی اور بے انتہا فرق ہے۔ کوئی میٹھا ہے کوئی کھٹا ہے۔ ترمذی شریف میں ہے کہ زمین کی پیداوار میں قسموں اور جنسوں کا اختلاف ہے، رنگ کا اختلاف، خوشبو کا مزے کا، پتوں کا، تروتازگی کا اور ذائقہ کا۔ ایک نہایت خوش ذائقہ ہے اور ایک بے حد بدمزہ۔ قدرت کی یہ نشانیاں عقلمند شخص کے لئے عبرت کے لئے ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ ایک ہی زمین ہے ایک ٹکڑا زرخیز ہے اور دوسرا بنجر اور شورزدہ ہے، ایک حصہ میں کھجور کے باغات ہیں تو دوسرے حصہ میں انگور کے جبکہ دونوں کو ایک ہی پانی مل رہا ہے۔ پھر ایک ہی جنس کے پھلوں کے الگ الگ ذائقے ہیں، کوئی کھٹا ہے اور کوئی میٹھا ہے اور کسی کا ذائقہ دوسری طرح کا ہے۔ اس میں عقل والوں کے لئے نصیحت ہے کہ اللہ کے سوا کسی میں یہ طاقت نہیں کہ یہ تمام کام کر سکے۔

26.0 - خالق اور مالک اللہ ہے

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْأَرْضَ مَهْداً وَسَلَکَ لَکُمْ فِیْهَا سُبُلاً وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ط فَأَخْرَجْنَا بِهٖٓ أَزْوَاجاً مِّن نَّبَاتٍ شَتّٰی (53) کُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَکُمْ إِنَّ فِیْ ذَلِکَ لَآیَاتٍ لِّأُوْلِیْ النُّهٰی (54)

(سورۃ طٰہٰ: 53-54)

وہ (وہی تو ہے) جس نے تم لوگوں کیلئے زمین کو فرش بنایا اور اس میں تمہارے لئے رستے جاری کئے اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے انواع واقسام کی مختلف روئیدگیاں پیدا کیں۔۵۳۔ (کہ خود بھی) کھاؤ اور اپنے چوپایوں کو بھی چراؤ۔ بیشک ان (باتوں) میں عقل والوں کیلئے (بہت سی) نشانیاں ہیں۔۵۴

اللہ تعالیٰ نے زمین کو فرش بنایا جس پر تم اٹھتے، بیٹھتے، چلتے پھرتے اور سوتے ہو۔ وہی آسمان سے بارش برساتا ہے۔ اسی کی وجہ سے زمین میں ہر قسم کی پیداوار اگاتا ہے۔ کھیتیاں باغات میوے قسم قسم کے ذائقے دار، خود کھاؤ اور اپنے جانوروں کو چارہ بھی دو۔ تمہارا کھانا اور میوے اور تمہارے جانوروں کا چارا خشک اور تر سب اللہ ہی پیدا کرتا ہے۔ جن کے عقلیں صحیح سالم ہیں ان کے لئے قدرت

کی یہ نشانیاں دلیل ہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی اور اس کے وجود کی۔ اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا۔ تمہاری ابتدا اسی سے ہے اس لئے کہ تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اسی سے ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیر)

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍ ۭ بَهِيجٍ O

(سورۃ الحج ۔ 5)

اور (اے دیکھنے والے) تو دیکھتا ہے (کہ ایک وقت میں) زمین خشک (پڑی ہوتی ہے) پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو وہ شاداب ہو جاتی اور ابھرنے لگتی ہے اور طرح طرح کی بارونق چیزیں اگاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ مثال بیان فرماتا ہے کہ دیکھو زمین خشک ہو جاتی ہے اس میں کسی طرح کا کوئی سبزہ نظر نہیں آتا، نہ گھاس نہ دانہ، مردہ پڑی ہوئی ہے۔ پھر ہم اس پر بارش برساتے ہیں تو اس میں ہری بھری گھاس نظر آنے لگتی ہے۔ پودے اور کھیتیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو زمین صرف مٹی تھی اب اس پر پودے اور سبزہ اوپر کو اٹھ کر طرح طرح کے پھل و پھولوں کی شکل میں لہلہانے لگتی ہے۔ جس طرح اللہ اس مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا۔

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ O

(سورۃ الشعرأء ۔ 7)

کیا انہوں نے زمین کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں ہر قسم کی کتنی چیزیں اگائی ہیں۔

وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ O

(سورۃ الشعرأء ۔ 148)

اور کھیتیاں اور کھجوریں جن کے خوشے لطیف و نازک ہوتے ہیں۔

حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم میں وعظ فرماتے ہیں انہیں اللہ کی نعمتیں یاد دلاتے ہیں اور اس کے عذابوں سے متنبہ فرما رہے ہیں کہ وہ اللہ جو تمہیں یہ کشادہ روزیاں دے رہا ہے جس نے تمہارے لئے باغات اور چشمے، کھیتیاں اور پھل مہیا کئے۔ زمین سے اگنے والی بے شمار انواع و اقسام کی چیزیں جس کثرت سے اُگ رہیں ہیں، جن مادوں اور قوتوں کی بدولت اُگ رہی ہیں، جن قوانین کے تحت اُگ رہی ہیں۔ ان کے خواص اور صفات میں بے شمار مخلوقات کی بہت ساری ضرورتوں میں جو مناسبت پائی جاتی ہے۔ ان چیزوں کو دیکھ کر کوئی احمق ہی یہ کہے گا کہ یہ سب کسی حکیم کی حکمت، کسی علیم کے علم، کسی قادر کی قدرت، اور کسی خالق کی تخلیق کے بغیر ہوں ہی خود بخود ہو رہا ہے۔ تم لوگ امن و چین سے اپنی زندگی

کے دن گزر رہے ہو تم ان کی نافرمانیاں کر کے انہیں نعمتوں میں اور اسی امن و امان میں نہیں چھوڑے جا سکتے۔ ان کھجور کے باغات میں جن کے خوشہ کھجوروں کی زیادتی کی وجہ سے بوجھل ہو رہے ہیں اور جھکے ہوئے ہیں۔ جن میں تہہ بہ تہہ بھرپور کھجوریں لگ رہی ہیں۔ جو نرم خوشنما، میٹھی، خوش ذائقہ ہیں۔ تم اللہ کی نافرمانی کر کے ان کو آسانی سے ہضم نہیں کر سکتے۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ أَن تُنبِتُوا شَجَرَهَا ط أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ O

(سورۃ النمل ۔ 60)

بھلا کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور (کس نے) تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا (ہم نے) پھر ہم ہی نے اُس سے سرسبز باغ اُگائے تو تمہارا کام تو نہ تھا کہ تم ان کے درختوں کو اُگاتے تو کیا اللہ کیساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ رستے سے الگ ہو رہے ہیں۔

کُل کائنات کا بنانے والا، سب کا پیدا کرنے والا، سب کو روزی دینے والا، سب کی حفاظتیں کرنے والا، تمام جہانوں کی تدبیر کرنے والا، صرف اللہ ہی

ہے۔ ان بلند آسمان کو ان چمکتے ستاروں کو اسی نے پیدا کیا۔ اس بھاری بوجھل زمین کو، ان بلند چوٹیوں والے پہاڑوں کو، ان پھیلے ہوئے میدانوں کو اسی نے پیدا کیا۔ کھیتیاں باغات، پھل، پھول، دریا، سمندر، حیوانات، جنات، انسان، خشکی، تری کے عام جاندار اسی ایک خالق کے بنائے ہوئے ہیں۔ آسمانوں سے پانی اتارنے والا وہی ہے۔ اس پانی سے مخلوق کی روزی کا سامان اسی نے پیدا کیا۔ باغات اور کھیت سب وہی اگاتا ہے جو خوش منظر ہوتے ہیں اور مفید بھی۔ خوش ذائقہ ہونے کے ساتھ ساتھ زندگی قائم رکھنے کا سبب بھی ہوتے ہیں۔ تم میں سے یا تمہارے باطل معبودوں میں سے کوئی بھی نہ کسی چیز کے پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور نہ کسی درخت کے اگانے کی۔ بس وہی خالق اور رازق ہے۔(اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور اس کی روزی رسانی کو تو کفار و مشرکیں بھی مانتے ہیں)۔(تفسیر ابنِ کثیرؒ)

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَأَخْرَجْنَا بِهِ
ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفاً أَلْوَانُهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْر
ٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ O

(سورۃ فاطر۔27)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے مینہ برسایا تو ہم نے اس سے طرح طرح کے رنگوں کے میوے پیدا کئے اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ رنگوں کے قطعات ہیں اور (بعض) کالے سیاہ ہیں۔

مختلف رنگ بھی خدا کی قدرت ہیں:

اللہ کی قدرت کا کمال ہے کہ ایک ہی قسم کی چیزوں میں طرح طرح کے نمونے نظر آتے ہیں۔ ایک پانی آسمان سے آتا ہے اور اس سے مختلف قسم کے رنگ برنگ کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے ہر ایک کی خوشبو الگ، ہر ایک کا ذائقہ الگ ہوتا ہے۔ یعنی کہیں انگور ہے، کہیں کھجور ہے اور کہیں کھیتی ہے وغیرہ۔ اسی طرح سے پہاڑوں کی پیدائش بھی قسم قسم سے ہے کوئی سفید ہے کوئی سرخ ہے اور کوئی کالا ہے۔ کسی میں رستے اور گھاٹیاں ہیں اور کوئی لمبا ہے، کوئی ناہموار ہے۔ جانوروں کو دیکھو تو ان میں بھی طرح طرح کے رنگ ہیں۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنْ الْعُيُونِ (34) لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ أَفَلَا يَشْكُرُونَ (35) سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ (36)

(سورۃ یٰسٓ: 36-34)

اور اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے اور اس میں چشمے جاری کر دیئے۔ ۳۴۔ تاکہ یہ ان کے پھل کھائیں اور ان کے ہاتھوں نے تو ان کو نہیں بنایا پھر یہ شکر کیوں نہیں کرتے؟ ۳۵۔ وہ اللہ پاک ہے جس نے زمین کی نباتات کے اور خود ان کے اور جن چیزوں کی ان کو خبر نہیں سب کے جوڑے بنائے۔ ۳۶

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے وجود اور میری زبردست قدرت پر اور مردوں کو زندگی دینے پر ایک نشانی یہ بھی ہے کہ مردہ زمین جو خشک اور بنجر پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ جس میں کوئی روئیدگی، تازگی وغیرہ نہیں ہوتی۔ میں اس پر آسمان سے پانی برساتا ہوں اور وہ مردہ زمین جی اٹھتی ہے، لہلہانے لگتی ہے ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آنے لگتا ہے۔ قسم قسم کے پھل پھول وغیرہ نظر آنے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس زمین کو زندہ کر دیتے ہیں اور اس میں قسم قسم کے اناج پیدا کرتے ہیں۔ بعض کو تم کھاتے ہو اور بعض کو تمہارے جانور کھاتے ہیں۔ ہم اس میں کھجوروں کے، انگوروں کے باغات پیدا کر دیتے ہیں۔ نہریں جاری کر دیتے ہیں جو باغوں اور کھیتوں کو سیراب کرتی ہیں۔ یہ سب اس لئے ہے کہ ان درختوں کے میوے دنیا جہاں کھائے، کھیتوں اور باغات سے نفع حاصل کرے اور اپنی حاجتیں پوری کرے۔ یہ سب اللہ کے رحمت اور اس کی قدرت سے پیدا ہو رہے ہیں کسی کے بس اور اختیار میں نہیں ہیں۔ تمہارے ہاتھوں کی پیدا کردہ چیزیں نہیں ہیں، تم میں ان کو اگانے کی طاقت ہے نہ تم میں ان کو بچانے کی قدرت ہے۔ نہ ان کو پکانے اور تیار کرنے کا اختیار۔ یہ صرف اللہ ہی کا کام ہے اسی کی مہربانی ہے اور اسی کا احسان اور اسی کی قدرت کے نمونے ہیں۔ پھر لوگوں کو کیا ہو گیا کہ شکر گزاری نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی بے پناہ اور ان گنت نعمتوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بھی اللہ کا احسان نہیں مانتے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے دنیا میں ہر چیز کے جوڑے بنائے ہیں، انسان، جانور، نباتات اور جمادات کے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُم مَّا يَدَّعُونَ O

(سورۃ یٰس ۔57)

وہاں ان کے لئے میوے اور جو چاہیں گے (موجود ہوگا)۔

اہلِ جنت کے لئے بھی دوسری نعمتوں کے ساتھ ساتھ میوے دار درختوں، اور ٹھنڈی اور گھنی چھاؤں والے درختوں کا ذکر بھی فرمایا گیا ہے۔ جن کے سایوں میں جنتی آرام دہ مسندوں پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے۔ بے فکری اور بغیر غم کے جنتی میوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

الَّذِى جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَاراً فَإِذَا
أَنتُم مِّنْهُ تُوقِدُونO

(سورۃ یٰس ۔ 80)

(وہی ہے) جس نے تمہارے لئے سبز درخت سے آگ پیدا کی پھر تم اس (کی ٹہنیوں کو رگڑ کر ان) سے آگ نکالتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے پانی سے درخت اگائے جو سر سبز و شاداب ہرے بھرے پھل والے ہوئے۔ پھر وہ سوکھ گئے اور ان لکڑیوں سے اللہ نے آگ نکالی۔ کہاں وہ

تری اور ٹھنڈک اور کہاں یہ خشکی اور گرمی۔ اللہ کے لئے کوئی کام مشکل نہیں۔ تر کو خشک کرنا اور خشک کو تر کرنا، زندہ کو مردہ کرنا اور مردہ کو زندہ کرنا اللہ ہی کے کام ہیں۔ یہ بھی فرمایا گیا کہ اس سے مراد مرخ اور عفار کے درخت ہیں جو حجاز میں ہوتے ہیں ان کی سبز ٹہنیوں کو آپس میں رگڑنے سے چقماق کی طرح آگ نکلتی ہے۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا O

(سورۃ الفتح ۔ 29)

انجیل میں ہیں (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہوگئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تا کہ کافروں کا جی جلائے جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے اللہ نے گناہوں کی بخشش اور اجرِ عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

انجیل میں ایک مثال دی گئی ہے کہ جیسے کسان نے نرم زمین پر بیج بویا اس

زمین سے پودہ ایک باریک سوئی کی طرح نکلتا ہے۔ یعنی ہلکا سا بہت پتلا کمزور سا تنا ظاہر ہوتا ہے۔ پھر یہ آگے بڑھا تو اس میں مزید قوت آ گئی اور پھر آگے بڑھا اور موٹا ہو گیا۔ ان حالتوں سے گزر کے وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ خود سے اپنی جگہ مضبوطی سے کھڑا رہے اور کسان اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اس مثال میں بتایا گیا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ شروع شروع میں تھوڑے تھے اور کمزور تھے پھر بڑھتے رہے یہاں تک کہ ایک کثیر تعداد ہو گئی اور مجموعی طور پر ایک بھرپور طاقت بن گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی قوت دی کہ کوئی جماعت ان کے سامنے نہ ٹک سکی اور بادشاہوں تک کے تختے الٹا دیے گئے۔

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ☆

(سورۃ ق ۔ 7)

اور زمین کو (دیکھو اسے) ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑ رکھ دیئے اور اس میں ہر طرح کی خوشنما چیزیں اگائیں۔

فرمایا زمین کو ہم نے پھیلایا اور بچھا دیا۔ اس پر پہاڑ بنائے تاکہ ہل نہ سکیں کیونکہ زمین ہر طرف سے پانی سے گھری ہوئی تھی۔ اس میں ہر قسم کی کھیتیاں پھل، سبزہ اور قسم قسم کی چیزیں اگائیں۔ ہم نے آسمان سے نفع دینے والا پانی برسایا۔ اس

سے باغات اور کھیتیاں بنائیں۔ جو کاٹی جاتی ہیں اور جن کے اناج کھلیان میں ڈالے جاتے ہیں۔ اونچے اونچے کھجور کے درخت اگائے جو بھرپور میوے لاتے ہیں اور لدے رہتے ہیں۔ یہ مخلوق کی روزیاں ہیں اور اسی پانی سے ہم نے مردہ زمین کو زندہ کیا۔ وہ لہلہانے لگی اور خشکی کے بعد ترو تازہ ہوگئی۔ چٹیل سوکھے میدان سرسبز ہوگئے۔ یہ مثال ہے موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کی اور ہلاکت کے بعد آباد ہونے کی۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ ☆

(سورۃ ق ۔ 10)

اور لمبی لمبی کھجوریں جن کا گچھے تہہ بہ تہہ ہیں۔

وَأَمْدَدْنَاهُم بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ☆

(سورۃ الطّور ۔ 22)

اور جس طرح کے میوے اور گوشت کو ان کا جی چاہے گا ہم ان کو عطا کریں گے۔

وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ☆

(سورۃ الرحمان ۔ 6)

اور زمین پر پھیلنے والے پودے اور سب درخت (اسی کو) سجدہ کر رہے ہیں۔

عربی زبان میں نجم ایسے بیل بوٹوں کو کہا جاتا ہے جس کا تنا نہ ہو۔ مثلاً کدو، کھیرا، خربوزے، تربوز وغیرہ، لیکن اس کے معروف معنی ستاروں کے ہیں۔ یعنی بیل دار اور تنے والا درخت سب اللہ تعالیٰ کے حکم کے فرما بردار ہیں۔ جس طرح سجدہ کرنے والا اپنے خالق کے لئے خوشی سے سجدہ کرتا ہے۔ اسی طرح یہ دونوں بھی اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار ہیں۔

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ☆

(سورۃ الرحمان ۔ 12)

اور اناج جس کے ساتھ بُھس ہوتا ہے اور خوشبودار پھول۔

اس میں ہر قسم کے اناج اور پھل موجود ہیں جس میں انسانوں کے لئے پھل اور جانوروں کے کھانے کے لئے بھوسا وغیرہ ہوتا ہے۔

ذَوَاتَا أَفْنَانٍ ☆

(سورۃ الرحمان ۔ 48)

ان دونوں میں بہت سی شاخیں (یعنی قسم قسم کے میووں کے درخت ہیں)۔

جنت کے درختوں کا ذکر کیا کہ وہ نہایت ہی سرسبز وشاداب ہیں۔ بہترین اعلیٰ خوش ذائقہ عمدہ اور تیار پھل ہر قسم کے پھل موجود ہیں۔ یہ اپنی کثرت کی وجہ سے

ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور سایہ دار ہیں۔ جن کا سایہ دیواروں پر بھی چڑھا ہوا ہوگا۔ ان کی شاخیں سیدھی اور پھیلی ہوئی ہوں گی۔ رنگ برنگ کے میوے، پھل ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے سدرۃ المنتہیٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا! اس کی شاخوں کا سایہ اس قدر دراز ہوگا کہ سوار سو سال تک اس میں چلے یا فرمایا کہ سوار سو سال تک اس میں چلتا رہے تو سایہ ختم نہیں ہوگا۔ سونے کی ٹڈیاں اس پر چھائی ہوئی تھیں۔ اس کے میوے بڑے بڑے مٹکوں کی طرح تھے۔

(جامع ترمذی)

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (51) فِيهِمَا مِن كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ (52) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (53) مُتَّكِئِينَ عَلَى فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ (54)

(سورۃ الرحمان: 54-51)

توتم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟۵۱۔ ان میں سب میوے کے جوڑے جوڑے ہیں۔۵۲۔ توتم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟۵۳۔ (اہلِ جنت) ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں۔۵۴۔

جنت میں نہریں بہہ رہی ہیں تا کہ ان درختوں اور شاخوں کو سیراب کرتی رہیں اور بکثرت عمدہ پھل لائیں۔ ایک کا نام تسنیم ہے اور دوسری کا نام سلسبیل۔ یہ دونوں نہریں پوری آب وتاب سے بہہ رہی ہیں۔ ایک صاف اور ستھرے پانی کی اور دوسری لذت والی نشہ کے بغیر شراب کی۔ ان میں ہر قسم کے پھلوں کے جوڑے بھی موجود ہیں اور پھل بھی وہ جن سے تم صورت آشنا ہو لیکن لذت نہیں معلوم۔ کیونکہ وہاں کی نعمتیں نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی دماغ میں سمائیں۔ تمہیں اپنے رب کی نعمتوں کی ناشکری نہیں کرنی چاہیے۔

حضرت ابنِ عباس ؓ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جتنے کڑوے میٹھے پھل ہیں وہ سب جنت میں ہوں گے یہاں تک کہ حنظل (اندرائن) بھی ہوگی۔ دنیا کی چیزوں اور جنت کی چیزوں کے نام تو ملتے ہیں لیکن حقیقت اور لذت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ یہاں تو صرف نام ہے اصلیت تو جنت میں ہے۔ اس فضیلت کا فرق وہاں جانے کے بعد ہی معلوم ہوگا۔

(تفسیر ابن کثیر)

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ☆

(سورۃ الرحمان ۔ 68)

ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔

ابنِ ابی حاتمؒ سے روایت ہے کہ جنّتی کھجور کے درختوں کے ریشوں کا لباس پہنیں گے۔ یہ سرخ سونے کے رنگ کے ہوں گے۔ اس کے تنے سبز زمرد کی طرح ہوں گے۔ اس کے پھل شہد سے زیادہ میٹھے اور نرم ہوں گے گٹھلی نہیں ہوگی۔

ایک اور حدیث میں فرمایا کہ جنت کے انارا تنے بڑے ہیں کہ اونٹ ہودج کے سمیت ہو۔ بکثرت اور نہایت حسین ہوں گے۔

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فِیۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍ (28)وَّ طَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ (29)وَّ ظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ (30)وَّ مَآءٍ مَّسۡکُوۡبٍ (31)وَّ فَاکِہَۃٍ کَثِیۡرَۃٍ (32) لَّا مَقۡطُوۡعَۃٍ وَّ لَا مَمۡنُوۡعَۃٍ (33)

(سورۃ الواقعہ: 33-28)

(یعنی) بے خار کی بیریوں میں ۔۲۸۔ اور تہ بتہ کیلوں ۔۲۹۔ اور لمبے لمبے سایوں ۔۳۰۔ اور پانی کے جھرنوں ۔۳۱۔ اور میوہائے کثیرہ (کے باغوں) میں ۔۳۲۔ جو نہ کبھی ختم ہوں اور نہ ان سے کوئی روکے ۔۳۳۔

جنت کے درخت:

جنّت میں بیری کے درخت ہیں لیکن کانٹے دار نہیں ہیں۔ جنت کے یہ درخت زیادہ پھلوں والے اور بغیر کانٹوں کے ہوں گے۔ پھلوں کے بوجھ سے درخت کے تنے جھکے ہوئے ہوں گے۔ کوئی بھی شخص اس بات پر تعجب کرسکتا ہے

کہ بیر کون سا ایسا پھل ہے جس کی جنت میں ہونے کی خوشخبری سنائی جائے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جنت کے بیروں کا تو ذکر ہی کیا اس دنیا میں بھی بعض علاقوں میں بعض پھل اتنے لذیذ، خوشبودار اور میٹھے ہوتے ہیں کہ اسے چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور پھر جنت کے بیر جس کی تعریف خود باری تعالیٰ کر رہا ہے تو اس کی مثال بھی نہیں دی جاسکتی کیونکہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہوگی کہ اس کے موسم کے ختم ہونے کا ڈر بھی نہیں ہوگا۔ اس کے پھل دار درخت ہمیشہ پھلوں سے لدے ہوئے ہوں گے۔

ایک مرتبہ ایک اعرابی نے آ کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا! قرآن میں ایک ایسا درخت کا ذکر بھی ہے جو ایذا دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا وہ کون سا۔ اس نے کہا بیری کا درخت۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس کے ساتھ ہی لفظ (مخضود) نہیں پڑھا کہ اس کے کانٹے اللہ تعالیٰ نے دور کر دئے ہیں۔ اور اس کے بدلے پھل پیدا کر دئے ہیں۔ ہر ہر بیری میں بہترین قسم کے ذائقے ہوں گے جن کا رنگ اور مزا مختلف ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ ستر ذائقے ہوں گے۔

طلح ایک بڑا درخت ہے جو حجاز کی سرزمین میں ہوتا ہے یہ کانٹے دار درخت ہے اس میں کانٹے بہت زیادہ ہوتے ہیں، یہ بھی پھلوں سے لدا ہوا ہوگا۔ عرب لوگ اس درخت کی گھنی اور ٹھنڈی چھائیں کو بہت پسند کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ بیری ہی کی طرح کا درخت ہو لیکن شیریں پھل والا

بغیر کانٹوں کے۔ اہلِ یمن طـــلــح کیلے کو کہتے ہیں جبکہ عربی میں کیلے کو موز کہتے ہیں۔ اس کے لمبے لمبے سائے ہوں گے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جنت کے درخت کے سائے تلے تیز سوار سو سال تک چلتا رہے گا لیکن سایہ ختم نہیں ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی نوجوان شخص اونٹنی پر سوار ہو کر اس وقت تک چلتا رہے جب تک وہ بوڑھا ہو کے گر جائے تو بھی اس کی انتہا کو نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے ہاتھ سے بویا ہے اور خود اس میں روح پھونکی ہے۔ اس کی شاخیں جنت کی دیواروں سے باہر نکلی ہوئی ہیں۔ جنت کی تمام نہریں اس درخت کی جڑ سے نکلتی ہیں۔

ترمذی شریف میں ہے کہ جنت میں ہر درخت کا تنا سونے کا ہوگا۔

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے ہر طرف سو سو سال کے راستے تک سایہ پھیلا ہوا ہے۔ جنتی لوگ اس کے نیچے آ کر بیٹھتے ہیں اور آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ کسی کو دنیوی کھیل تماشے اور دل بہلانے کی باتیں یاد آتی ہیں تو اسی وقت ایک جنتی ہوا چلتی ہے اور اس درخت میں سے تمام راگ راگنیاں، باجے اور کھیل تماشوں کی آوازیں آنے لگتی ہیں۔ اس درخت کا سایہ اتنا ہے کہ سورج کی گرمی نہیں محسوس ہوگی۔ فجر کے طلوع ہونے سے پہلے کا سماں ہر وقت اس کے نیچے رہتا ہے۔

صحیح بخاری اور مسلم میں سدرۃ المنتہیٰ کے ذکر میں ہے کہ اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہوں گے اور پھل ہجر کے بڑے بڑے مٹکوں کی طرح ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا! میں نے جنت دیکھی اور اس میں تر و تازگی اور سرسبزی سے جنت کے میوے کا ایک خوشہ لینا چاہا تا کہ تمہیں لا کر دوں پس میرے اور اس کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا گیا اگر میں لے لیتا تو رہتی دنیا تک وہ رہتا اور تم کھاتے رہتے اور اس میں ذرا بھی کمی نہیں آتی۔ جنت میں ایک طوبیٰ نامی درخت ہے جو دیکھنے میں زمین کے درختوں جیسا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أَفَرَأَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ (63) أَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ (64) لَوْ نَشَاء لَجَعَلْنَاهُ حُطَاماً فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ (65) إِنَّا لَمُغْرَمُونَ (66) بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ (67) أَفَرَأَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِىْ تَشْرَبُونَ (68) أَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ (69) لَوْ نَشَاء جَعَلْنَاهُ أُجَاجاً فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ (70) أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِىْ تُورُونَ (71) أَأَنتُمْ أَنشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنشِؤُونَ (72) نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذْكِرَةً وَمَتَاعاً لِّلْمُقْوِيْنَ (73)

(سورۃ الواقعہ: 63-73)

بھلا دیکھو تو کہ جو کچھ تم بوتے ہو۔۶۳۔ تو کیا تم اسے اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں؟۶۴۔ اگر ہم چاہیں تو اسے چورا چورا کر دیں اور تم باتیں بناتے رہ جاؤ۔۶۵۔

(کہ ہائے) ہم تو مفت تاوان میں پھنس گئے۔٦٦۔ بلکہ ہم ہیں ہی بدنصیب۔ ٦٧۔ بھلا دیکھو تو کہ جو پانی تم پیتے ہو۔٦٨۔ کیا تمنے اس کو بادل سے نازل کیا ہے یا ہم نازل کرتے ہیں؟٦٩۔ اگر ہم چاہیں تو ہم اسے کھاری کردیں پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے؟٧٠۔ بھلا دیکھو تو جو آگ تم درخت سے نکالتے ہو۔٧١۔ کیا تم نے اس کے درخت کو پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرتے ہیں؟٧٢۔ ہم نے اسے یاددلانے اور مسافروں کے برتنے کو بنایا ہے۔٧٣

پھلوں کی پیدائش اللہ کی قدرت ہے:

ارشادِ باری ہے کہ تم جو کھیتیاں بوتے ہو۔ زمین کھود کر بیج ڈالتے ہو۔ پھر بیج کو اگانا تمہارے بس میں نہیں۔ ان کو اگانا اور پھل لگانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ انسان کو چاہیے کہ جب فصل بوئے اور کھیتی ہو تو یوں کہے کہ میں نے بویا تھا۔ یوں نہ کہے کہ میں نے اگایا تھا۔ اللہ ہی اسے اگاتا ہے پھر اس کو بڑا کرتا ہے اور اس کو عروج تک پہنچا دیتا ہے۔ قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ (1)وَطُورِ سِينِينَ (2)
وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ (3)

(سورۃ التین: 1-3)

انجیر کی قسم اور زیتون کی۔ ا۔ اور طورِ سنین کی۔٢۔
اور اس امن والے شہر کی۔٣

27.0 - اللہ تعالیٰ ہی رازق ہے

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقَالُوا إِن نَّتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّن لَّدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ☆

(سورۃ القصص ۔ 57)

اور کہتے ہیں کہ اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو اپنے ملک سے اچک لئے جائیں، کیا ہم نے اُن کو حرم میں جو امن کا مقام ہے جگہ نہیں دی؟ جہاں ہر قسم کے میوے پہنچائے جاتے ہیں (اور یہ) رزق ہماری طرف سے ہے لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔

یہاں شہر طائف کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ مختلف مقامات سے پھل، مال و اسباب، مالِ تجارت وغیرہ کی آمد و رفت بکثرت رہتی تھی۔ تمام چیزیں یہاں کھنچی چلی آتی تھیں اور انہیں بیٹھے بٹھائے روزیاں مل رہی تھیں۔ لیکن ان میں اکثریت بے علموں کی تھی۔ اس لئے وہ رسول اللہ ﷺ کو برے برے القاب سے یاد کرتے تھے۔ (تفسیر ابنِ کثیرؒ)

یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ تمام کائنات کا رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے انسان کے پیدا ہونے سے پہلے اس کو ساری زندگی میں جتنا رزق ملنا ہے اس کی تقدیر میں لکھ دیا تھا۔ اہم بات یہ ہے کہ انسان کا رزق انسان کو اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح موت انسان کو تلاش کرتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس طرح انسان موت سے نہیں بچ سکتا اسی طرح یہ ناممکن ہے کہ انسان کا رزق پورا ہوئے بغیر اس کو موت آئے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے نصیب میں جو رزق لکھا ہے اس میں کسی قسم کی محنت کی یا قابلیت کی شرط نہیں لگائی۔ بہت سے لوگ بہت قابل ہوتے ہیں ان کے رزق میں تنگی ہوتی ہے اور بہت سے لوگ ان پڑھ ہوتے ہیں اور اللہ نے انہیں اتنا رزق دیا ہوتا ہے کہ وہ خود اس کا حساب بھی نہیں کر سکتے۔ اسی طرح بہت سے لوگ بہت محنتی ہوتے ہیں پھر بھی اپنا گزر بسر تنگی سے کرتے ہیں اور بہت سے لوگ کچھ نہیں کرتے اور مالی طور پر بہت آسودہ ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے جس کو جتنا چاہے دے۔

کوئی انسان کسی دوسرے انسان کا رزق کھا سکتا ہے نہ چھین سکتا ہے۔ جو رزق اللہ تعالیٰ نے کسی کی قسمت میں لکھ دیا اس میں نہ کسی قسم کی کمی ہوسکتی ہے اور نہ ختم ہوسکتا ہے چاہے انسان اللہ تعالیٰ کا کتنا بھی نافرمان ہو جائے دنیا میں اللہ تعالیٰ اس کو اس کا پورا رزق عطا فرمائے گا۔ ہاں قیامت میں اس سے اس کے کیئے کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اس کے مطابق اس کی جزا و سزا ہوگی۔ دو عمل ایسے ہیں

جس سے انسان اپنے رزق میں اضافہ کرسکتا ہے۔ ایک عمل تو دعا ہے اللہ تعالیٰ سے خشوع وخضوع سے دعا کرنے سے اور اپنے گناہوں سے استغفار کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں اضافہ اور برکت عطا فرما دیتا ہے۔ دوسرا اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ انسان کے رزق میں برکت واضافہ فرما دیتا ہے۔ جو لوگ رزق کی تنگی کا شکار ہیں انہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا اور استغفار کریں۔ جو بھی رزق اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیا ہے اسے اپنی استطاعت کے مطابق غریبوں اور حاجت مندوں پر خرچ کریں اللہ تعالیٰ یقیناً ان کے رزق میں اضافہ کردے گا۔

28.0 - صفاتِ باری تعالیٰ

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ O

(سورۃ لقمان ۔ 27)

اور اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں (سب کے سب) قلم ہوں اور سمندر (کا تمام پانی) روشنائی ہو (اور) اس کے بعد سات سمندر اور (روشنائی بن جائیں) تو اللہ کی باتیں (یعنی اس کی صفتیں) ختم نہ ہوں بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اللہ رب العالمین اپنی عزت، کبریائی، بزرگی، جلالت اور شان بیان فرما رہا ہے۔ اپنی پاک صفتیں اپنے بلند ترین نام اپنے بے شمار کلمات کا ذکر فرما رہا ہے۔ جنہیں نہ کوئی گن سکتا ہے اور نہ اس کا احاطہ کر سکتا ہے اور نہ اس کی حقیقت کو پا سکتا ہے۔ یہاں باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر روئے زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں اور تمام سمندر کے پانی روشنائی بن جائیں اور ان کے ساتھ سات سمندر اور ملا لئے جائیں اور اللہ کی عظمت و صفات، جلالت و بزرگی کے کلمات لکھنے شروع کئے جائیں تو یہ تمام قلم گھس جائیں گے، ختم ہو جائیں گے، تمام روشنائی ختم ہو جائے گی۔ لیکن اللہ واحدہٗ لاشریک لہٗ کی تعریفیں ختم نہ ہوں گی، یہ نہ سمجھا جائے کہ سات سے زیادہ سمندر ہوں تو اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات لکھنے کے لئے کافی ہو جائیں

گے۔ نہیں یہ گنتی تو زیادتی دکھانے کے لئے ہے۔ یہ بھی نہ سمجھا جائے کہ سات سمندر ہیں جو عالم کو گھیرے ہوئے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

کلمات سے کیا مراد ہے؟ بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی صفتِ قدسی اور کلامِ نفسی مراد ہے اور بعض حضرات نے اس سے اللہ تعالیٰ کی معلومات اور قدرتیں مراد لی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی معلومات اور قدرتیں بے حساب ہیں، جتنے قلم تیار کئے جائیں، جتنے سمندر ہیں ان کی روشنائی بنالی جائے پھر قلموں سے اللہ تعالیٰ کی معلومات اور قدرتوں کو لکھا جائے تو لکھتے لکھتے یہ تمام قلم گھس جائیں گے تمام سمندروں کی نمی ختم ہو جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کی معلومات، قدرتیں اور صفات کا احاطہ پھر بھی نہ ہو سکے گا۔ (انوار البیان)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا!

وَعَلَّمَ آدَمَ الأَسْمَاء كُلَّهَا ☆

(سورۃ البقرہ ۔ 31)

اور اس نے آدم (علیہ السلام) کو سب چیزوں کے نام سکھائے۔

کائنات کا تمام علم اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں پوشیدہ ہے۔ اس میں جو جتنا علم انسان کے لئے ضروری تھا وہ اس کو دے دیا گیا۔ یعنی اسماء حسنیٰ تو تمام سکھا دئے لیکن ان کی تفصیل اتنی ہی بتلائی جتنی انسان کے لئے ضروری اور مفید تھی۔ انسان ابھی تک ان صفات کی مکمل تفصیل نہیں جان سکا ہے۔

29.0 ۔ مؤمن کا انعام

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ O كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئاً بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ O

(سورۃ الحاقہ: 24-23)

جن کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے۔۲۳۔ جو(عمل) تم ایام گزشتہ میں آگے بھیج چکے ہو اس کے صلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو۔

حضرت براء بن عازب ؓ فرماتے ہیں کہ جنت کے میوے اور پھل اس قدر جھکے ہوئے ہوں گے کہ جنتی اپنی رہائش گاہوں میں سے لیٹے لیٹے میوے توڑ لیا کریں گے۔ طبرانی ؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنتی کو ایک پروانہ ملے گا کہ فلاں شخص کے لئے جو فلاں شخص کا بیٹا ہے اسے بلند و بالا جھکی ہوئی شاخوں اور لدے ہوئے خوشوں والی خوش گوار جنت میں جانے دو۔ یہاں اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور رحمت تمہارے شاملِ حال ہے۔

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أَمَّنْ هَـذَا الَّـذِى هُوَ جُـنـدٌ لَّكُمْ يَنصُرُكُم مِّن دُونِ الرَّحْمٰنِ إِنِ الْـكَـافِرُونَ إِلَّا فِى غُرُورٍ (20) أَمَّنْ هَـذَا الَّذِى يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ

رِزْقَهُ بَل لَّجُّوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ (21) أَفَمَن يَمْشِي مُكِبًّا عَلَى وَجْهِهِ
أَهْدَىٰ أَمَّن يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (22) قُلْ هُوَ الَّذِي
أَنشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ
(23) قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ (24)
وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ (25)

(سورۃ الملک: 25-20)

بھلا ایسا کون ہے جو تمہاری فوج بن کر اللہ کے سوا تمہاری مدد کر سکے؟ کافر تو دھوکے میں ہیں۔۲۰۔ بھلا اگر وہ اپنا رزق بند کر لے تو کون ہے جو تم کو رزق دے؟ لیکن یہ سرکشی اور نفرت میں پھنسے ہوئے ہیں۔۲۱۔ بھلا جو شخص چلتا ہوا منہ کے بل گر گر پڑتا ہو وہ سیدھے رستے پر ہے یا وہ جو سیدھے رستے پر برابر چل رہا ہو۔۲۲۔ کہو وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے (مگر) تم کم احسان مانتے ہو۔۲۳۔ کہہ دو کہ وہی ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلایا اور اسی کے روبرو تم جمع کئے جاؤ گے۔۲۴۔ اور کافر کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعید کب (پوری) ہوگی؟۲۵۔

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا O

(سورۃ الدہر ۔ 14)

ان سے (ثمر دار شاخیں اور) ان کے سائے قریب ہوں گے اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے۔

وَفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ O (سورۃ المرسلات ۔ 42)

اور میووں میں جوان کو مرغوب ہوں۔

لِنُخْرِجَ بِهِ حَبًّا وَنَبَاتاً (15)وَجَنَّاتٍ أَلْفَافاً (16)

(سورۃ النبا : 15-16)

تا کہ اس سے اناج اور سبزہ پیدا کریں۔۱۵۔ اور گھنے گھنے باغ۔۱۶

اللہ اس پانی سے جو پاک وصاف اور بابرکت ہے اناج اور دانے پیدا کرتا ہے جو انسان اور حیوان سب کھاتے ہیں۔ سبزیاں اگا تا ہیں جو تروتازہ کھائی جاتی ہیں۔ اناج ذخیرہ کیا جاتا ہے پھر کھایا جاتا ہے۔ باغات اس پانی سے پھلتے پھولتے ہیں۔ قسم قسم کے ذائقوں، رنگ، خوشبوؤں والے پھل پھول اور میوے پیدا ہوتے ہیں اور زمین کے ایک ہی ٹکڑے پر مل جاتے ہیں۔ انگور کے درخت ہیں بعض شاخوں دار اور بعض بغیر شاخوں والے، سب ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں۔ یقیناً عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

أَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَ هَا وَمَرْعَاهَا O

(سورۃ النازعات ۔ 31)

اسی نے اس میں سے پانی نکالا اور چارا اگایا۔

چارہ سے مراد صرف جانوروں کا چارہ نہیں بلکہ تمام نباتات ہیں جو انسان

اور حیوان دونوں کی غذا کے کام آتے ہیں۔

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا (29) وَحَدَائِقَ غُلْبًا (30) وَفَاكِهَةً وَأَبًّا (31)

مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ (32)

(سورۃ العبس: 32-29)

اور زیتون اور کھجوریں۔۲۹۔ اور گھنے گھنے باغ۔۳۰۔ اور میوے اور چارا۔۳۱۔

تمہارے لئے اور تمہارے مویشیوں کے لئے۔۳۲

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے!

وَالَّذِیٓ أَخْرَجَ الْمَرْعٰی (4) فَجَعَلَهُ غُثَآءً أَحْوٰی (5)

(سورۃ الاعلیٰ: 4,5)

اور جس نے چارہ اگایا پھر اس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا۔

اس چارہ کو انسانوں کے مویشی اور دوسرے جانور کھاتے ہیں تا کہ اس سے طاقت اور توانائی حاصل کریں اور پھر انسانوں کی خدمت کریں۔ جب مویشی چارہ کھا لیتے ہیں اور جو بچ جاتا ہے وہ پڑے پڑے کالا ہو جاتا ہے اور کوڑا کرکٹ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بیان میں ہمیشہ اچھے اور برے دونوں پہلوؤں کی نشان دہی کر دیتا ہے تا کہ عقل والے اس سے نصیحت اور عبرت حاصل کریں۔

30.0 - وہ درخت جن کا ذکر قرآنِ کریم میں آیا ہے

30.1 ۔جنت کا درخت: طوبیٰ

قاضی ثنا اللہؒ پانی پتی اپنی تفسیر مظہری میں جنت کے درخت طوبیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں:

عبید بن عمیرؒ نے کہا کہ طوبیٰ جنتِ عدن کے اندر رسول اللہ ﷺ کے جنتی مکان میں ایک درخت ہے جس کی شاخیں ہر (مومن جنتی کے) مکان اور بالا خانے پر سایہ کیئے ہوئے ہوں گی۔ سوائے سیاہ رنگ کے ہر رنگ اور ہر پھول اور ہر پھل اور ہر میوے اللہ تعالیٰ نے اس درخت میں پیدا کیئے ہیں۔ اس کی جڑ سے دو چشمے جاری ہیں ایک کافور اور دوسرا سلسبیل۔

مقاتل نے کہا کہ اس کا ہر پتہ ایک گروہ پر سایہ کیئے ہوئے ہے اور ہر پتہ پر ایک فرشتہ اللہ کی طرح طرح سے تسبیح کرنے میں مشغول ہے۔

احمد، ابن حبان، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت عتبہ بن عبداللہ سلمیؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ جنت کے اندر پھل ہوں گے۔ فرمایا! ہاں۔ ایک درخت ہوگا طوبیٰ جو فردوس کے مطابق ہوگا (شاید مطابق ہونے سے یہ مراد ہے کہ پوری جنتِ فردوس پر چھایا ہوا ہوگا)۔ سائل نے عرض کیا ہماری زمین کے کسی درخت سے اس کی مشابہت ہو سکتی ہے۔ فرمایا تمہاری اس زمین کے کسی درخت سے اس کی مشابہت نہیں۔ کیا تم نے ملک شام دیکھا ہے۔ سائل نے جواب دیا کہ نہیں۔ شام میں ایک درخت ہوتا

ہے جوطوبیٰ سے کچھ مشابہت رکھتا ہے۔ اس درخت کواخروٹ کا درخت کہتے ہیں۔ اس کا ایک تنا ہوتا ہےاوراوپر جا کراس کی شاخیں پھیل جاتی ہیں۔ سائل نے کہا کہ وہ کتنا بڑا ہوگا۔ فرمایا! اگرتم اپنے گھروالوں کا اونٹوں کا گلہ لےکراس کے گرداگرد گھوموتو اگرتم بوڑھے ہوجاؤ گےاور بوڑھا ہوکرگر پڑو گےتب بھی اس کی جڑ کا چکر پورا نہ ہوگا۔ سائل نے عرض کیا! کیااس میں انگور بھی ہوں گے۔ فرمایا ہاں۔ عرض کیاان کا خوشہ کتنا بڑا ہوگا۔ فرمایا کہ چتکبرے کوّے کی ایک ماہ کی رفتارِاڑان کے برابر۔ عرض کیااس کا ایک دانہ کتنا بڑا ہوگا۔ فرمایا! کیاتمہارے باپ نے کوئی بڑا بکرا ذبح کیا ہے۔ عرض کیا جی ہاں۔ اس کی کھال اتار کرتمہاری ماں کو دے کر یہ کہےاس کو دباغت کر کے ایک بڑا ڈھول بنالینا جس میں پانی بھرکر ہم اپنے جانوروں کو پلایا کریں گے۔ سائل نے عرض کیا تو (اس سے یہ اندازہ ہوا) اس کا ایک دانہ میرے اور میرے گھروالوں کا پیٹ بھردے گا۔ فرمایا! ہاں اورتمہارے سارے کنبہ کا بھی۔

حضرت ابوسعید خدریؓ راوی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ طوبیٰ کیا ہے۔ فرمایا! جنت میں ایک درخت ہے جس کا پھیلاؤ سوسال کی مسافت کے برابر ہے۔ اہلِ جنت کے کپڑے اس کے شگوفوں سے برامد ہوں گے۔ (رواۃ ابن حبان)

معاویہ بن قرّہ نے اپنے باپ کی مرفوع روایت بیان کی ہے کہ طوبیٰ ایک درخت ہے جس کواللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بویا ہےاوراس کے اندراپنی روح سے

پھونکا۔ اس درخت سے کپڑے اور زیور پیدا ہوں گے اس اس کی شاخیں جنت کے باہر سے بھی دیکھائی دیں گی۔

بغوی نے اپنی سند سے حضرت ابو ہریرہ ؓ کا قول نقل کیا ہے کہ جنت کے اندر ایک درخت ہے جس کے سائے میں گھوڑ سوار سو برس تک چلتا رہے تب بھی اس کے سائے سے نکل نہ سکے گا۔ اگر تم ثبوت چاہتے ہو تو پڑھو

وِ ظِلٍ مَّمْدُ وْدٍ (لمبے لمبے پھیلے ہوئے سائے)

(سورۃ الواقعہ ۔ ۳۰) (متفق علیہ)۔

امام احمد نے یہ روایت نقل کرنے کے بعد اتنا زائد بیان کیا کہ اس کے پتے جنت کو ڈھانک لیں گے۔

نہاد بن سیریؒ نے الزاہد میں، بغویؒ نے تفسیر میں آخر میں اتنا اور بیان کیا کہ اس بیان کی اطلاع کعب کو پہنچی تو انہیں نے کہا یہ سچ ہے قسم ہے اس خدا کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت اور محمد ﷺ پر قرآن نازل کیا۔ اگر کوئی شخص تین سالہ یا چار سالہ اونٹ پر سوار ہو کر اس درخت کے تنے کے گرداگرد چکر لگائے تو چکر کو پورا نہ کر سکے گا یہاں تک کہ اس کی عمر ختم ہو جائے گی اور گر کر مر جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے ہاتھ سے بویا ہے اور اپنی روح اس میں پھونکی ہے۔ اس کی شاخیں جنت کے باہر سے نظر آئیں گی (یعنی پوری جنت پر اس کا سایہ ہوگا)۔ جنت کی ہر نہر اس درخت کی جڑ سے نکلتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ کا قول ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کو طوبیٰ کہا جاتا ہے۔ اللہ اس سے فرمائے گا میرا بندہ جو کچھ چاہتا ہے تو شگفتہ ہو کر اس چیز کو اپنے اندر سے برامد کردے۔ جنتی بندہ جیسا حکم دے گا وہ درخت پھٹے گا اور اس کے اندر سے بندے کی خواہش کے مطابق گھوڑا زین اور لگام پورے ساز وسامان سمیت برامد ہو جائے گا۔ اور بندے کی خواہش کے مطابق اونٹنی اپنے کجاوے، نکیل اور سامان سمیت برآمد ہو جائے گی۔ کپڑے بھی اس درخت سے نکلیں گے۔

(رواۃ البغوی وابن الدنیا)

ابن مبارک اور ابن جریر نے شہر بن حوشب کا قول نقل کیا ہے کہ طوبیٰ جنت کے اندر ایک درخت ہے۔ جنت کا ہر درخت اسی سے پیدا ہوا ہے اس کی شاخیں جنت کی حدود سے باہر سے بھی نظر آئیں گی۔

حضرت معتب بن سمی آیتِ کریمہ **طُوبیٰ لَهُمْ حُسْنَ مَاٰبٍ** کی ضمن میں لکھتے ہیں کہ طوبیٰ ایک بہشتی درخت ہے جو بہشت کے ہر گھر میں سایہ کئے ہوئے ہے۔ اس کی شاخوں پر رنگ برنگ کے پھول ہوں گے۔ ان پر بختی اونٹ کی طرح پرندے بیٹھے ہوں گے۔ جب جنتی کسی پرندے کے کھانے کی خواہش کر کے بلائے گا تو وہ خود اس کے دسترخوان پر آجائے گا۔ وہ شخص اپنی خواہش کے مطابق اس کا کچھ حصہ کھائے گا۔ باقی کا پھر پرندہ بن کر اڑ جائے گا۔

(تنبیہ الغافلین)

(جولوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے ہیں، ان کے لیےطوبہ ہےاور (آخری) واپسی کی خوبصورت جگہ ہے۔) حضرت علی بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ طوبہ کا مطلب ہے خوشی اور راحت، عکرمہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ طوبہ کا مطلب ہے: "ان کی کمائی کتنی عمدہ ہے،" جب کہ ضحاک (رضی اللہ عنہ) نے کہا، "ان کے لیےخوشی۔" مزید برآں ابراہیم نخعیؒ نے کہا کہ توبہ کا مطلب ہے "ان کے لیےبہتر" جب کہ قتادہؒ نے کہا کہ یہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے 'تم نے اچھی چیز کمائی کی'۔ ایک اور روایت میں قتادہؒ نے کہا کہ ان کے لیےطوبہ کا مطلب ہے کہ یہ ان کے لیےبہترین ہے۔ اور واپسی کی ایک خوبصورت جگہ اور آخری منزل۔ طوبہ کے یہ تمام معنی مترادف ہیں اور یہ ایک دوسرے سے متصادم نہیں ہیں۔ امام احمد (رح) نے نقل کیا ہے کہ ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ ایک آدمی نے پوچھا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) طوبہ ان کے لیے ہے جس نے آپ کو دیکھا اور آپ پر ایمان لائے۔ کہا!

﴿ طُوبَی لِمَنْ رَآنِی وَآمَنَ بِی، وَطُوبَی ثُمّ طُوبَی ثُمّ طُوبَی لِمَنْ آمَنَ بِی وَلَمْ یَرَنِی ﴾

(طوبہ اس کے لیے ہے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا۔ طوبہ اس کے لیے ہے اور دوسرا طوبہ اور دوسرا طوبہ اس کے لیے ہے جس نے مجھ پر ایمان لایا لیکن مجھے نہیں دیکھا۔)

ایک شخص نے پوچھا: "طوبہ کیا ہے؟" کہا!

﴿شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ مَسِيرَتُهَا مِائَةُ عَامٍ ثِيَابُ أَهْلِ الْجَنَّةِ تَخْرُجُ مِنْ أَكْمَامِهَا﴾

(جنت میں ایک درخت جس کی چوڑائی سو سال ہے اور اس کی چھال سے اہل جنت کے کپڑے لیے جاتے ہیں)

بخاری اور مسلم نے نقل کیا ہے کہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

﴿إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا﴾

(جنت میں ایک درخت ہے، اگر کوئی سوار اس کے سائے میں سو سال تک سفر کرے تو وہ اسے عبور نہیں کر سکے گا۔)

نعمان بن ابی عیاش الزرقی رضی اللہ عنہ نے مزید کہا: مجھ سے حضرت خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِيعَ مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا﴾

(جنت میں ایک درخت ہے، اگر کوئی سوار اس کے سائے میں تیز رفتار گھوڑے

پر سو سال تک سفر کرے تو وہ اسے عبور نہیں کر سکے گا۔)

امام مسلم (رح) نے اپنی صحیح میں درج کیا ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿یَا عِبَادِی لَوْ أَنَّ أَوَّلَکُمْ وَآخِرَکُمْ وَإِنسَکُمْ وَجِنَّکُمْ قَامُوا فِی صَعِیدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِی فَأَعْطَیْتُ کُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذٰلِکَ مِنْ مُلْکِی شَیْئًا إِلَّا کَمَا یَنْقُصُ الْمِخْیَطُ إِذَا أُدْخِلَ فِی الْبَحْرِ﴾

(اے میرے بندو! اگر تم میں سے اولین وآخرین انسان اور جن تم میں سے ایک جگہ کھڑے ہو کر مجھ سے مانگیں اور میں نے ہر ایک کو وہی دیا جو اس نے مانگا تھا تو میری سلطنت سے اس میں کوئی کمی نہیں آئے گی، سوائے اس کے کہ سوئی (جتنا پانی) گھٹ جائے۔

خالد بن مدعان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جنت میں ایک درخت ہے جسے طوبہ کہتے ہیں، اس کی چھاتیاں ہیں جو اہل جنت کے بچوں کو پالتی ہیں، بے شک جس عورت کا اسقاط حمل ہوتا ہوگا وہ بچہ جنت کی کسی نہر میں تیرا کی کرے گا یہاں تک کہ قیامت شروع ہو جائے گی، جب وہ چالیس سال کی عمر میں لوگوں کے ساتھ جمع ہوگا۔" ابن ابی حاتم نے اس قول کو بیان کیا ہے۔

كَذٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهَآ أُمَمٌ لِّتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَنِ قُلْ هُوَ رَبِّي لا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ O

اسی طرح ہم نے آپ کو ایک ایسی جماعت کی طرف بھیجا ہے جس سے پہلے دوسری امتیں گزر چکی ہیں تا کہ آپ ان کو وہ کچھ پڑھ کر سنائیں جو ہم نے آپ پر نازل کیا ہے حالانکہ وہ رحمٰن کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔
کہہ دو کہ وہ میرا رب ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

جنت میں توبہ کا درخت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں ایک سوار سو سال تک سفر کرسکتا ہے اور اسے عبور نہیں کرسکتا۔ (البخاری، 4502)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طوبہ جنت کا ایک درخت ہے جو سو سال بڑا ہے، اہل جنت کے کپڑے اس کے پھولوں کے غلاف سے بنتے ہیں۔
(ابن حبان نے روایت کیا ہے؛ 3918)

30.2 ۔ جنّت کا درخت: افنان

ذَوَاتَا أَفْنَانٍ (48) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (49)

(سورۃ الرحمٰن ۔ 48)

ان دونوں میں بہت سی شاخیں (یعنی قسم قسم کے میووں کے درخت ہیں)۔۴۸

تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟۴۹

یہ جنّت کے وہ درخت ہوں گے جن کی شاخیں خوب زیادہ ہوں گی۔ بہت گھنے درخت ہوں گے۔ شاخیں ہری بھری ہوں گی جو خوب اچھی اور پھیلی ہوئی ہوں گی۔ اور جب شاخیں خوب پھیلی ہوئی ہوں گی اور ہری بھری بھی ہوں گی۔ ان میں خوب صورت قسم کے مختلف رنگ ہوں گے جو انتہائی دلکش نظارہ پیش کر رہے ہوں گے۔ اس میں پھل بھی بے حساب ہوں گے جن کا ذائقہ اور تازگی کبھی نہ کم ہو گی اور نہ ختم ہو گی۔ ایک درخت میں مختلف قسم کے ذائقہ اور خوشبو کے پھل ہوں گے۔ اس کا سایہ انتہائی خوش گوار کشادہ اور تسکین بخش ہوگا۔ یہ درخت پوری جنت میں پھیلے ہوئے ہوں گے۔ جنتی وہاں اس کے سائے اور پھلوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ اس سے اپنے مرضی کے مطابق پھل اور پھول حاصل کر رہے ہوں گے۔ اس کی شاخیں ایک دوسرے سے اس قدر ملی ہوئی ہوں گی کہ اس کے پار کوئی دیکھ نہ سکے گا۔ لیکن جنتی کو اس کے نیچے بے انتہا سکون ملے گا اور کسی قسم کی گھبراہٹ نہیں ہو گی۔

30.3 - زیتون

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَأَنشَأْنَا لَكُم بِهِ جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ ۚ لَّكُمْ فِيهَا فَوَاكِهُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ (19) وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِن طُورِ سَيْنَاءَ تَنبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْآكِلِينَ (20)

(سورۃالمومنون: 20-19)

پھر ہم نے تمہارے لئے اس سے (درجہ بدرجہ یعنی پہلے ابتدائی بناتات پھر بڑے پودے پھر درخت وجود میں لاتے ہوئے) کھجور اور انگور کے باغات بنا دئے (مزید براں) تمہارے لئے زمین میں (اور بھی) بہت سے پھل اور میوے (پیدا کئے) اور (اب) تم ان میں سے کھاتے ہو۔ اور وہ درخت (زیتون بھی ہم ہی نے پیدا کیا) جو طور سینا میں پیدا ہوتا ہے کھانے والوں کیلئے روغن اور سالن لئے ہوئے اُگتا ہے۔۲۰

اللہ تعالیٰ نے زیتون کے درخت کا ذکر فرمایا اور طورِ سینا کا ذکر کیا۔ طورِ سینا وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بات چیت کی تھی اور اس کے ارد گرد اور پہاڑیاں تھیں۔ طور اس پہاڑ کو کہتے ہیں جو ہرا بھرا اور درختوں والا ہو ورنہ اسے جبل کہیں گے۔ پس طورِ سینا میں جو درخت زیتون پیدا ہوتا

ہے اس میں سے تیل نکلتا ہے جو کھانے والوں کو سالن کا کام دیتا ہے۔ زیتوں کی بیشتر پیداوار بحرِ روم کے اردگرد کے علاقے میں پائی جاتی ہے۔ اس کی خاص بات یہ ہے کہ یہ درخت ڈیڑھ دو ہزار سال کی عمر تک آرام سے چلتا ہے۔ فلسطین کے بعض درختوں کے پھیلاؤ اور قد وقامت دیکھ کے محسوس ہوتا ہے کہ شاید یہ حضرت عیسیٰؑ کے زمانے کے ہوں گے۔

قرآنِ کریم میں ارشاد ہے!

يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ☆

(سورۃ النور ۔ 35)

اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (یعنی) زیتون کہ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) اس کا تیل خواہ آگ اُسے نہ بھی چھوئے جلنے کو تیار ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ زیتون کا تیل کھاؤ اور لگاؤ وہ مبارک درخت سے نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زیتوں کے درخت کو شجرِ مبارکہ کہا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی ہے۔ اس کے بے شمار فائدے ہیں۔ شام میں بہت بڑی مقدار میں زیتون پایا جاتا ہے۔ (مسند احمدؒ)

پختہ زیتون کا رس نہایت عمدہ اور بہتر ہوتا ہے۔ نیم پختہ زیتون سے نکلنے والا تیل سرد خشک ہوتا ہے۔ سرخ زیتوں دونوں کے درمیان متوسط ہوتا ہے۔ سیاہ زیتون گرم کرنے والا ہوتا ہے۔ ہر قسم کے زہر میں مفید ہے۔ دست آور ہے اور پیٹ کے کیڑے نکالتا ہے۔ پرانا روغنِ زیتون تاثیر میں بہت زیادہ گرم ہوتا ہے۔ زیتوں کا استعمال جلد میں نرمی اور ملائمت پیدا کرتا ہے۔ بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے۔ زیتون کا نمکین پانی آگ سے جلے ہوئے مقام پر آبلہ پڑنے سے روکتا ہے۔ مسوڑوں کو مضبوط کرتا ہے۔ اطباء نے زیتون کے بے شمار فائدے بیان کئے ہیں۔

عبد بن حمیدؒ نے اپنی مسند و تفسیر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآنِ کریم کے درخت۔زیتون

ائْتَدِمُوا بِالزَّيْتِ وَادَّهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَة

زیتون کے تیل کو مصالحہ کے طور پر کھاؤ اور تیل کی طرح لگائیں کیونکہ یہ مبارک درخت سے نکلتا ہے۔

اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ زیتون کے بابرکت درخت جن کی پاکیزگی اللہ تعالیٰ نے بطور مثال بیان فرمائی۔

يُنبِتُ لَكُم بِهِ لزّرعَ وَلزّيتُونَ وَلنّخِيلَ وَلأَعنَبَ وَمِن كُلِّ

لثّمَرَت إِنّ فِی ذَلِکَ لَأَیَۃً لِّقَومٍ یَتفَرُونَ ()

(سورہ النحل ۔11)

اس سے وہ تمہارے لیے کھیتی، زیتون، کھجور، انگوراور ہر قسم کے پھل اگا تا ہے۔
بے شک! اس میں یقیناً ان لوگوں کے لیے ایک کھلی دلیل اور کھلی نشانی ہے
جو غور و فکر کرتے ہیں۔

پکے ہوئے زیتون کا رس بہت اچھا اور بہتر ہوتا ہے۔ نیم پکے ہوئے زیتون کا تیل ٹھنڈا خشک ہوتا ہے۔ سرخ زیتون دونوں کے درمیان درمیانی ہیں۔ کالے زیتون گرم ہورہے ہیں۔ ہر قسم کے زہر میں مفید ہے۔ آسان اور پیٹ کے کیڑے نکالتا ہے۔ پرانا زیتون کا تیل اثر میں بہت گرم ہے۔ زیتون کا استعمال جلد کو ملائم بناتا ہے۔ بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے۔ زیتون کا نمکین پانی جلی ہوئی جگہ پر پھوڑے پھوڑے کو روکتا ہے۔ مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے۔ ڈاکٹروں نے زیتون کے ان گنت فوائد بیان کیے ہیں۔

زیتون

زیتون دنیا کی سب سے زیادہ پسند کی جانے والی غذاؤں میں سے ایک ہے۔ تکنیکی طور پر (Olea europea tree) اولیا یورومٹر کے درخت کے پھل کے طور پر درجہ بندی (ایک حیرت انگیز درخت جو عام طور پر سینکڑوں سال تک زندہ رہتا ہے) ہم عام طور پر زیتون کے بارے میں سوچتے ہیں کہ پھل کے طور پر

نہیں ہے بلکہ سبزیوں میں شامل کی جاسکتی ہے جس کی ستمبر میں کٹائی کی جاتی ہے لیکن سال بھر دستیاب ہوتی ہے۔ سلاد، گوشت اور پولٹری کے پکوان اور یقیناً پیزا میں مزیدار اضافہ ہے۔

زیتون بہت کڑوے ہوتے ہیں جو درخت سے ہی کھائے جا سکتے ہیں اور ان کی اندرونی کڑواہٹ کو کم کرنے کے لیے اسے ٹھیک کرنا ضروری ہے۔ پروسیسنگ کے طریقے زیتون کی قسم، اس علاقے جہاں وہ کاشت کی جاتی ہیں اور مطلوبہ ذائقہ، ساخت اور رنگ کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں۔ کچھ زیتون کو کچا چن لیا جاتا ہے جبکہ دوسروں کو درخت پر مکمل طور پر پکنے کی اجازت ہے۔ ضروری نہیں کہ زیتون کا رنگ اس کی پختگی کی حالت سے متعلق ہو۔ بہت سے زیتون سبز ہونے لگتے ہیں اور مکمل طور پر پکنے پر سیاہ ہو جاتے ہیں۔ تاہم کچھ زیتون سبز شروع ہوتے ہیں اور مکمل طور پر پکنے پر سبز رہتے ہیں، جب کہ دیگر سیاہ شروع ہوتے ہیں اور سیاہ ہی رہتے ہیں۔

ریاستہائے متحدہ میں جہاں زیادہ تر زیتون کیلی فورنیا سے آتے ہیں، زیتون کا رنگ عام طور پر سبز ہوتا ہے، اسے کچی حالت میں اٹھایا جاتا ہے، اس کو ٹھیک کیا جاتا ہے اور پھر آکسیڈیشن کو متحرک کرنے اور سیاہ بیرونی رنگ میں تبدیل کرنے کے طریقے کے طور پر ہوا کے سامنے لایا جاتا ہے۔ واٹر کیورنگ، برائن کیورنگ اور لائی کیورنگ زیتون کے لیے سب سے عام علاج کے عمل ہیں اور ان میں سے ہر ایک علاج زیتون کے رنگ اور ساخت کو متاثر کر سکتا ہے۔

زیتون کے بارے میں نیا اور فائدہ مند کیا ہے؟

زیتون میں درجنوں صحت کے تحفظ کے لیے غذائی اجزاء کی نشاندہی کی گئی ہے اور حالیہ مطالعات میں زیتون کی اقسام، زیتون کی پروسیسنگ اور زیتون کے غذائی اجزاء میں ہونے والی تبدیلیوں کا بہت قریب سے جائزہ لیا گیا ہے۔ ان مطالعات کا مجموعی نتیجہ ہر اس شخص کے لیے دلچسپ ہے جو تمام اقسام کے زیتون کو پسند کرتا ہے۔ یونانی طرز کے سیاہ زیتون، ہسپانوی طرز کے سبز زیتون، کالاماتا طرز کے زیتون اور زیتون کی تیاری کے بہت سے مختلف طریقے ہمیں بہت سے مختلف اینٹی آکسیڈ ینٹ اور سوزش کو روکنے والے غذائی اجزاء کی قیمتی مقدار فراہم کرتے ہیں۔ اگرچہ زیتون کے پکنے اور زیتون کے علاج کے دوران ہونے والے تجارتی نقصانات ہیں- مثال کے طور پر، پکنے کے جدید مراحل کے ساتھ اولیورپین (oleuropein) میں کمی لیکن اینتھو سیانین (anthocyanins) کی مقدار میں اضافہ- یہ ناممکن ہے کہ زیتون کی کسی ایک قسم کو ایک منفرد صحت کے طور پر قابل غور نہ سمجھا جائے مثلاً معاون خوراک، خاص طور پر اینٹی آکسیڈ ینٹ اور اینٹی سوزش فوائد کے لحاظ سے۔

ہائیڈروکسی ٹائروسول (Hydroxytyrosol)، ایک زیتون کا فائٹونیوٹرینٹ (phytonutrient) جو طویل عرصے سے کینسر کی روک تھام سے منسلک ہے، اب اس میں ہڈیوں کے نقصان کو روکنے میں ہماری مدد کرنے کی صلاحیت کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔ کئی حالیہ تجربہ گاہوں کے جانوروں کے مطالعے

سے معلوم ہوا ہے کہ ہڈیوں میں کیلشیم کے بڑھتے ہوئے ذخائر اور اس زیتون کے فائٹونیوٹرینٹ کے استعمال کے بعد ہڈیوں میں کیلشیم کی کل مقدار میں کمی واقع ہوئی ہے (نیز زیتون میں پایا جانے والا ایک اور اہم فائٹونیوٹرینٹ اولیورپین)۔ یہ نتائج دلچسپ ہیں کیونکہ بحیرہ روم کی خوراک کا استعمال طویل عرصے سے آسٹیوپوروسس (osteoporosis) کے خطرے میں کمی سے منسلک رہا ہے۔

روایتی جڑی بوٹیوں کے ادویات کے طریقوں میں زیتون اور زیتون کے پتوں سے تیاریاں اکثر سوزش کے مسائل کے علاج میں استعمال ہوتی رہی ہیں، بشمول الرجی سے متعلق سوزش۔ نئی تحقیق سے یہ بتانے میں مدد مل سکتی ہے کہ زیتون ہمیں سوزش کے فوائد فراہم کرنے کے لیے کس طرح کام کرتا ہے، خاص طور پر ان حالات میں جس میں الرجی شامل ہو۔ زیتون کے عرق کو اب سیلولر سطح پر اینٹی ہسٹامینز (anti-histamines) کے طور پر کام کرتے دکھایا گیا ہے۔ خصوصی ہسٹامین کو روکنے سے وصول کرنے والے ہارمون (جسے H1 ریسیپٹرز کہتے ہیں) زیتون کے عرق میں موجود منفرد اجزاء سیل کے ہسٹامین ردعمل کو کم کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔ چونکہ ہسٹامین ایک مالیکیول ہے جو الرجی سے متعلقہ حالات میں زیادہ پیدا ہوسکتا ہے اور سوزش کے عمل میں کلیدی کھلاڑی ہوسکتا ہے اس لیے امکان ہے کہ ہمیں زیتون سے جو سوزش کے فوائد حاصل ہوتے ہیں ان میں یہ اینٹی ہسٹامین شامل ہوتی ہے۔ راستہ یہ بھی ممکن ہے کہ مجموعی طور پر اینٹی الرجینک غذا کے حصے کے طور پر زیتون کا ایک خاص کردار ہوگا۔

زیتون میں صحت کے لئے فوائد:

اگرچہ عام طور پر زیادہ چکنائی والی خوراک کے طور پر پہچانا جاتا ہے (زیتون میں تقریباً 80-85% کیلوریز چکنائی سے آتی ہیں) زیتون کی چربی کی قسم کے لیے ہمیشہ ان کی تعریف نہیں کی جاتی۔ زیتون اپنے چکنائی کے معیار میں غیر معمولی ہیں کیونکہ وہ اپنی چربی کا تقریباً تین چوتھائی حصہ (oleic acid) اولیک ایسڈ کے طور پر فراہم کرتے ہیں جو کہ ایک (monounsaturated) مونوسیچوریٹڈ فیٹی ایسڈ ہے۔ (اس کے علاوہ وہ ضروری فیٹی ایسڈ کی تھوڑی مقدار فراہم کرتے ہیں جسے لینولک ایسڈ کہتے ہیں اور بہت کم مقدار میں الفا-لینولینک ایسڈ، ایک اومیگا 3 فیٹی ایسڈ۔) زیتون میں مونوسیچوریٹڈ چربی کی مقدار کم ہونے کے خطرے سے وابستہ ہے۔ دل کی بیماری کی .جب مونوسیچوریٹڈ چکنائی میں کمی والی غذاوں میں مونوسیچوریٹڈ چکنائی کی مقدار کو بڑھانے کے لیے تبدیل کیا جاتا ہے (بغیر کل چکنائی کے بہت زیادہ ہونے کے)، تحقیقی مطالعہ کے شرکاء کو عام طور پر اپنے خون میں کولیسٹرول، LDL کولیسٹرول اور HDL:LDL تناسب میں کمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ تمام تبدیلیاں ہمارے دل کی بیماری کے خطرے کو کم کرتی ہیں۔

قرآنِ کریم کے درخت۔زیتون

حالیہ تحقیقی مطالعات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ زیتون (اور زیتون کے تیل) میں پائی جانے والی مونوسیچوریٹڈ چکنائی بلڈ پریشر کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ زیتون میں پایا جانے والا اولیک ایسڈ—ایک بار جسم میں جذب ہو کر

ہمارے خلیات میں منتقل ہو جاتا ہے— سیل کی جھلی کی سطح پر سگنلنگ پیٹرن کو تبدیل کر سکتا ہے (خاص طور پر G-پروٹین سے منسلک جھرنوں کو تبدیل کرنا)۔ سیل کی جھلی کی سطح پر ہونے والی ان تبدیلیوں کے نتیجے میں بلڈ پریشر میں کمی واقع ہوتی ہے۔

ان کے phytonutrient مواد کے لحاظ سے زیتون حیران کن ہیں۔ کچھ زیادہ چکنائی والی غذائیں اینٹی آکسیڈ ینٹ اور سوزش سے بچنے والے غذائی اجزاء کی اتنی متنوع رینج پیش کرتی ہیں— جن میں سے کچھ خود زیتون کے لیے منفرد ہیں۔

اس فائٹو نیوٹر ینٹ کی فراوانی کو دیکھتے ہوئے، یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ زیتون نے صحت کے فوائد کو دستاویزی شکل دی ہے جو ہمارے جسم کے بیشتر نظاموں تک پھیلی ہوئی ہے۔ زیتون کے فوائد قلبی نظام، نظام تنفس، اعصابی نظام، عضلاتی نظام، مدافعتی نظام، سوزش کے نظام اور نظام انہضام کے لیے ظاہر کیے گئے ہیں۔ ان متنوع نظاموں کے بہت سے فوائد کا تعلق دراصل زیتون کے صحت کے لیے معاون دو بنیادی پہلوؤں سے ہے یعنی ان کے غیر معمولی اینٹی آکسیڈ ینٹ اور سوزش سے بچنے والے غذائی اجزاء۔ صحت کے فوائد کے اس سیکشن میں، ہم زیتون کے ان اینٹی آکسیڈنٹ اور اینٹی سوزش خصوصیات پر توجہ مرکوز کریں گے نیز کینسر کے خلاف کچھ فوائد جو اس کھانے کے حوالے سے خاص طور پر اہم معلوم ہوتے ہیں۔

تاریخ

زیتون کم از کم 5,000 سالوں سے بحیرہ روم کے کچھ حصوں — بشمول کریٹ اور شام — میں کاشت کیے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ، 8,000-6,000 سال پہلے سپین میں زیتون کے درخت کی موجودگی کے کاربن ڈیٹنگ ثبوت موجود ہیں۔ یہ قدیم اور افسانوی درخت بھی ایشیا اور افریقہ کے کچھ حصوں کا تھا۔

یہ بالکل واضح نہیں ہے کہ زیتون کے درخت امریکہ میں کیسے پہنچے، لیکن یہ واضح ہے کہ وقت کا فریم بہت بعد میں تھا، 1500–1700 کے دوران شمالی امریکہ کے ہسپانوی نوآبادکار 1500–1700 کی دہائی کے دوران یقینی طور پر بحراوقیانوس کے پار زیتون کے درخت لائے تھے اور جب کہ کچھ کو براہ راست اس خطے میں لایا گیا ہوگا جواب کیلیفورنیا ہے، زیتون کے درخت میکسیکو سے بھی اس خطے میں لائے گئے ہوں گے، جہاں کاشت کی جاتی ہے۔ ہسپانوی کی طرف سے پہلے سے ہی جاری تھا.

زیتون دنیا کی سب سے بڑی پھلوں کی فصلوں میں سے ایک ہے، دنیا بھر میں 25 ملین ایکڑ سے زیادہ زیتون کے درخت لگائے گئے ہیں۔ (دنیا بھر کی بنیاد پر، انگور، سیب، یا سنترے سے زیادہ مقدار میں زیتون پیدا ہوتے ہیں۔) اسپین تقریباً 6 ملین ٹن فی سال زیتون کا سب سے بڑا واحد پیدا کرنے والا ملک ہے۔ اٹلی تقریباً 3.5 ملین ٹن کے ساتھ دوسرے نمبر پر ہے، اس کے بعد یونان 2.5 ملین

کے ساتھ ہے۔ترکی اور شام زیتون کے اگلے بڑے پروڈیوسر ہیں۔ زیتون کی بحیرہ روم کی پیداوار کو سینکڑوں سال پرانا کہا جاتا ہے، جبکہ متعدد انفرادی درختوں کی عمر 2,000 سال بتائی جاتی ہے۔ کچھ معاملات میں اس کی سائنسی طور پر تصدیق کی گئی ہے۔ پرانے درختوں کی فصل کبھی کبھی بہت زیادہ ہوتی ہے، لیکن وہ شاذ و نادر ہی لگاتار دو سال اچھی طرح برداشت کرتے ہیں اور بہت سے معاملات میں ہر چھٹے یا ساتویں موسم میں بڑی فصل ہوتی ہے۔

جہاں زیتون کی کاشت احتیاط سے کی جاتی ہے وہاں درختوں کی باقاعدگی سے کٹائی کی جاتی ہے۔کٹائی پچھلے سال کی پھولوں والی ٹہنیوں کو محفوظ رکھتی ہے جبکہ درخت کو اتنا کم رکھتا ہے کہ پھل آسانی سے جمع ہو سکے۔

سیاہ زیتون کو پکانا

زیتون کی کاشت موسم خزاں اور سردیوں میں کی جاتی ہے۔ خاص طور پر شمالی نصف کرہ میں سبز زیتون کو ستمبر کے آخر سے نومبر کے وسط تک کاشت کیا جاتا ہے۔ سنہرے بالوں والے زیتون اکتوبر کے وسط سے نومبر کے آخر تک کاشت کیئے جاتے ہیں اور سیاہ زیتون نومبر کے وسط سے جنوری کے آخر یا فروری کے شروع میں بوئے جاتے ہیں۔ جنوبی یورپ میں فصل کی کٹائی موسم سرما میں کئی ہفتوں تک کی جاتی ہے لیکن ہر ملک میں موسم اور کاشت کے ساتھ وقت مختلف ہوتا ہے۔

آج زیادہ تر زیتون کی کٹائی شاخوں یا پورے درخت کو ہلا کر کی جاتی ہے۔ زمین پر پڑے زیتون کا استعمال خراب معیار کا تیل نقصان کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ ایک اور طریقہ میں سیڑھی پر کھڑے ہو کر زیتون کو کٹائی کرنے والے کی کمر کے گرد بندھی بوری میں زیتون جمع کرنا شامل ہے۔ یہ طریقہ اعلیٰ معیار کا تیل تیار کرتا ہے۔ تیسرا طریقہ ایک آلہ استعمال کرتا ہے جسے تیل کا جال کہا جاتا ہے جو درخت کے تنے کے گرد لپیٹتا ہے اور چھتری نما پھل جمع کرنے کے لئے کھلتا ہے جس سے کارکن پھل جمع کرتے ہیں۔ ایک اور طریقہ برقی آلے کا استعمال کرتا ہے، 'اولیویرا'، جس میں بڑے چمٹے ہوتے ہیں جو تیزی سے گھومتے ہیں، درخت سے پھل توڑتے ہیں۔ اس طریقے سے کاٹے گئے زیتون کو تیل کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

ٹیبل زیتون کی اقسام کی کٹائی زیادہ مشکل ہے کیونکہ کارکنوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ پھل کو نقصان نہ پہنچے۔ ٹوکریاں جو کارکن کے گلے میں لٹکتی ہیں۔ اٹلی، کروشیا اور یونان میں کچھ جگہوں پر زیتون کو ہاتھ سے کاٹا جاتا ہے کیونکہ یہ علاقہ مشینوں کے لیے بہت زیادہ پہاڑی ہے۔ نتیجے کے طور پر پھل کو زخم نہیں لگتا ہے جو ایک اعلی تیار شدہ مصنوعات کی طرف جاتا ہے .اس طریقہ کار میں شاخوں کو کاٹنا بھی شامل ہے جو مستقبل کی پیداوار کے لیے صحت مند ہے۔

عالمی پیداوار

زیتون دنیا میں سب سے زیادہ کاشت کی جانے والی پھلوں کی فصلوں میں

سے ایک ہے۔ 2011 میں تقریباً 9.6 ملین ہیکٹر رقبے پر زیتون کے درخت لگائے گئے تھے جو کہ سیب، کیلے یا آم کے لیے وقف زمین کے دو گنا سے زیادہ ہے۔ صرف ناریل کے درخت اور تیل کی کھجوریں زیادہ جگہ کا حکم دیتی ہیں۔ 1960 اور 1998 کے درمیان کاشت کا رقبہ 2,600,000 سے 7,950,000 ہیکٹر (6,400,000 سے 19,600,000 ایکڑ) تک تین گنا بڑھ گیا اور 2008 میں 10 ملین ہیکٹر تک پہنچ گیا۔

زیتون کے درخت انتہائی الرجک ہوتے ہیں، جن کی OPALS الرجی اسکیل کی درجہ بندی 10 میں سے 10 ہوتی ہے۔ اولیا یوروپیا بنیادی طور پر ہوا سے آلودہ ہوتا ہے اور ان کا ہلکا پھلکا جرگ دمہ کے لیے ایک مضبوط محرک ہے۔ ایک مشہور قسم "سوان ہل" بڑے پیمانے پر "الرجی سے پاک" زیتون کے درخت کے طور پر فروخت ہوتی ہے۔ تاہم یہ قسم کھلتی ہے اور الرجینک پولن پیدا کرتی ہے۔

30.4 - کھجور

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کو مخاطب کر کے فرمایا!

وَهُزِّىٓ إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَباً جَنِيّاً(25) فَكُلِى وَاشْرَبِى وَقَرِّى عَيْناً ☆(26)

(سورۃ مریم: 26-25)

اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پر تازہ تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی۔ تو کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو☆

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ککڑی تر کھجور کے ساتھ کھا رہے ہیں۔ سنن ابو داؤد میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چند تازہ کھجوروں سے افطار فرماتے پھر نمازِ مغرب پڑھتے۔ اگر تازہ کھجوریں نہ ہوں تو چھوہاروں سے افطار فرماتے اور اگر چھوہارے بھی میسر نہ ہوں تو پانی سے افطار فرماتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے مؤمن کی مثال کھجور کے درخت سے دی ہے جو مضبوطی سے اپنی جگہ پر جم کر کھڑا ہوتا ہے۔اس کے اندر بلندی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ہر لحاظ سے پسندیدہ درختوں میں شامل فرمایا ہے اور اس کے بے شمار

فائدے ہیں۔ وہ کھجور کا ہی درخت تھا جو رسول اللہ ﷺ کے فراق میں زار و قطار رویا تھا اور کھجور ہی کے درخت کے نیچے حضرت مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے موقعہ پر آئیں۔

کھجور شیریں اور گرم تر اور بے حد مفید پھل ہے۔ دل اور معدے کو تقویت پہنچاتی ہے، بادی پن اور بلغم کو کم کرتی ہے۔ کھجور جسم میں خون پیدا کرتی ہے، خون کی خرابیاں دور کرتی ہے، جسم اور قوتِ باہ کو تقویت پہنچاتی ہے۔ خشک کھانسی اور دمّہ میں مفید ہے لیکن قدرے قابض ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تازہ ککڑی اور کھجوریں ملا کر کھاتے تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ تربوز کے ساتھ کھجوریں کھایا کرتے تھے۔

صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے صبح کے وقت سات چھوہارے کھائے اور دوسرے الفاظ میں مدینہ کے سات چھوہارے کھانے کے بعد نہ اسے زہر نقصان دے گا اور نہ اس پر جادو کا اثر ہوگا۔ نہار منہ چھوہارے کھانے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے صبح کے وقت عجوہ کھجور کے سات دانہ کھا لئے اس کو اس دن زہر اور جادو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ سنن نسائی اور ابنِ ماجہ میں حضرت جابر اور حضرت ابو سعید خدری کی حدیث مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا! عجوہ کھجور جنت سے آئی ہے۔ یہ زہر کے لئے شفاء ہے اوراس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔

عرب ممالک میں کھجور کو غذا کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا اوراب بھی ان کی خوراک کا لازمی حصہ ہے۔ کھجور کی بے شمار قسمیں ہیں اور ہر قسم کی کھجور کا ذائقہ اور خواص مختلف ہیں۔ ایک ہی آب و ہوا اور ایک ہی زمیں سے پیدا ہونے والی کھجوروں میں فرق ہوتا ہے اسی میں انسان کے لئے اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مختلف درختوں اور پھلوں کا ذکر فرما کر انسان کو دو حکم دئے۔ پہلا حکم تو خود انسان کی خواہش اور نفس کے تقاضے کو پورا کرنے والا ہے یعنی ان درختوں اور کھیتیوں کے پھل جب پک کر تیار ہو جائیں تو کھاؤ۔ اس بات سے اشارہ فرمایا گیا ہے کہ ان تمام انواع واقسام کے درختوں کو پیدا کرنے سے پیدا کرنے والے مالک کو اپنی کوئی ضرورت پوری کرنا نہیں بلکہ تمہارے ہی فائدے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اس لئے تمہیں اختیار ہے کہ اس سے اپنی ضرورت پوری کرو اور فائدے اٹھاؤ۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے کہ درختوں کی شاخوں اور لکڑیوں میں سے پھل نکال لانا تمہارے بس کا کام نہیں تھا۔ یہ اللہ ہی کی قدرت سے نعمتیں پیدا ہوتی ہیں اور تمہیں دی جاتی ہیں کہ اس سے خود بھی فائدے اٹھاؤ اور اللہ کی دوسری مخلوق کو بھی اس کے فائدے پہنچاؤ۔ یعنی غریب غربا اور ضرورت مندوں کا بھی حصہ نکالو۔

(تفسیر معارف القرآن)

اطباء کا کہنا ہے کہ کھجور مکمل غذا ہے۔ اس میں وہ تمام اجزاء شامل ہیں جو ایک انسان کی خوراک کے لئے ضروری ہیں۔ کھجور کی یہ سب سے بڑی خوبی ہے کہ یہ پیدا ہونے سے لے کر سوکھ کر خشک ہونے تک کھانے کے قابل رہتی ہے۔ کھلی ہوا میں کھجور کو رکھا جائے تو یہ کبھی خراب نہیں ہوتی۔ اسی محفوظ اور ٹھنڈی جگہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

تاریخ میں کھجور

کھجوروں کا انسانی استعمال اتنا ہی پرانا ہے جتنا کہ خود تہذیب یا اس سے بھی پرانا ہے، جس کا آغاز 5000 سال یا اس سے زیادہ قبل میسوپوٹیمیا اور مشرق وسطیٰ کے دیگر لوگوں کے ذریعہ کھجوروں کی افزائش سے ہوا تھا۔ کھجور کا مشرق وسطیٰ کی تاریخ پر بڑا اثر تھا۔ اگر کھجور کا وجود نہ ہوتا تو "پرانی" دنیا کے گرم اور بنجر حصوں میں نسل انسانی کی توسیع بہت زیادہ محدود ہوتی۔ کھجور نے نہ صرف ایک توانائی والی خوراک فراہم کی جسے آسانی سے ذخیرہ کیا جا سکتا ہے اور صحراؤں کے لمبے سفر پر لے جایا جا سکتا ہے بلکہ اس نے صحرائی ہواؤں سے سایہ اور تحفظ فراہم کر کے لوگوں کے رہنے کے لیے ایک زیادہ قابل رہائش جگہ بھی بنائی ہے۔ اس کے علاوہ کھجور سے زرعی پیداوار اور گھریلو برتنوں میں استعمال کے لیے مختلف قسم کی مصنوعات بھی حاصل ہوتی تھیں اور عملی طور پر کھجور کے تمام حصوں کا ایک مفید مقصد ہوتا تھا۔ مشرق وسطیٰ میں کھجوروں کی ابتدائی اہمیت کو صحیفے میں دکھایا گیا ہے۔ ان کا تذکرہ بائبل میں 30 سے زیادہ مرتبہ اور قرآن میں 22 سے زیادہ مرتبہ آیا ہے۔

30.5 - انگور

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں چھ مقامات پر انگور کو ان نعمتوں میں شمار کیا ہے جو بندوں پر دنیا اور جنت دونوں جگھوں پر انعام کے طور پر دی گئی ہیں۔ انگور سب سے عمدہ پھل ہے اس کے بے شمار فائدے ہیں۔ یہ تازہ اور خشک دونوں طریقوں سے کھایا جاتا ہے۔ سبز اور پکا ہوا دونوں طرح سے استعمال ہوتا ہے۔ انگور پھل بھی ہے غذا بھی ہے دوا بھی ہے اور مشروب بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اس کا مختلف جگہ ذکر کیا ہے۔

وَمِنَ النَّخْلِ مِن طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِّنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهاً وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ

(سورۃ الانعام ۔ ۹۹)

اور کھجور کے گابھے میں سے لٹکتے ہوئے گچھے اور انگور کے باغات اور زیتون اور انار (بھی پیدا کئے جو کئی اعتبارات) سے آپس میں ایک جیسے لگتے ہیں اور (پھل، ذائقے اور تاثیرات) جداگانہ ہیں۔

وَفِي الأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَى بِمَاء وَاحِد

(سورۃ الرعد ۔ ۴)

اور زمین میں (مختلف قسم کے) قطعات ہیں جو ایک دوسرے کے قریب ہیں اور انگور کے باغات ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجور کے درخت ہیں،

جھنڈ داراور بغیر جھنڈ کے، ان (سب) کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے۔

يُنبِتُ لَكُم بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالأَعْنَابَ

وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ

(سورۃ النحل ۔ ۱۱)

(اللہ) اسی پانی سے تمہارے لئے کھیت اور زیتون اور کھجور اور انگور اور

ہر قسم کے پھل (اور میوے) اگاتا ہے۔

وَمِن ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ

سَكَراً وَرِزْقاً حَسَنا

(سورۃ النحل ۔ ٦٧)

اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم شکر اور (دیگر) عمدہ غذائیں بناتے ہو۔

وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا

فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ O

(سورۃ یٰس ۔ ۳۴)

اور ان میں ہم نے کھجوروں اور انگوروں کے باغات بنائے اور اس میں

ہم نے کچھ چشمے بھی جاری کردئے۔

حَدَائِقَ وَأَعْنَاباً O

(سورۃ النباء ۔ ۳۲)

(ان کے لئے) باغات اور انگور (ہوں گے)۔

اللہ تعالیٰ نے نباتات اور درختوں کی مختلف قسمیں اور ان کے فوائد اور پھلوں کی تحقیق میں اپنی قدرت کے حیرت انگیز کمالات کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے باغات میں پیدا ہونے والے درختوں کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک وہ جن کی بیلیں اوپر چڑھائی جاتی ہیں اور دوسری وہ جن کی بیلیں چڑھائی نہیں جاتیں۔ اس میں اپنی حکمت اور قدرت کی طرف اشارہ ہے کہ ایک ہی مٹی اور ایک ہی پانی اور ایک ہی فضا سے کیسے کیسے مختلف انداز کے پودے پیدا فرمائے ہیں۔ پھر ان کے پھلوں کی تیاری اور سرسبز و شادابی اور ان میں رکھے ہوئے ہزاروں خواص اور فوائد کے ساتھ کسی درخت کا مزاج ایسا بنا دیا کہ جب تک بیل اوپر نہ چڑھے اس میں پھل نہیں آتا اور آ بھی جائے تو بڑھتا نہیں سوکھ جاتا ہے، جیسے انگور۔ کسی کا مزاج ایسا بنایا کہ اس کی بیل کو اوپر چڑھانا چاہو تو نہ چڑھے اور اگر چڑھ بھی جائے تو اس کا پھل کمزور ہو جاتا ہے، جیسے خربوزہ، تربوز وغیرہ۔ بعض درختوں کو مضبوط تنوں پر کھڑا کر کے اتنا اونچا لے گئے کہ آدمی کی اختیار سے اتنا اونچا لے جانا ممکن نہ تھا۔ درختوں میں یہ فرق اتفاقی نہیں بلکہ بڑی حکمت سے پھلوں کے مزاج کو مدنظر رکھ کر ہے۔ بعض پھل زمین اور مٹی میں پڑے رہتے ہیں اور پکتے ہیں اور بعض پھلوں کو مٹی لگنا خراب کر دیتا ہے۔ بعض پھلوں کو اونچی شاخوں پر لٹک کر تازہ ہوا کھانا، سورج کی کرنوں اور ستاروں کی شعاؤں سے رنگ اور تازگی حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ہر ایک کے لئے قدرت نے اس کا مناسب انتظام کر رکھا ہے۔

(تفسیر معارف القرآن)

انگور کو پھلوں کی ملکہ کہا جاتا ہے۔ یہ چار رنگوں میں پائے جاتے ہیں، سبز، سرخ، کالے اور نیلے۔ انگور کی تمام اقسام صحت کے لئے مفید ہوتی ہیں اور اس کی خوشبو بھی بہت فرحت بخش ہوتی ہے۔ انگور میں مختلف ذائقے ہوتے ہیں۔ یہ میٹھے بھی ہوتے ہیں اور ترش بھی لیکن دونوں غذائیت سے بھرپور ہوتے ہیں۔ انگور تازہ اور خشک دونوں طرح سے استعمال کیا جاتا ہے۔ دونوں کی تاثیر میں فرق ہو جاتا ہے۔ انگور کا شربت صحت کے لئے بہت مفید ہوتا ہے۔ انگور مختلف جسامت میں پائے جاتے ہیں۔ یہ چھوٹے بھی ہوتے ہیں اور بڑے سائز کے بھی ہوتے ہیں۔ ان کی جسامت گول بھی ہوتی ہے اور بیضوی بھی ہوتے ہیں۔ انگور کے اندر بیج ہوتے ہیں اور بعض انگوروں کی قسم ایسی بھی ہوتی ہے کہ ان میں بیج نہیں ہوتے۔ مختلف قسم کے انگور مختلف قسم کے سرکہ اور شراب بنانے میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔

ماہرینِ علم الغذا کا خیال ہے کہ انگور میں ایک خاص قسم کا مادہ ہوتا ہے جو بہت جلد بدن کا جزو بن جاتا ہے اس لئے بدن کو فربہ کرنے کے لئے بہترین ہے۔ انگور دل، جگر اور معدے کے لئے بے حد مفید ہے۔ یہ تمام اعضائے رئیسہ کے لئے مفید ہے، خون صاف کرتا ہے، قبض کشا ہے اور خوراک کے ہضم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ جسم کو غیر معمولی قوت بخشتا ہے اس کا استعمال دماغی اور قلبی بیماریاں، جگر اور آنتوں کے امراض میں بہت مفید ہے۔ یونانی اطباء کے مطابق انگور بے شمار عمدہ خواص کا حامل پھل ہے۔ انگور کھانسی، نکسیر، آنکھوں کی خارش اور امراضِ زنانہ کے علاج میں فائدہ مند ہے۔ انگور کا استعمال مختلف ادویات میں بھی

ہوتا ہے۔ خاص طور پر جراثیم سے پھیلنے والے امراض، کینسر، اور بڑھاپے کے امراض میں اس کا استعمال بہت مفید ہے۔

انگور بہت خون پیدا کرتا ہے، خون صاف کرتا ہے اور جسم کو موٹا کرتا ہے۔ پیاس کو تسکین بخشتا ہے اور پیشاب لاتا ہے اور اس کی جلن دور کرتا ہے۔ قے، دست، کھٹی ڈکاریں اور ہچکی میں اس کا استعمال مفید ہے۔ آنکھوں کی خارش اور سرخی، دانتوں سے خون اور بدبو کا آنا اور یرقان میں فائدہ کرتا ہے۔ حلق، سینہ اور پھیپھڑوں کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ کھانسی میں فائدہ کرتا ہے۔ تمام اعضاء جسمانی کو تقویت بخشتا ہے۔

انگور منفرد ساخت اور میٹھے کا ایک مجموعہ ہے، کھٹے ذائقہ نے انگور کو کھانے کے درمیان ایک ہمیشہ سے مقبول ہونے کے ساتھ ساتھ پھلوں اور سبزیوں کے سلاد دونوں میں تازگی کا اضافہ کر دیا ہے۔

انگور چھوٹے گول یا بیضوی بیر کی طرح ہوتے ہیں جن میں گودا ہوتا ہے جو ہموار جلد سے بند ہوتا ہے۔ کچھ میں خوردنی بیج ہوتے ہیں جبکہ دیگر بیج کے بغیر ہوتے ہیں۔ بلو بیریز کی طرح، ایک حفاظتی، سفید رنگ کا پھول اکثر انگوروں کو ڈھانپتا ہے۔ انگور جو کہ کھائے جاتے ہیں یا کسی ترکیب میں استعمال ہوتے ہیں ان کو ٹیبل گریپس کہا جاتا ہے اور شراب بنانے میں انگور (استعمال ہوتے ہیں یا کشمش انگور (خشک میوہ بنانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں)۔

انگور کے بارے میں نیا اور فائدہ مند کیا ہے؟

اب خیال کیا جاتا ہے کہ انگور کے کئی (phytonutrients) فائٹو نیوٹر ینٹس لمبی عمر میں کردار ادا کرتے ہیں یہ قدرتی طاقتور مادہ ہوتا ہے۔ تحقیق کے اس شعبے میں فہرست میں سب سے اوپر ہے resveratrol یہ انگور کے بیجوں اور انگور کے گودے میں بھی ہوتا ہے۔ Resveratrol۔ عمر رسیدگی اور لمبی عمر کی تحقیق میں کم سے کم ممکنہ تعداد میں کیلوریز کے لیے زیادہ سے زیادہ غذائیت حاصل کرنے کی ہماری صلاحیت کا تعلق ہماری لمبی عمر سے ہے اور ہم اپنی کیلوریز کو زیادہ سے زیادہ کم کر سکتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ غذائیت حاصل کرتے ہوئے ہماری صحت مند عمر اور لمبی عمر کے امکانات اتنے ہی بہتر ہوتے ہیں۔

حالیہ مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ انگور کی کم جی آئی ویلیو بھی اس پھل کے بلڈ شوگر کے فوائد کا ایک اچھا اشارہ ہے۔ خون میں شوگر کا بہتر توازن، انسولین کا بہتر ضابطہ اور انسولین کی بڑھتی ہوئی حساسیت کو اب انگور کے رس، انگور کے عرق، اور انگور میں پائے جانے والے انفرادی فائٹو نیوٹر ینٹس کے استعمال سے منسلک کیا گیا ہے۔

اس بات کے نئے شواہد موجود ہیں کہ تصدیق شدہ نامیاتی انگور کی خریداری سے کیڑے مار ادویات کی باقیات سے کامیابی سے بچا جا سکتا ہے۔ بحیرہ روم کے اتجین سمندر کے علاقے میں 99 انگور کے باغوں کے ایک حالیہ مطالعے میں روایتی طور پر اگائے جانے والے ٹیبل انگور پر کیڑے مار دوا کی باقیات پائی گئیں، لیکن ان

انگوروں پر نا قابل شناخت ہونے کا عزم کیا گیا جو نامیاتی طور پر اگائے گئے تھے۔ یہ نیا ثبوت نامیاتی طور پر اگائے گئے انگوروں کو منتخب کرنے کے اضافی صحت کے فوائد کے بارے میں ہمارے اعتماد میں اضافہ کرتا ہے۔

صحت کے لئے انگور کے فوائد

صحت کے تحقیقی ادب میں انگور کی طرح چند پھلوں نے اتنی توجہ حاصل کی ہے۔ اس کی ایک وجہ دنیا بھر میں غذا میں ان کی وسیع پیمانے پر موجودگی ہوسکتی ہے۔ انٹارکٹیکا کے انگور زمین کے تمام براعظموں پر کاشت کیے جاتے ہیں اور بہت سے مختلف ممالک کے محققین نے اس خوراک میں خاص طور پر دلچسپی لی ہے۔ لیکن اس کی ایک بڑی وجہ انگوروں کی حیرت انگیز غذائیت کی ساخت شامل ہے۔ ہر سال ایسا لگتا ہے کہ صحت کے لیے معاون انگور کے غذائی اجزاء کی فہرست طویل ہوتی جا رہی ہے اور اس مقبول غذا کے ذریعہ فراہم کردہ بہت سے (phytonutrients) فائٹو نیوٹرینٹس کو برقرار رکھنا مشکل ہوسکتا ہے۔

اس کے علاوہ، غذائی اجزاء انگور میں ہارمون اور اینٹی آکسیڈ ینٹ میلاٹونن کے ساتھ ساتھ منفرد اولیگو پیپٹائڈس (چھوٹے پروٹین نما مالیکیول) بھی ہوتے ہیں جو اینٹی بیکٹیریل اور دیگر خصوصیات رکھتے ہیں۔

صحت کے لیے معاون فائٹو نیوٹرینٹس کی ان کی بہت زیادہ تعداد ہوتی ہے۔ یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ انگور ہمارے جسم کے بہت سے نظاموں کو متوقع

فوائد فراہم کرتے ہیں۔ انگور کی تحقیق میں فائدہ کے شعبوں میں قلبی نظام، نظام تنفس، مدافعتی نظام، سوزش کا نظام، خون میں شوگر کو مقررہ حد میں رکھنے کرنے کا نظام، اوراعصابی نظام شامل ہیں۔ خصوصی فائدے کا ایک اور شعبہ کینسر کی روک تھام ہے، جس میں چھاتی، پروسٹیٹ اور بڑی آنت کے کینسر کا خطرہ انگور کے انسداد کینسر کے فوائد کے سب سے زیادہ ممکنہ علاقوں کے طور پر ابھرتا ہے۔

انگور میں تیزابیت کی روک تھام کی صلاحیت

انگور میں اینٹی آکسیڈنٹ غذائی اجزاء کی دولت کچھ چونکا دینے والی ہے! ہمیں وٹامن سی اور مینگنیز جیسے روایتی اینٹی آکسیڈ ینٹ غذائیت فراہم کرنے کے علاوہ، انگور اینٹی آکسیڈ ینٹ فائٹو نیوٹرینٹس سے بھرے ہوتے ہیں اور انگور میں مختلف اینٹی آکسیڈ ینٹ غذائی اجزاء کی کل تعداد اچھی طرح سے رہتی ہے۔ (یہاں تک کہ انگور میں میلاٹونن ہارمون کی نشاندہی کی گئی ہے اور یہ اس کھانے کے ذریعہ فراہم کردہ اینٹی آکسیڈ ینٹ کے طور پر کام کرنے کے لئے جانا جاتا ہے۔) یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ بیج اور جلد میں اینٹی آکسیڈنٹس کی سب سے زیادہ مقدار ہوتی ہے۔ انگور کے گودے والے حصے میں کسی اینٹی آکسیڈنٹ کی زیادہ ارتکاز بیج یا جلد میں موجود ہونے کی نسبت بہت کم پایا جاتا ہے۔ اس وجہ سے انگور کے اینٹی آکسیڈ ینٹ پر صحت کی زیادہ تر تحقیق پورے انگور پر نہیں کی گئی ہے۔ اس کے بجائے یہ تحقیق انگور کی جلد، انگور کی جلد کے عرق، انگور کے بیج، انگور کے بیجوں کے عرق،

انگور کے عرق پر کی گئی ہے جس میں جلد اور بیج اور گودا ہوتا ہے۔ انگور کی جلد اور بیجوں میں اینٹی آکسیڈنٹس کی زیادہ مقدار کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمیں پورے انگور کو گودے سمیت کھانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں انگور کے مطالعے کو مجموعی طور پر علاج کرنے کی ضرورت ہے جیسا کہ زیادہ تر ممکنہ طور پر مضبوط قلیل مدتی اینٹی آکسیڈ ینٹ فوائد کی عکاسی کرتا ہے جو کہ پورے انگور کے قلیل مدتی استعمال سے وابستہ ہوگا۔

انگور یا انگور کے اجزاء کے ذریعہ فراہم کردہ اینٹی آکسیڈ ینٹ فوائد پر تحقیق میں درج ذیل نتائج شامل ہیں۔

انگور اور انگور کے اجزاء یہ کر سکتے ہیں:

۔ آکسیجن سے متعلق بعض خامیوں کو زیادہ فعال ہونے سے روکنے میں مدد کریں۔ ان انزائمز میں xanthine oxidase اور catalase شامل ہیں۔

۔ ہمارے خون میں گلوٹاتھیون (ایک اہم اینٹی آکسیڈ ینٹ غذائیت) کی سطح میں اضافہ کریں اور کم سے آکسیڈائزڈ گلوٹاتھیون (اینٹی آکسیڈ ینٹ کی صلاحیت کا ایک اہم پیمانہ) کے تناسب میں بھی اضافہ کریں۔

۔ سیل کی جھلیوں کو آزاد ریڈیکل نقصان سے بچانے میں مدد کریں۔

۔ ہمارے خون میں آکسیجن ری ایکٹو مالیکیولز کی کم سطح۔

۔ چربی کو کم کرتا ہے۔ تناؤ کے کم کرتا ہے۔

سوزش مخالف فوائد

ان کے مضبوط اینٹی آکسیڈ ینٹ کے ساتھ انگورہمیں اتنے ہی مضبوط اینٹی سوزش فوائد فراہم کرتے ہیں۔ ایک بار پھراس علاقے میں تحقیقی مطالعات میں شاذ ونادرہی پورے انگور کی خوراک شامل ہے بلکہ انگور کے اجزاء یا انگور کے عرق کی اضافی مقدار شامل ہے۔ پھر بھی، ہمارے پاس اس بات پر یقین کرنے کی ہر وجہ ہے کہ مکمل تازہ انگور شاید ایک ہی حد تک مختصر مدت کی صورت حال میں انہی سوزش کے فوائد پیش کرتے ہیں۔ یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ ہم زندگی بھر انگور سے لطف اندوز ہوسکتے ہیں۔ انگور کو مختلف طریقوں سے ضرورت سے زیادہ اور ناپسندیدہ سوزش کے ہمارے خطرے کو کم کرنے کا عزم کیا گیا ہے۔ بہت سے اشتعال انگیز پیغام رسانی کے مالیکیول انگور کے استعمال سے اپنی سرگرمی کی سطح کو کم کرسکتے ہیں۔

قلبی فوائد

انگور میں موجود اینٹی آکسیڈنٹس اور اینٹی سوزش مالیکیولز کا فائدہ حاصل کرنے کے لیے قلبی نظام سے بہتر کوئی جسمانی نظام نہیں ہے۔ ہمارے خون کے تمام خلیوں کو آکسیجن کے ممکنہ نقصان سے تحفظ کی ضرورت ہوتی ہے (خاص طور پر ہماری شریانوں میں جہاں ہمارے خون میں آکسیجن کی مقدار خاص طور پر زیادہ ہوتی ہے)۔ ہماری خون کی نالیوں کے استر کو بھی مضبوط اینٹی آکسیڈ ینٹ معاونت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارے قلبی نظام میں دائمی سوزش بھی قلبی امراض کی کئی اقسام

کے لیے ایک بنیادی تشویش ہے اور سوزش کے نظام کی سرگرمی کا بہترین ضابطہ ہے اور دیگر حالات کے خطرے کو کم کرنے میں خاص طور پر اہم ہے۔

انگور اور انگور کے اجزاء پر تحقیقی مطالعات میں درج ذیل تمام کارڈیو فوائد کا مظاہرہ کیا گیا ہے:

- بہتر بلڈ پریشر ریگولیشن، بشمول ہائی بلڈ پریشر میں کمی
  بہتر کل کولیسٹرول ریگولیشن، بشمول کل کولیسٹرول میں کمی اگر زیادہ ہو۔
- LDL کولیسٹرول کی سطح کو کم کرنا، LDL آکسیکرن میں کمی
- خون میں ردعمل آکسیجن مالیکیولز کی کم سطح
- خون کی نالیوں کی دیواروں سے خلیے کے چپکنے کا امکان کم ہو جاتا ہے۔
  پلیٹلیٹ سیلز کا ایک ساتھ کم جمع ہونا، جب نامناسب ہو۔
- ایسے حالات میں جہاں خون کی نالیوں کی دیواروں کو استر کرنے والے اینڈوتھیلیل سیلز سے نائٹرک آکسائیڈ کا بہتر اخراج
- خون میں سوزش کا بہتر ضابطہ
- خون میں گلوٹاتھیون کی سطح میں اضافہ

بلڈ شوگر کے فوائد

بلڈ شوگر ریگولیشن کے لحاظ سے تمام پھل برابر نہیں بنائے جاتے ہیں. تربوز، مثال کے طور پر 70-75 کی حد میں نسبتاً زیادہ صلاحیت رکھتا ہے اور اسے

ایسی غذا نہیں سمجھا جاتا جسے خون میں شکر کے توازن میں دشواری کا سامنا کرنے والے افراد آزادانہ طور پر کھا سکتے ہیں۔ انگور کے معاملے میں حالیہ مطالعات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انگور کی کم جی آئی ویلیو اس پھل کے بلڈ شوگر کے فوائد کا ایک اچھا اشارہ ہے۔ مطالعات نے اب انگور کی مقدار کو خون میں شکر کے بہتر توازن، انسولین کے بہتر ضابطے اور انسولین کی حساسیت میں اضافہ سے جوڑ دیا ہے۔ ہمیں شبہ ہے کہ انگور کا مضبوط فائٹو نیوٹر ینٹ مواد خون میں شوگر سے متعلقہ فوائد فراہم کرنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

لمبی عمر کے فوائد

انگور کے کئی فائٹو نیوٹریئنٹس لمبی عمر میں کردار ادا کر سکتے ہیں اور ہمیں بڑھاپے کے خلاف فوائد فراہم کر سکتے ہیں۔ صحت کے فوائد کے اس شعبے میں سب سے زیادہ مطالعہ فی الحال زیادہ تر انگور کی کھالوں میں، لیکن انگور کے بیجوں اور انگور کے گودے میں بھی تین جینوں کے اظہار کو بڑھاتے ہوئے دکھایا گیا ہے جو تمام لمبی عمر سے متعلق ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ کچھ محققین نے ان لمبی عمر والے جینز کو resveratrol کے ذریعے فعال کرنے اور کیلوری پر پابندی والی خوراک کے ذریعے ایکٹیویشن کے درمیان ایک متوازی دکھایا ہے۔ عمر رسیدگی اور لمبی عمر کی تحقیق میں کیلوریز کی کم سے کم تعداد کے لیے زیادہ سے زیادہ غذائیت حاصل کرنے کی ہماری صلاحیت کا تعلق ہماری لمبی عمر سے ہے اور ہم جتنی زیادہ غذائیت حاصل کرتے

ہوئے اپنی کیلوریز کو کم کر سکتے ہیں، ہمارے صحت مند عمر رسیدہ ہونے کے امکانات اتنے ہی بہتر ہوں گے۔

علمی فوائد

جانوروں کے ذریعہ تحقیق سے انگور کے عرق کی مقدار کے ساتھ ساتھ انسانوں کے ذریعہ انگور کے رس کی مقدار کے بارے میں کئی حالیہ مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ انگور ہمیں کچھ اہم علمی فوائد فراہم کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر کئی مہینوں کے دوران 1-2 کپ کی مقدار میں Concord انگور کے جوس کا روزانہ استعمال کیلیفورنیا کے زبانی سیکھنے کے ٹیسٹ میں مطالعہ کے شرکاء کے اسکور کو بہتر کرتا ہے۔

جانوروں پر دیگر مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ دماغ میں ری ایکٹو آکسیجن (ROS) کے زیادہ جمع ہونے کو انگور کے عرق کے استعمال سے روکا جا سکتا ہے۔ انگور کے عرق کے استعمال سے منفی مادے کم ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان ممکنہ فوائد کی تصدیق کے لیے بڑے پیمانے پر انسانی مطالعات کی ضرورت ہے لیکن ہم امید کرتے ہیں کہ مستقبل کی تحقیق میں ہماری علمی صحت کے لیے انگور کے فوائد کی تصدیق ہو جائے گی۔

انسداد کینسر کے فوائد

انگور کی اینٹی آکسیڈ ینٹ اور سوزش کی خصوصیات انہیں کینسر سے تحفظ کے

لیے قدرتی بناتی ہیں کیونکہ دائمی آکسیڈیٹیو تناؤ اور دائمی سوزش کینسر کی نشو ونما میں اہم عوامل ہو سکتے ہیں۔ اگر تناؤ زیادہ سے زیادہ ردعمل والے آکسیجن پر مشتمل مالیکیولز کے ذریعہ سیل کی ساخت اور خلیوں کے کام کو نقصان پہنچاتا ہے اور دائمی ضرورت سے زیادہ سوزش ہمارے خلیوں پر حاوی ہو جاتا ہے تو ہمارے خلیوں کے کینسر کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ ہمیں اینٹی آکسیڈ ینٹ اور سوزش کے خلاف بھرپور غذائی اجزاء فراہم کرنے ہوتے ہیں۔ انگور ہمیں دائمی آکسیڈیٹیو تناؤ اور دائمی سوزش کے اس خطرناک امتزاج سے بچنے میں مدد دے سکتے ہیں۔

انگور کے اجزاء اور کینسر پر تحقیق نے کینسر کی تین اقسام پر توجہ مرکوز کی ہے: چھاتی کا کینسر، بڑی آنت کا کینسر اور پروسٹیٹ کینسر۔ چھاتی کے کینسر کی صورت میں انگور کے فائٹو نیوٹریئنٹس جو تحقیق پر سب سے زیادہ توجہ حاصل کرتے ہیں۔ بڑی آنت کے کینسر کے لیے مزید تحقیق کی توجہ انگور کے فلیوونائڈز اور انگور کے اینتھو سیانز پر مرکوز کی گئی ہے۔(اس تحقیق کے رجحان کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ گہرے جامنی، سرخ اور سیاہ انگور بڑی آنت کے کینسر سے بچاؤ کے لیے سبز انگوروں کے مقابلے میں بہتر انتخاب ہو سکتے ہیں۔ انگوروں پر تحقیق میں ایک دلچسپ پیش رفت اور بڑی آنت کے کینسر کی روک تھام انگور کے اینٹی آکسیڈ ینٹ غذائی ریشہ پر مطالعہ شامل ہے۔ اگرچہ GADF ایک ملکیتی پروڈکٹ ہے جو بالآخر بازار میں غذائی ضمیمہ کے طور پر فروخت کی جا سکتی ہے لیکن یہ خیال کہ انگور کے ریشہ اور انگور کے اینٹی

آکسیڈنٹس ہماری بڑی آنت کو خصوصی معاونت فراہم کرنے کے لیے یکجا ہوتے ہیں۔ ایک صحت مند بڑی آنت کے لیے فائبر کی بہت ضرورت ہے اور انگور ہمیں ہر 60 کیلوریز میں تقریباً 1 گرام فائبر فراہم کرتے ہیں۔ اینٹی آکسیڈ ینٹ کی بھی ضرورت ہے اور انگور اینٹی آکسیڈ ینٹ کے زمرے میں مضبوط ہوتے ہیں۔ یہ اینٹی آکسیڈ ینٹ پلس فائبر کا امتزاج انگوروں پر صحت کی تحقیق میں بڑی آنت کے کینسر کی روک تھام کی ایک وجہ ہے۔ پروسٹیٹ کینسر کے علاقے میں انگور کی کینسر مخالف خصوصیات پر تحقیق میں اسٹیلبینز (بشمول ریسویراٹرول) سب سے زیادہ توجہ مرکوز کیے گئے ہیں۔

تفصیل

اس پودے کی تقریباً 60 مختلف انواع ہیں اور ان 60 انواع کے اندر، لفظی طور پر ہزاروں انگور کی اقسام ہیں۔ ٹیبل انگور کی قسمیں اکثر سائز میں بڑی ہوتی ہیں، ان کو بیج کے بغیر پھیلایا جاتا ہے اور نسبتاً پتلی کھالیں ہوتی ہیں۔ شراب کے انگور عام طور پر سائز میں چھوٹے ہوتے ہیں، ان میں بیج ہوتے ہیں اور نسبتاً موٹی کھالیں ہوتی ہیں۔ انگور کی تمام اقسام مختلف رنگوں میں آتی ہیں۔ جبکہ سبز، سرخ اور سیاہ امریکہ میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والی رنگ کی اقسام ہیں۔ انگور کے رنگوں میں امبر، پیلا، نیلا سیاہ، کرمسن، گلابی اور جامنی بھی شامل ہیں۔(اگرچہ آپ انگور کے حوالے سے استعمال ہونے والے رنگ "سفید" کو بھی سن سکتے ہیں، لیکن "سفید انگور" دراصل سبز رنگ کے ہوتے ہیں۔)

جب کہ ہم اکثر بحیرہ روم کے بارے میں تمام انگوروں کے گھر کے بارے میں سوچتے ہیں، یہ حیرت انگیز کھانا دراصل ایشیا، افریقہ اور شمالی امریکہ کے علاقوں سمیت دنیا کے بہت سے حصوں کا ہے۔ نباتاتی نقطہ نظر سے سب سے زیادہ کاشت کی جانے والی میز اور شراب کے انگوروں میں سے ایک Vitis vinifera (Common Grape Vine) ہے اور اس انگور کی کئی ہزار اقسام پورے یورپ میں موجود ہیں۔ ریاستہائے متحدہ میں، Vitis انگور کی مقامی نسلوں میں Vitis labrusca (جس میں Concord انگور شامل ہے) اور Vitis rotundifolia (جس میں muscadine انگور شامل ہیں) شامل ہیں۔

ایشیا میں ایک مقامی انگور جس کی بڑے پیمانے پر کاشت کی جاتی ہے وہ ہے وِٹس ایموریئس (امور انگور)۔ تجارتی نقطہ نظر سے دنیا بھر سے انگور کی اقسام کو اب ذائقہ، ساخت اور ماحولیاتی موافقت کے منفرد امتزاج کے لیے ہائبرڈائز کیا گیا ہے۔ بغیر بیج کے انگوروں اور ان کی پیداوار کے بارے میں خاص طور پر انٹرنیٹ پر کافی الجھن پائی جاتی ہے۔ بہت سی ویب سائٹس غلطی سے یہ فرض کر لیتی ہیں کہ بغیر بیج کے انگور کو جینیاتی طور پر تبدیل کیا گیا ہے۔ اگرچہ زرعی محققین یقینی طور پر جینیاتی طور پر تبدیل شدہ انگور کی اقسام کو تلاش کر رہے ہیں اور جب کہ جینیاتی طور پر انجینئرڈ (GE) انگور موجود ہیں وہ بازار میں بہت کم ہیں۔ انگور کی کچھ بغیر بیج والی قسمیں قدرتی تغیرات کا نتیجہ ہیں اور ان اقسام کو تجارتی پیداوار کی اجازت دینے کے لیے

نباتاتی طور پر پھیلایا جاسکتا ہے۔ انگور کی دوسری قسمیں بغیر بیج کے پھل پیدا کریں گی اگر جرگن کو روک دیا جائے۔ اب بھی بغیر بیج کے انگور کی دوسری قسمیں کراس بریڈنگ یا گرافٹنگ کے ذریعے تیار کی جاسکتی ہیں۔ ان طریقوں میں سے کسی میں بھی انگور کے پودے کے جینیاتی مواد کی براہ راست ہیرا پھیری شامل نہیں ہے۔ بہت سے کھانے کے ساتھ ایک تصدیق شدہ قسم خریدنا آپ کے جینیاتی طور پر تبدیل شدہ قسم سے بچنے کے بہترین طریقوں میں سے ایک ہے۔ انگور کے معاملے میں اگرچہ ہم مختلف وجوہات کی بناء پر نامیاتی ورژن کی سختی سے سفارش کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ کیا آپ روایتی طور پر اگائی جانے والی اقسام خرید رہے ہیں۔

کشمش

کشمش انگوروں کو پانی کی کمی کے عمل سے تیار کیا جاتا ہے جس میں یا تو سورج کی گرمی یا تندور کے خشک ہونے کا میکانکی عمل شامل ہوتا ہے۔ کشمش کی سب سے مشہور اقسام میں سلطانہ، ملاگا، مونوکا، زانٹ کرینٹ، مسقط اور تھامسن سیڈلیس شامل ہیں۔

اگرچہ کشمش کھانے کے صحت مندترین طریقے میں ایک اچھا اضافہ ہوسکتا ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ انہیں انگور کے متبادل کے طور پر نہ دیکھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پانی کی کمی نہ صرف انگور کے پانی کی مقدار کو کم کرتی ہے بلکہ ان میں چینی اور کیلوریز کی مقدار کو بھی بڑھاتی ہے۔ ان تبدیلیوں کے ساتھ انگور اپنی غذائیت سے

محروم ہو جاتے ہیں۔ کشمش کے ہر اونس میں آپ کو انگور کے ایک اونس میں ملنے والی چینی اور کیلوریز سے چار گنا زیادہ مقدار میں ملتی ہے حالانکہ آپ کو مزید وٹامن نہیں مل رہے ہیں اور معدنیات مزید برآں اگرچہ کشمش کو انگور سے بنایا جاتا ہے۔

کشمش ناشتے، اناج، سلاد اور دیگر ترکیبوں میں صحت بخش حصہ ڈال سکتی ہے۔ انہیں اعتدال میں کھانا بہتر ہے، اس لیے کہ ایک چوتھائی کپ میں 100 سے زیادہ کیلوریز ہوتی ہیں اور کشمش کے لیے گلیسیمک انڈیکس کی درجہ بندی کم ہونے کے بجائے درمیانی ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں آپ کو اتنی ہی تعداد میں کیلوریز کے لیے انگور کے ایک مکمل کپ سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملتا ہے جس میں انگور کم گلیسیمک انڈیکس کھانے کے طور پر کوالیفائی کرتے ہیں۔

تاریخ

انگور کی ایک طویل تاریخ ہے۔ شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی کاشت ایشیا میں 5000 قبل مسیح میں ہوئی تھی۔ انگور نے بائبل کی متعدد کہانیوں میں بھی ایک کردار ادا کیا، جسے "بیل کا پھل" کہا جاتا ہے۔ قدیم مصری تدفین کے مقبروں میں انگوروں کی تصویر بھی ہیروگلیفکس میں دی گئی تھی۔ قدیم یونانی اور رومن تہذیبوں کے دوران انگوروں کو شراب بنانے میں ان کے استعمال کی وجہ سے عزت دی جاتی تھی...

اگرچہ انگور کے بارے میں جانا جاتا ہے کہ بہت سے براعظموں میں یورپ، ایشیا، افریقہ اور شمالی امریکہ سمیت سفر اور تلاش (ایک ساتھ مل کر اس کھانے اور اس کی شراب کے لئے ثقافتی شوق کے ساتھ) دنیا بھر میں مقامی انگوروں کی نقل وحمل کا باعث بنی۔ انگور ریاستہائے متحدہ میں 17 ویں صدی کے اوائل میں جنوب مغرب میں ہسپانوی مشنوں میں لگائے گئے تھے۔ انہیں کیلیفورنیا کی وسطی وادی میں ایک دیرپا گھر بھی ملا جہاں آب وہوا اور انگور کا شکار کرنے والے کیڑوں کی نسبتاً غیر موجودگی نے ان کی پیداوار میں مدد کی۔

دنیا بھر میں تقریباً 30,000 مربع میل زمین پر انگور لگائے جاتے ہیں جس کے نتیجے میں انگور کی سالانہ پیداوار 150 ٹریلین پاؤنڈ ہوتی ہے۔ پانچ ممالک میں انگور کی پیداوار — اٹلی، چین، اسپین اور فرانس — تمام تجارتی پیداوار کا تقریباً نصف حصہ ہے اور پوری دنیا کے انگور کے باغات کا تقریباً ایک تہائی تین ممالک اٹلی، اسپین اور فرانس میں پائے جاتے ہیں۔ دیگر اہم انگور پیدا کرنے والے ممالک میں ترکی، چلی، ارجنٹائن، ایران، جنوبی افریقہ اور آسٹریلیا شامل ہیں۔

انگور کیسے منتخب کریں اور اسٹور کریں:

اینٹی آکسیڈنٹس کی زیادہ مقدار کے ساتھ بہترین چکھنے والے انگوروں کے لیے ان کا انتخاب کریں جو مکمل طور پر پک چکے ہوں۔ مکمل طور پر پکے ہوئے انگور

بولڈ اور جھریوں سے پاک ہوتے ہیں۔ انہیں برقرار رہنا چاہئے، صحت مند نظر آنے والے تنے سے مضبوطی سے منسلک ہونا چاہئے اور رس نہیں نکلنا چاہئے۔ اس کے ارد گرد کے حصے کا رنگ باقی انگور جیسا ہونا چاہیے۔انگور کی مٹھاس کا اندازہ لگانے کا ایک طریقہ ان کے رنگ سے ہے۔

سبز انگور درمیانے میٹھے ہوتے ہیں، سرخ انگور بہت میٹھے ہوتے ہیں اور نیلے سیاہ انگور سب سے کم میٹھے ہوتے ہیں۔ سبز انگور کی رنگت ہلکی پیلی ہونی چاہیے، سرخ انگور زیادہ تر سرخ ہونے چاہئیں جب کہ جامنی اور نیلے سیاہ انگور گہرے اور رنگ میں بھرپور ہونے چاہئیں۔

چونکہ انگور کمرے کے درجہ حرارت پر خراب اور خمیر ہونے کا رجحان رکھتے ہیں انہیں ہمیشہ ریفریجریٹر میں رکھنا چاہیے۔ بغیر دھوئے ہوئے انگوروں کو کاغذ کے تولیے میں ڈھیلے لپیٹیں اور انہیں کسی ایئر ٹائٹ کنٹینر یا پلاسٹک بیگ میں رکھیں۔ اس طرح وہ ریفریجریٹر میں 5 دن تک تازہ رہیں گے۔

انگور کی تیاری کے لیے نکات

انگوروں کو کسی ترکیب میں استعمال کرنے یا استعمال کرنے سے پہلے ٹھنڈے بہتے پانی کے نیچے دھونا چاہیے۔ دھونے کے بعد یا تو انگوروں کو برتن سے نکال دیں یا آہستہ سے تھپتھپا کر خشک کریں۔ اگر آپ ایک وقت میں پورا گچھا نہیں کھا رہے ہیں تو انگور کے چھوٹے چھوٹے گچھے کو تنے سے الگ کرنے کے لیے

انفرادی انگور کو ہٹانے کے بجائے قینچی کا استعمال کریں۔ اس سے تنے کو خشک ہونے سے بچا کر باقی انگوروں کو تازہ رکھنے میں مدد ملے گی۔

اگرچہ کچھ ترکیبیں چھلکے ہوئے انگوروں کو کہتے ہیں یہ دیکھنے کے لیے ترکیب کا جائزہ لیں کہ کیا جلد کو شامل کرنے سے ذائقہ اور ساخت میں بہت زیادہ تبدیلی آئے گی کیونکہ انگور کی جلد میں پھلوں کے بہت سے اہم غذائی اجزاء ہوتے ہیں۔ اگر نسخہ کی وجہ سے جلد کو برقرار رکھنا قابل اعتراض نہیں ہے تو ہم تجویز کرتے ہیں کہ آپ ہمیشہ جلد کو اس کی غذائیت کی وجہ سے شامل کریں۔ اگر آپ چھلے ہوئے انگور استعمال کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں تو امریکی اقسام کو استعمال کرنا آسان ہے کیونکہ ان کی جلد زیادہ آسانی سے گودا سے دور ہو جاتی ہے۔

انگور تیار کرنے کا صحت مند ترین طریقہ

انگور اپنے غذائی اجزاء کی زیادہ سے زیادہ مقدار اور ان کا زیادہ سے زیادہ ذائقہ برقرار رکھتے ہیں جب انہیں تازہ کھایا جاتا ہے اور پکا ہوا نسخہ نہیں بنایا جاتا ہے۔ 350°F / 175°C کے بیکنگ میں استعمال ہونے والا کھانا پکانے کا درجہ حرارت اس حیرت انگیز پھل میں پائے جانے والے کچھ منفرد اور نازک فائٹو نیوٹرینٹس کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔

چند فوری تیار ڈش

انگور کسی بھی پھل کے سلاد میں ایک شاندار اضافہ ہے۔ بہتر بصری اثر کے لیے انگور کی چند مختلف اقسام کے استعمال پر غور کریں۔

- ترکیب میں تازہ انگور شامل کر کے اپنے سالن کو پھل دار پنچ دیں۔
- مخلوط سبز سلاد میں انگور شامل کریں۔
- انگور کو پنیر کے ساتھ ناشتے کے طور پر یا سبز سلاد کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

انفرادی خدشات

اگر آپ صحت کے فوائد کے لیے انگور کا رس پی رہے ہیں تو انگور کے "مشروبات" کے لیبل والی مصنوعات سے پرہیز کریں۔ یہ اکثر اصلی انگور کے رس کے ساتھ ایک نقلی اعلی چینی والی مصنوعات ہوتی ہے۔

30.6 - انار

قرآنِ کریم میں جنت کی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ (68) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (69)

(سورۃ الرحمٰن: 69 ۔ 68)

ان میں میوے اور کھجوریں اور **انار** ہیں۔٦٨۔تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟٦٩

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے موقوفاً و مرفوعاً روایت ہے کہ تمہارا یہ انار جہاں کہیں بھی ہے یہ جنت کے دانہ سے قلم لگایا ہوا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ انار کو اس کے بیج کے باریک چھلکے کے ساتھ کھاؤ اس لئے کہ یہ معدے کی صفائی کرتا ہے۔ (مسند احمد: 22726)

انار سرد تر اور قدرے قبض کرنے والا پھل ہے۔ یہ معدے اور جگر کی کمزوری دور کر کے اسے طاقت بخشتا ہے۔ ترش انار سرد خشک ہوتا ہے جو معدہ و جگر کی گرمی اور سینے کی سوزش کو دور کرتا ہے۔ انار کا خشک دانہ بے شمار امراض کے علاج میں استعمال ہوتا ہے۔

انار وہ پھل ہے جس کا شمار دنیا کے قدیم ترین پھلوں میں ہوتا ہے۔ پچھلی قوموں میں انار کو معاشرتی اور مذہبی طور پر بہت اہمیت حاصل تھی۔ اس کا اصل وطن

ایران بتایا جاتا ہے۔ اس کا شمار فرحت بخش اور صحت افزا پھلوں میں ہوتا ہے۔ انار کی مختلف اقسام ہوتی ہیں۔ اس کا دانہ سرخ اور سفید رنگوں میں پایا جاتا ہے۔ انار تازہ اور خشک دونوں طرح سے کھایا جاتا ہے اور دونوں کے الگ الگ فوائد ہیں۔ خشک انار کا دانہ مختلف ادویات میں استعمال ہوتا ہے۔ خاص طور پر کینسر اور دل کے امراض۔ خواتین کے چھاتی کے امراض اور مثانے کے امراض میں انار معجزاتی اثرات دکھاتا ہے۔ خون کی کمی کو پورا کرتا ہے اور ہڈیوں کو مضبوط کرتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی بہت سی بیماریوں کا علاج اس سے کیا جاتا ہے۔ یہ عموماً سردیوں کے موسم میں پایا جاتا ہے۔ انار کا جوس بہت فرحت بخش اور صحت کے لئے مفید ہے۔ یہ خون کی بند شریانیں کھولتا ہے اور خون میں کولسٹرول کو اعتدال میں رکھتا ہے۔ انار میں اس کے دانے جس ترتیب سے رکھے ہوتے ہیں وہ قدرت کا ایک شاہکار ہے۔

انار کا درخت تقریباً پندرہ سے بیس فٹ اونچا ہوتا ہے۔ اس کے پتے سبز ہوتے ہیں اور شکل میں نیزے سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اس درخت کو سرخ نارنجی رنگ کے پھول لگتے ہیں۔ ان پھولوں کے رنگ اور شکل اتنی خوبصورت ہوتی ہے کہ لوگوں میں انہی کی مشابہت کی وجہ سے ایک رنگ گلنار مشہور ہوگیا۔ یہ پھول گرم اور خشک موسم میں پھل بنتے ہیں۔ پاک و ہند میں اس کی بارہ (12) اقسام پائی جاتی ہیں جن کو مسقطی، بہی دانہ، قندھاری، وانگا، چیہو، سیہوانی، سندھی سیہوانی، جیسلمیری، سندھی جیسلمیری، کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔

انار کھانے سے قبض پیدا ہوتا ہے مگر نہایت لطیف اور ہلکا ہوتا ہے ایسا نہیں کہ طبیعت پر گراں گزرے۔ معدے میں سوزش ہو تو اسے دور کرتا ہے۔ پیشاب آور ہے صفراء کو تسکین دیتا ہے۔ قے کو روکتا ہے اور اسہال کو بند کرتا ہے۔ جگر کی حدت کو بجھا کر ختم کرتا ہے۔ جسم کے تمام اعضاء کو قوت دیتا ہے۔ دل کی پرانی بیماریوں کو آرام دیتا ہے اور معدے کے منہ کی تکلیف کو دور کرتا ہے۔ انار پیٹ کو نرم رکھتا ہے۔ دل اور جگر کو قوت بخشتا ہے، پرانی کھانسی، استسقاء، یرقان، اور سینہ کے درد میں فائدہ کرتا ہے۔ جس کی جلد سے بار بار خون نکل آتا ہو یا بواسیر سے خون بہتا ہو اسے انار کے دانے فائدہ دیتے ہیں۔ انار کے پتوں کا پانی ناک میں ڈالنے سے نکسیر بند ہو جاتی ہے۔ جنت میں پائی جانے والی نعمتوں کی فہرست میں انار کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔

انار

انار کا آبائی علاقہ ایران سے شمالی ہندوستان میں ہمالیہ تک ہے اور قدیم زمانے سے ہی بحیرہ روم کے علاقے میں اس کی کاشت کی جاتی تھی اور اسے قدرتی بنایا جاتا تھا۔ اس کی کاشت پورے ہندوستان اور جنوب مشرقی ایشیا، ملائیشیا، ایسٹ انڈیز اور افریقہ کے خشک حصوں میں کی جاتی ہے۔ ہسپانوی آبادکاروں نے 1769 میں اس درخت کو کیلیفورنیا میں متعارف کرایا۔ اس ملک میں یہ اپنے پھلوں کے لیے بنیادی طور پر کیلیفورنیا اور ایریزونا کے خشک حصوں میں اگایا جاتا ہے۔

انار نیم خشک معتدل آب و ہوا کو ذیلی آب و ہوا پر ترجیح دیتے ہیں اور قدرتی طور پر ٹھنڈی سردیوں اور گرم گرمیوں والے علاقوں میں موافق ہوتے ہیں۔ مرطوب آب و ہوا پھل کی تشکیل کو بری طرح متاثر کرتی ہے۔ درخت 12°F سے کم درجہ حرارت سے شدید زخمی ہوسکتا ہے۔ امریکہ میں انار شمال سے باہر جنوبی یوٹاہ اور واشنگٹن ڈی سی تک اگائے جا سکتے ہیں لیکن ان علاقوں میں شاذ و نادر ہی پھل لگتے ہیں۔ درخت باغوں میں اچھی طرح پھل دیتے ہے اور کبھی کبھی گرین ہاؤس میں بھی پھل دیتے ہیں۔

افزائش کی عادتیں:

انار ایک صاف ستھرا، گول جھاڑی یا چھوٹا درخت ہے جو 20 یا 30 فٹ تک بڑھ سکتا ہے، لیکن اس کی اونچائی عام طور پر 12 سے 16 فٹ تک ہوتی ہے۔ بونے کی قسمیں بھی مشہور ہیں۔ لیکن بعض علاقوں میں پتے درخت پر برقرار رہیں گے۔ تنے پر سرخ بھوری چھال ہوتی ہے جو بعد میں بھوری ہو جاتی ہے۔ شاخیں سخت، کونیی اور اکثر کانٹے دار ہوتی ہیں۔ بنیاد سے چوسنے کا ایک مضبوط رجحان ہوتا ہے۔ انار لمبی عمر کے بھی ہوتے ہیں۔ یورپ میں ایسے نمونے موجود ہیں جن کی عمر 200 سال سے زیادہ ہے۔ تاہم انار کی طاقت تقریباً 15 سال بعد کم ہو جاتی ہے۔

پتے:

انار میں چمکدار، چمڑے کی طرح کے پتے ہوتے ہیں جو تنگ اور لانس کی شکل کے ہوتے ہیں۔

پھول:

پرکشش سرخ رنگ کے، سفید یا مختلف رنگ کے پھول ایک انچ سے زیادہ کے آر پار ہوتے ہیں اور ان میں 5 سے 8 پسی ہوئی پنکھڑیاں اور ایک سرخ، مانسل، نلی نما کیلیکس ہوتا ہے، جو پھل پر برقرار رہتا ہے۔ پھول تنہا ہو سکتے ہیں یا شاخوں کے سروں پر دو اور تین میں گروپ کر سکتے ہیں۔ انار خود رو ہونے کے ساتھ ساتھ کیڑے مکوڑوں کے ذریعے افزائش کرتا ہے۔ افزائش پھلوں کے سیٹ کو بڑھاتا ہے۔ ہوا کی آلودگی غیر معمولی ہوتی ہے۔

پھل:

تقریباً گول 2-1 /2 سے 5 انچ چوڑے پھل کے اوپر ایک تاج ہوتا ہے۔ سخت جلد عام طور پر ہلکے یا گہرے گلابی یا بھرپور سرخ کے ساتھ پیلے رنگ کی ہوتی ہے۔ جھلیوں والی دیواریں اور سفید، ملائم، کڑوے بافتوں میں میٹھے تیزاب، رسیلے، سرخ، گلابی یا سفید گودے سے بھری تھیلیوں ہوتی ہیں جو حصے کو الگ کرتے ہیں۔ ہر تھیلی میں ایک کونیی، نرم یا سخت بیج ہوتا ہے۔ بہترین ذائقہ

حاصل کرنے کے لیے پھل کی مدت کے دوران زیادہ درجہ حرارت ضروری ہے۔ انار پودے لگنے کے بعد 1 سال میں پھل دینا شروع کرسکتا ہے، لیکن 2-1 / 2 سے 3 سال زیادہ عام ہے۔ مناسب حالات میں پھل کھلنے کے 5 سے 7 ماہ بعد پک جانا چاہیے۔

ثقافت

مقام: اناروں کو بہترین پھل کے لیے صحن یا باغ کے سب سے زیادہ دھوپ والے گرم ترین حصے میں رکھنا چاہیے، جہاں وہ بڑھیں گے اور جزوی سایہ میں دیں گے۔ انار کے پر کشش پودوں، پھولوں اور پھلوں کے ساتھ ساتھ اس کا چھوٹا سائز اسے ایک بہترین زمین کی تزئین کا پودا ہوتا ہے۔

مٹی: انار اچھی طرح سے نکاسی والی عام مٹی میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے، لیکن یہ کھاری یا تیزابی مٹی کے ساتھ ساتھ چٹان سے پھیلی بجری پر بھی پھلتا پھولتا ہے۔

آبپاشی: ایک بار قائم ہونے کے بعد انار کافی خشک سالی کا سامنا کر سکتے ہیں لیکن اچھے پھل کی پیداوار کے لیے انہیں آبپاشی کرنا ضروری ہے۔ نئے پودے لگانے کے لیے انہیں خشک موسم میں ہر 2 سے 4 ہفتے بعد پانی پلایا جانا چاہیے۔ پودے معتدل نمکین پانی اور مٹی کے حالات کو برداشت کرتے ہیں۔

کھاد ڈالنا: مغرب میں درختوں کو پہلے دو چشموں میں 2 سے 4 آونس امونیم سلفیٹ یا دیگر نائٹروجن کھاد دی جاتی ہے۔ اس کے بعد بہت کم کھاد کی ضرورت ہوتی ہے حالانکہ پودے کو کھاد یا دیگر کھاد کے سالانہ ضرورت ہوتی ہے۔

کٹائی: جب پودے تقریباً 2 فٹ اونچے ہوں تو انہیں کاٹ دینا چاہیے۔ اس مقام سے چار یا پانچ ٹہنیاں لگنے دیں جو پودے کو اچھی طرح سے متوازن رکھنے کے لیے تنے کے گرد یکساں طور پر تقسیم کی جائیں۔ ان کو زمین سے تقریباً 1 فٹ شروع ہونا چاہیے، ایک مختصر لیکن اچھی طرح سے متعین تنا ہونے تک کوئی بھی ٹہنیاں جو اوپر یا نیچے دکھائی دیتی ہو تو اس کو ہٹا دینا چاہیے، جیسا کہ کوئی چوسنے والا ہونا چاہیے۔ چونکہ پھل صرف نئی نشو ونما کے اشارے پر ہی پیدا ہوتے ہیں، اس لیے یہ سفارش کی جاتی ہے کہ پہلے 3 سالوں کے لیے شاخوں کو ہر سال منصفانہ طور پر چھوٹا کیا جائے تا کہ ہر طرف زیادہ سے زیادہ نئی ٹہنیاں پیدا ہو سکیں، بہت زیادہ نشو ونما کو روکا جائے اور ایک مضبوط اچھی طرح سے درخت کو تیار کیا جا سکے۔ پودا کے تیسرے سال کے بعد صرف چوسنے والی اور مردہ شاخیں ہٹا دی جاتی ہیں۔

پھیلاؤ: انار کو بیج سے اگایا جا سکتا ہے لیکن صحیح نہیں ہو سکتا۔ کٹنگ آسانی سے جڑ جاتی ہے اور ان سے پودے تقریباً 3 سال بعد پھل دیتے ہیں۔ نئے پودے بونے کے لئے بارہ سے 20 انچ لمبی ٹہنیاں سردیوں میں پختہ، ایک سال پرانی لکڑی سے لی جائیں۔ پتوں کو ہٹا دیا جانا چاہئے اور ٹہنیوں کو جڑ دینے والے ہارمون کے ساتھ علاج کیا جانا چاہئے اور ان کی لمبائی تقریبا دو تہائی مٹی میں یا کسی دوسرے

گرم جڑ کے درمیانے درجے میں ڈالنا چاہئے ۔پودے ہوا کی تہوں والے بھی ہو سکتے ہیں لیکن گرافٹنگ شاذ و نادر ہی کامیاب ہوتی ہے۔

کیڑوں اور بیماریاں: انار نسبتاً زیادہ تر کیڑوں اور بیماریوں سے پاک ہوتے ہیں۔ معمولی مسائل پتوں اور پھلوں کے داغ اور پتوں کو سفید مکھیوں، رس چوسنے والے کیڑے، سرسریاں اور نقصان دہ کیڑوں سے نقصان پہنچتا ہے۔ گلہری اور چوھے شاذ و نادر ہی جڑوں کو پریشان کرتے ہیں لیکن ہرن ان پودوں کو بہت شوق سے کھاتے ہیں۔

فصل: پھل اس وقت پک جاتے ہیں جب ان کا ایک مخصوص رنگ ہو جاتا ہے اور ٹیپ کرنے پر دھاتی آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھلوں کو پختگی سے پہلے چن لینا چاہیے جب وہ کھلنے لگتے ہیں، خاص طور پر جب بارش میں۔ انار طویل ذخیرہ کرنے میں سیب کے برابر ہے۔ یہ 32° سے 41°F کے درجہ حرارت پر بہترین طور پر برقرار رہتا ہے اور اس درجہ حرارت کی حد کے اندر اور 80 سے 85 فیصد انار نمی کے بغیر سکڑنے یا خراب ہونے کے 7 ماہ کی مدت تک رکھا جا سکتا ہے۔ پھل ذخیرہ کرنے میں بہتری لاتے ہیں، رس دار اور ذائقے دار بن جاتے ہیں۔

انار کے پھل کے دانے اس کی چھلی میں سے ہاتھ سے نکال کر کھائے جاتے ہیں اور چھلی سمیت کھانے کے زیادہ فائدے ہیں۔ انار کا پھل اکثر جوس کے طور پر کھایا جاتا ہے اور اسے کئی طریقوں سے جوس بنایا جا سکتا ہے۔ چھلی کو ہٹا کر دبا کر جوس نکالا جا سکتا ہے۔ ایک اور طریقہ پھل کو تھوڑا سا گرم کرنے اور اندرونی حصے

کو نرم کرنے کے لیے اسے ہاتھوں کے درمیان گھمانے سے بھی رس نکلتا ہے۔ جوس کو مختلف طریقوں سے استعمال کیا جا سکتا ہے: تازہ جوس کے طور پر، جیلی، شربت یا ٹھنڈی یا گرم چٹنی کے ساتھ ساتھ ذائقہ دار کیک بیکڈ ایپل وغیرہ بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

دنیا کے بنیادی تجارتی بڑھتے ہوئے علاقے مشرق وسطی، ہندوستان اور آس پاس کے ممالک اور جنوبی یورپ ہیں۔ کیلیفورنیا میں تجارتی کاشت کا مرکز وادی سان جوکین جنوبی میں ہے۔ اس ملک میں صارفین کی مانگ زیادہ نہیں ہے۔ انار کے زیادہ پھل شاید پھلوں کے پیالوں میں سجاوٹ کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں۔

انار کے صحت کے فوائد:

پھل دانتوں کی حفاظت کے لئے بہت مفید ہے، بھوک اور بعض کینسروں سے بچانے میں مدد کرتا ہے۔ انار کا پھل اور جوس غذائیت کی دولت سے بھرپور ہے اور صحت کے بے شمار فوائد رکھتا ہے۔

انار اپنی ذات میں صحت مند ہوتے ہیں۔ یقینی طور پر اسٹرابیری کی طرح، یہ وٹامن سی اور اینٹی آکسیڈنٹس کا بھرپور ذریعہ ہیں، فائبر اور اینٹی سوزش خصوصیات رکھتا ہے۔ اس کے مطالعات سے پتہ چلتا ہے یہ کہ پھل کھانے اور اس کا جوس پینا بیماریوں سے بچانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے، جیسے بعض کینسر اور الزائمر۔

• یہ پھل ایران سے تعلق رکھتا ہے۔ انار کا اصل میں 3000 قبل مسیح میں پتہ لگایا جا سکتا ہے، اس پھل کو قدیم مصریوں کے ساتھ دفن کیا گیا تھا، جیسا کہ کنگ توت، "دوسری زندگی کی امید میں"۔ کچھ اسکالرز کا کہنا ہے کہ یہ انار تھا نہ کہ سیب جس نے حضرت حواؑ کو آزمایا۔

زیادہ پوٹاشیم

• مذکورہ بالا اینٹی آکسیڈنٹس ڈائیلاسز سے متعلق انفیکشن، یا گردے کی بیماریوں کے ساتھ ساتھ قلبی پیچیدگیوں (ہائی بلڈ پریشر) کے خلاف حفاظت کرتے ہیں۔

بھوک کو مٹاتا ہے:

یہ بلڈ پریشر کو کم کرنے اور فائبر کی زیادہ مقدار کی وجہ سے بھوک مٹانے کا کام کرتا ہے۔ اگر آپ اپنے آپ کو انار کے کچھ دانے چمچ سے کھلانا نہیں چاہتے ہیں تو اپنے دلیا، کوئنو (Quinoa) یا دہی کو ان کے ساتھ ڈال کے کھا سکتے ہیں۔ بعض علاقوں میں انار چکن اور ترکی کے پکوانوں کے ساتھ استعمال لئے جاتے ہیں۔

دانتوں اور مسوڑوں کی حفاظت:

• یہ دانتوں اور مسوڑوں کے مائکروجنزموں سے حفاظت کرتا ہے۔ جوس پینے سے بکٹیریا بنانے والی اکائیوں میں 32 فیصد کمی آتی ہے۔ جوس کے اینٹی آکسیڈنٹس، جسے پولیفینول (polyphenols) کہتے ہیں، اس کے پیچھے ایک بنیادی محرک ہے جو کہ جراثیم کو مارتا ہے۔

کینسر سے تحفظ

• انار کے جوس کے اجزاء پروسٹیٹ کینسر کے خلیات کو حرکت میں آنے سے روک سکتے ہیں، جبکہ اس قسم کے کینسر کو پھیلانے والے کیمیائی سگنلز کو بھی کمزور کر سکتے ہیں۔ اور ایک علیحدہ انار کا رس چھاتی کے کینسر کے خلیات کو روک سکتا ہے اور انہیں تباہ کر سکتا ہے۔

• پروسٹیٹ کینسر کے مریضوں کو بھی پروسٹیٹ مخصوص اینٹیجن (PSA) کی کم سطح کا تجربہ ہوسکتا ہے جب وہ روزانہ 8 اونس انار کا جوس پیتے ہیں۔

الزائمر کی بیماری کا کم خطرہ

• punicalagin نامی ایک مخصوص پولی فینول انار کی سوزش کی خصوصیات کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ جانوروں کے ایک مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ چوہوں کو انار کھلایا گیا جس میں(amyloid plaque)امیلائیڈ پلاک کا تجربہ کیا۔ انار کا جوس پینے سے دماغ کے خلیوں کو نقصان پہنچانے والے جراثیم کا خاتمہ ہوتا ہے۔

وہ مادہ جو دماغ کے اعصابی خلیوں کے درمیان جمع ہوتا ہے، الزائمر کی نشانی ہے اور انار بعض دماغی کاموں کے لیے ان کی کارکردگی کو بہتر بناتے اور اس کی حفاظت کرنے کے بھی کام آتا ہے

30.7 - انجیر

حضرت ابو درداءؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک تھالی انجیر بطور ہدیہ پیش کی گئی آپ ﷺ نے اہلِ مجلس سے فرمایا کہ کھاؤ! اور خود آپ ﷺ نے کھایا اور فرمایا! اگر یہ کہوں کہ جنت سے کوئی پھل اترا ہے تو یہی وہ پھل ہو سکتا ہے کیونکہ جنت کے پھلوں میں گٹھلی نہیں ہو گی۔ اسے کھاؤ کیونکہ یہ بواسیر کو ختم کرتی ہے اور نقرس کے لئے فائدہ مند ہے۔ نقرس ایک مشہور بیماری ہے جو پیر کے چھوٹے جوڑوں میں ہوتی ہے۔ اس کی صورت ورم کی ہوتی ہے جو ٹخنوں اور پیروں کی انگلیوں کے جوڑوں میں پیدا ہوتا ہے۔

انجیر ایسا پھل ہے جو تازہ اور خشک دونوں طرح سے کھایا جاتا ہے۔ خشک انجیر سارا سال دستیاب ہوتی ہے۔ انجیر میں انسانی جسم کو طاقت پہنچانے کے تمام اجزاء شامل ہوتے ہیں۔ یہ جسم کی فالتو چربی کو خارج کرتی ہے۔ بلند فشارِ خون کے علاج کے لئے بہت مفید ہے۔ یہ ہڈیوں کو مضبوط کرتی ہے۔ جسم میں فولاد کی کمی کو پورا کرتی ہے۔ انجیر مزاج کے اعتبار سے گرم تر ہے۔ انجیر دل کو تقویت و فرحت اور پیاس کو تسکین بخشتی ہے۔ دماغی بیماریوں میں بہت فائدہ مند ہے۔ خون پیدا کرتی ہے، بدن موٹا کرتی ہے اور پیشاب میں آسانی پیدا کرتی ہے۔ عمدہ قسم کی انجیر پختہ سفید چھلکے والی ہوتی ہے۔ اس میں تمام پھلوں سے زیادہ غذائیت پائی جاتی ہے۔ یہ سینے، حلق اور سانس کی نالی کی بیماریوں کے لئے بے حد مفید ہے۔ یہ جلد کے لئے بہت مفید ہے جلد کو بیماریوں سے بچاتی ہے۔ یہ جسم سے زہریلے

اثرات کوختم کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جن چیزوں کی قسم کھا کرکوئی بات کی ہے ان میں انجیربھی شامل ہے۔

اگرچہ خشک انجیر سال بھر دستیاب ہوتے ہیں، لیکن تازہ انجیر کے منفرد ذائقے اورساخت جیسی کوئی چیزنہیں ہے۔ وہ ایک ایسی ساخت کے ساتھ خوشگوارطور پر میٹھے ہوتے ہیں جوان کے گودے کی چبائی، ان کی جلد کی نرمی اوران کے بیجوں کی کرچی پن کو یکجا کرتا ہے۔

انجیر Ficus درخت (Ficus carica) پراگتے ہیں، جوشہتوت کے خاندان کا رکن ہے۔ وہ اس لحاظ سےمنفرد ہیں کہ ان کے پاس ایک سوراخ ہے، جسے "اوسٹیول" یا" آنکھ" کہا جاتا ہے جو درخت سے جڑا ہوانہیں ہوتا ہے، لیکن جو ماحول کے ساتھ اس کے رابطے کو بڑھا کر پھل کی نشوونما میں مدد کرتا ہے۔ انجیر کی رنگت ڈرامائی طور پر ہوتی ہے اورمختلف قسم کے لحاظ سے ساخت میں۔ انجیر کی اکثریت کو یا توسورج کی روشنی میں یا مصنوعی عمل کے ذریعے خشک کیا جاتا ہے، جس سے ایک میٹھا اورغذائیت سے بھرپور خشک میوہ تیار کیا جاتا ہےجس کا سارا سال لطف اٹھایا جاسکتا ہے۔

صحت کےفوائد

انجیر کا استعمال ہائی بلڈ پریشر کوکم کرنے میں مدد کرتا ہے۔ انجیر پوٹاشیم کا ایک اچھا ذریعہ ہے، ایک معدنیات جو بلڈ پریشر کوکنٹرول کرنے میں مدد کرتا ہے۔ چونکہ بہت سے لوگ نہ صرف کافی پھل اورسبزیاں نہیں کھاتے بلکہ سوڈیم کی زیادہ

مقداربھی استعمال کرتے ہیں کیونکہ نمک کو اکثر پراسیس شدہ کھانوں میں شامل کیا جاتا ہے، اس لیے ان میں پوٹاشیم کی کمی ہوسکتی ہے۔ پوٹاشیم سے بھرپور غذاؤں کا کم استعمال، خاص طور پر جب سوڈیم کی زیادہ مقدار کے ساتھ مل کرنا ہائی بلڈ پریشر کا باعث بن سکتا ہے۔ ہائی بلڈ پریشر کو روکنے کے لیے نمکین اور مٹھائیوں کی جگہ پھلوں اور سبزیوں کا استعمال زیادہ فائدہ مند ہے اور کم چکنائی والا دودھ بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔ اس خوراک نے زیادہ پوٹاشیم، میگنیشیم اور کیلشیم زیادہ مقدار میں فراہم ہوتی ہے۔

وزن کم کرنے کا ایک میٹھا طریقہ

انجیر غذائی ریشہ کا ایک اچھا ذریعہ ہے۔ فائبر اور فائبر سے بھرپور غذا وزن کے انتظام پر مثبت اثر ڈال سکتی ہے۔ ایک تحقیق میں جن خواتین نے سپلیمنٹس (supplements) کے ساتھ فائبر کی مقدار میں اضافہ کیا ان کی توانائی کی مقدار میں نمایاں کمی واقع ہوئی، پھر بھی ان کی بھوک اور ہاضمہ کے اسکور میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ انجیر دیگر اعلی فائبر کھانے کی طرح وزن کے انتظام کے پروگرام میں مددگار ہوتا ہے.

پوسٹ مینو پاسل بریسٹ کینسر کے خلاف پھل اور سیریل فائبر حفاظتی

پھلوں میں انجیر کا فائبر استعمال کرنے والوں کے لیے چھاتی کے کینسر کے خطرے میں 34 فیصد کمی ظاہر کی۔ اس کے علاوہ خواتین جنہوں نے کبھی ہارمون کی

تبدیلی کا استعمال کیا تھا وہ لوگ جو سب سے زیادہ فائبر کا استعمال کرتے ہیں خاص طور پر سیریل فائبر، ان کے چھاتی کے کینسر کے خطرے میں ان لوگوں کے مقابلے میں 50 فیصد کمی واقع ہوئی جو کم استعمال کرتے ہیں۔ فائبر سے بھرپور پھلوں میں سیب، کھجور، انجیر، ناشپاتی اور آلو بخارہ شامل ہیں۔ زیادہ فائبر والے اناج کا انتخاب کرتے وقت پورے اناج کا استعمال کرنا چاہئے جس میں سے چھان کر بھوسی نہ نکالی گئی ہو۔ کیونکہ وہ سب سے زیادہ چوکر فراہم کرتے ہیں (صرف 1 / 3 کپ چوکر میں تقریباً 14 گرام فائبر ہوتا ہے)۔

ذیابیطس میں انسولین کو کم کرنے والا عنصر:

عام طور پر شاید انجیر کے درخت کے پتوں کو انجیر کے خوردنی حصوں میں سے ایک کے طور پر نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن کچھ ثقافتوں میں انجیر کے پتے مینو کا ایک عام حصہ ہیں اور اچھی وجہ سے۔ انجیر کے پتوں میں بار بار یہ دکھایا گیا ہے کہ ان میں ذیابیطس سے بچاؤ کی خصوصیات ہوتی ہیں اور یہ دراصل ذیابیطس کے شکار افراد کے لیے درکار انسولین کی مقدار کو کم کر سکتے ہیں جنہیں انسولین کے انجیکشن کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک تحقیق میں انجیر کے پتوں سے بنا مائع عرق کو انسولین پر منحصر ذیابیطس کے مریضوں کے ناشتے میں شامل کیا گیا تا کہ یہ انسولین کم کرنے والا اثر پیدا ہو سکے۔

قلبی اثرات

کیڑے مکوڑوں کے مطالعے میں انجیر کے پتوں کو ٹرائیگلیسر ائڈز کی کم سطح بہت کم ہے۔ انجیر کے پتے کینسر کے خلیوں کی مخصوص اقسام کی نشو ونما کو روکتے

ہیں۔ محققین نے ابھی تک قطعی طور پر اس بات کا تعین نہیں کیا ہے کہ انجیر کے پتوں میں کون سے مادے ان قابل ذکر شفا بخش اثرات کے لیے ذمہ دار ہیں۔

ان کے پوٹاشیم اور فائبر مواد کے علاوہ انجیر میں منرل مینگنیز کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے جو کہ صحت کے لئے بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔

آنکھوں کی حفاظت

گاجر آپ کی آنکھوں کو بچپن میں روشن رکھتی ہے، لیکن ایک بالغ ہونے کے انجیر ایسا پھل ہے جو آپ کی بینائی برقرار رکھنے کے لیے اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ آرکائیوز آف اوپتھلمولوجی میں شائع ہونے والی ایک تحقیق میں بتایا گیا ڈیٹا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ روزانہ تین یا اس سے زیادہ انجیر کھانے سے آپ کو عمر سے متعلق میکولر ڈیجنریشن (ARMD) کا خطرہ کم ہوسکتا ہے، جو بڑی عمر کے بالغوں میں بینائی کی کمی کی بنیادی وجہ ہے۔

ایک تحقیق میں جس میں 100 سے زیادہ خواتین اور مرد شامل تھے، محققین نے مطالعہ کے شرکاء کے انجیر کے استعمال کے اثرات کا جائزہ لیا۔ سبزیاں اینٹی آکسیڈینٹ وٹامن اے، سی اور ای اور ابتدائی A R M D یا neovascular ARMD کی نشوونما پر کیروٹینائڈز، بصارت کی کمی سے وابستہ بیماری کی ایک زیادہ شدید شکل ظاہر ہوئی جس میں انجیر کا استعمال فائدہ مند ثابت ہوا۔ اگرچہ حیرت انگیز طور پر، سبزیوں، اینٹی آکسیڈینٹ وٹامنز اور کیروٹینائڈز کا استعمال ARMD کی کسی بھی شکل کے واقعات سے مضبوطی سے

متعلق نہیں تھا، لیکن انجیر کا استعمال یقینی طور پر اس بینائی کو تباہ کرنے والی بیماری کی شدید شکل کے خلاف حفاظتی تھا۔ انجیر کے تین دانے ہر روز کھانے کے لیے بہت زیادہ فائدہ ہعتا ہے۔

تفصیل

انجیر نہ صرف ایک بہت ہی مشہور پھل ہے، انجیر کی ذائقہ میں اہم جزو ہیں، بلکہ یہ ایک کھانا ہضم کرنے میں بھی مدد دیتا ہے۔ انجیر کی حیرت کا ایک حصہ اس کے منفرد ذائقے اور ساخت سے آتا ہے۔ انجیر خوش ذائقہ طور پر میٹھے ہوتے ہیں اور ان میں ایک پیچیدہ ساخت ہوتی ہے جو ان کے کودے کو چبانے، ان کی جلد کی نرمی اور ان کے بیجوں کی کرچی پن کو یکجا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ تازہ انجیر بہت نازک اور جلد خراب ہونے والے ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سے انجیر کی اکثریت کو یا تو سورج کی روشنی میں یا کسی مصنوعی عمل کے ذریعے خشک کیا جاتا ہے، جس سے ایک میٹھا اور غذائیت سے بھرپور خشک میوہ تیار کیا جاتا ہے جس سے سال بھر لطف اٹھایا جاسکتا ہے۔

انجیر کی رنگت ڈرامائی طور پر ہوتی ہے اور مختلف قسم کے لحاظ سے ساخت کے لحاظ سے جن میں سے ایک سو پچاس سے زیادہ ہیں۔ سب سے زیادہ مقبول اقسام میں سے کچھ یہ ہیں:

- سیاہ مشن: سیاہ-جامنی جلد اور گلابی رنگ کا گودا

- کڈوٹا: سبز جلد اور ارغوانی گودا
- Calimyrna: سبز پیلی جلد اور عنبر کا گودا
- براؤن ترکی: جامنی جلد اور سرخ گودا
- Adriatic: جس کی جلد ہلکی سبز اور گلابی ٹین ہوتی ہے۔

تاریخ

انجیر بائبل اور دیگر قدیم تحریروں میں ذکر کے ساتھ اپنی تاریخ کو قدیم زمانے تک کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان کی کاشت سب سے پہلے مصر میں ہوئی تھی۔ وہ قدیم ترین نسل ہے اور پھر اس کے بعد نویں صدی قبل مسیح کے آس پاس قدیم یونان میں پھیل گئے جہاں وہ روایتی خوراک میں ایک اہم غذا بن گئے۔ یونانی انجیر کو اس قدر عزت دیتے تھے کہ انہوں نے بہترین کوالٹی کے انجیر کی برآمد پر پابندی کے قوانین بنائے۔ قدیم روم میں بھی انجیر کی عزت کی جاتی تھی جہاں انہیں ایک مقدس پھل سمجھا جاتا تھا۔ رومن افسانہ کے مطابق وہ بھیڑیا جس نے روم کے جڑواں بانی رومولس اور ریمس کی پرورش کی انجیر کے درخت کے نیچے آرام کیا۔ تاریخ کے اس دور میں انجیر کی کم از کم 29 اقسام پہلے ہی معلوم تھیں۔

انجیر کو بعد میں بحیرہ روم کے دوسرے خطوں میں قدیم فاتحین نے متعارف کرایا اور پھر 16 ویں صدی کے اوائل میں ہسپانویوں کے ذریعہ مغربی نصف کرہ میں لایا گیا۔ 19 ویں صدی کے آخر میں جب ہسپانوی مشنریوں نے سان ڈیاگو،

کیلیفورنیا میں مشن قائم کیا تو انہوں نے انجیر کے درخت بھی لگائے۔ یہ انجیر ان کے معیار کے لحاظ سے کمتر نکلے جو یورپ سے درآمد کیے گئے تھے اور 20 ویں صدی کے اوائل میں مزید کاشت کی تکنیکوں کی ترقی تک کیلیفورنیا نے انجیر کی توجہ مرکوز کی ہوئی کاشت اور پروسیسنگ شروع کی تھی۔ آج کیلیفورنیا، ترکی، یونان، پرتگال اور اسپین کے علاوہ انجیر پیدا کرنے والے سب سے بڑے ممالک میں سے ایک ہے۔

انجیر کو کیسے منتخب کریں اور اسٹور کریں:

چونکہ تازہ انجیر سب سے زیادہ خراب ہونے والے پھلوں میں سے ایک ہیں، اس لیے جب آپ انھیں کھانے کا ارادہ کر رہے ہوں تو انھیں صرف ایک یا دو دن پہلے خرید لینا چاہیے۔ ان انجیروں کی تلاش کریں جن کا رنگ بھرپور، گہرا ہو اور وہ پھولی ہوئی اور نرم ہوں، لیکن گدلے نہ ہوں۔ ان کے تنے مضبوط اور زخموں سے پاک ہونے چاہئیں۔ انجیر کو سونگھنے سے آپ کو ان کی تازگی اور ذائقہ کا بھی اشارہ دے سکتا ہے۔ ان میں ہلکی میٹھی خوشبو ہونی چاہیے اور ان میں کھٹی بو نہیں آنی چاہیے، جو اس بات کا اشارہ ہے کہ وہ خراب ہو سکتے ہیں۔

زیادہ تر اینٹی آکسیڈنٹس کے لیے مکمل طور پر پکی ہوئی انجیر کا انتخاب کریں:

آسٹریا کی یونیورسٹی آف انسبرک میں کی گئی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ جیسے ہی پھل مکمل طور پر پک جاتے ہیں، تقریباً خراب ہونے تک ان میں اینٹی آکسیڈ ینٹ کی سطح درحقیقت بڑھ جاتی ہے۔

اس عمل کی کلید رنگ میں تبدیلی ہے جو پھلوں کے پکنے کے ساتھ ہی ہوتی ہے اسی طرح کا عمل جو موسم خزاں میں دیکھا جاتا ہے جب پتے سبز سے سرخ سے پیلے سے بھورے ہو جاتے ہیں۔ کلوروفیل کے ٹوٹنے اور غائب ہونے کی وجہ سے رنگ کی تبدیلی جو پتے اور پھل ان کا سبز رنگ کر دیتی ہے۔

پکی ہوئی انجیر کو فریج میں رکھنا چاہیے جہاں وہ تقریباً دو دن تک تازہ رہیں گے۔ چونکہ ان کی فطرت نازک ہے اور آسانی سے زخم لگ سکتے ہیں، اس لیے آپ کو انہیں کاغذ کے تولیے والی پلیٹ یا اتھلے کنٹینر میں محفوظ کرنا چاہیے۔ انہیں ڈھکنا یا لپیٹنا چاہیے تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ وہ خشک نہ ہوں، کچلے گئے ہوں یا اس کے ساتھ رکھے ہوئے کھانوں سے بدبو نہ اٹھیں۔ اگر آپ نے قدرے کم پکے ہوئے انجیر خریدے ہیں تو آپ کو انہیں ایک پلیٹ میں کمرے کے درجہ حرارت پر براہ راست سورج کی روشنی سے دور رکھنا چاہیے۔ خشک انجیر کئی مہینوں تک تازہ رہیں گے اور انہیں یا تو ٹھنڈی، تاریک جگہ پر رکھا جا سکتا ہے یا پھر فریج میں رکھا جا سکتا ہے۔ انہیں اچھی طرح سے لپیٹا جانا چاہیئے تاکہ وہ زیادہ ہوا کے سامنے نہ آئیں جس کی وجہ سے وہ سخت یا خشک ہو سکتے ہیں۔

چند فوری پیش کرنے کے مشورے:

دلیا یا کسی دوسرے پورے اناج کے ناشتے کا دلیہ تیار کرتے وقت کچھ خشک یا تازہ انجیر ڈال دیں۔

انجیر کو جوس میں ڈالیں اور دہی یا منجمد میٹھے کے ساتھ پیش کریں۔

سونف، ارگولا اور شیوڈ پرمیسن پنیر کے سلاد میں چوتھائی انجیر شامل کریں۔
بکرے کے پنیر اور کٹے ہوئے بادام سے بھرے تازہ انجیروں کو ہا میٹھے کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔

خشک انجیر اور سلفائٹس

تجارتی طور پر اگائے جانے والے خشک انجیر کا علاج سلفر ڈائی آکسی سے کیا جا سکتا ہے۔

پروسیسنگ کے دوران گیس . ان کی شیلف لائف کو بڑھانے کے لیے ان کا سلفائٹس سے بھی علاج کیا جا سکتا ہے۔

سلفر پر مشتمل مرکبات اکثر انجیر جیسے خشک کھانوں میں پریزرویٹیو کے طور پر شامل کیے جاتے ہیں تا کہ رنگوں کے آکسیڈیشن اور بلیچنگ کو روکا جا سکے۔ خشک انجیر کو محفوظ رکھنے میں مدد کے لیے استعمال ہونے والی سلفائٹس ایک اندازے کے مطابق ہر 100 افراد میں سے ایک میں منفی ردعمل کا باعث بنتی ہیں جو سلفائٹ سے حساس ہوتے ہیں۔ سلفائٹ کے ردعمل خاص طور پر ان لوگوں میں شدید ہو سکتے ہیں جو دمہ میں مبتلا ہیں۔ 5 فیصد دمہ کے مریض سلفائٹس کے سامنے آنے پر ردعمل کا شکار ہو سکتے ہیں۔

"نامیاتی" کے طور پر درجہ بندی کرنے والے کھانے میں سلفائٹس شامل نہیں ہیں کیونکہ وفاقی ضابطے نامیاتی طور پر اگائے جانے والے یا تیار کردہ کھانوں میں ان محافظوں کے استعمال پر پابندی لگاتے ہیں۔

انجیر کی غذائیت:

انجیر غذائی ریشہ، وٹامن بی6، کاپر، پوٹاشیم، میگنیشیم اور پینٹوتھینک ایسڈ کا ایک اچھا ذریعہ ہیں۔

تفصیل:

انجیر ایک دلکش خوشنما درخت ہے، جس کی اونچائی 50 فٹ تک ہوتی ہے، لیکن عام طور پر اس کی اونچائی 10-30 فٹ تک ہوتی ہے۔ ان کی شاخیں عضلاتی اور گھماؤ والی ہوتی ہیں جو ان کی لمبائی سے زیادہ وسیع ہوتی ہیں۔ انجیر کی لکڑی کمزور ہوتی ہے اور تیزی سے سڑ جاتی ہے۔ تنے میں اکثر بڑے نوڈل ٹیومر ہوتے ہیں جہاں شاخیں خراب ہو جاتی ہیں یا ہٹا دی جاتی ہیں۔ ٹہنیاں لکڑی کی بجائے ٹیریڑی ہوتی ہیں۔ رس میں بہت زیادہ دودھ والا لیٹیکس ہوتا ہے جو انسانی جلد کو خارش کرتا ہے۔ انجیر کے درخت اکثر ایک سے زیادہ شاخوں والے جھاڑی کے طور پر اگتے ہیں، خاص طور پر جہاں بار بار ٹھنڈ سے نقصان ہوتا ہے۔ وہ espaliered ہو سکتے ہیں، لیکن صرف جہاں جڑیں محدود ہو سکتی ہیں، جیسا کہ کنٹینرز میں۔

پتے:

انجیر کے پتے چمکدار سبز، سنگل، متبادل اور بڑے (1 فٹ لمبائی تک) ہوتے ہیں۔ وہ کم و بیش گہرائی سے 1-5 سینوس کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں،

اوپری سطح پر کھردرے بالوں والے اور نیچے کی طرف نرم بالوں والے۔ گرمیوں میں ان کے پتے ایک خوبصورت احساس دیتے ہیں۔

پھول:

انجیر کے چھوٹے پھول نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں، سبز "پھلوں" کے اندر جھرمٹ ہوتے ہیں، تکنیکی طور پر پھل کو نقصان پہنچانے والے کیڑے Synconium کے اوپری حصے میں ایک سوراخ کے ذریعے پھولوں تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ عام انجیر کی صورت میں پھول مادہ ہوتے ہیں اور انہیں زرخیزی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تین دوسری قسمیں ہیں، کیپری فِگ جس میں نر اور مادہ پھول ہوتے ہیں جن کو ایک چھوٹے سے تتییا، بلاسٹوفا گا گروسورم سے ملنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ سمیرنا انجیر، عام طور پر نشوونما کے لیے خودرو پودوں کے ذریعے زرخیزی کی ضرورت ہوتی ہے اور سان پیڈرو انجیر، جو درمیانی ہے، اس کی پہلی فصل عام انجیر کی طرح خودرو ہے، اس کی دوسری فصل زرخیزی پر منحصر ہے۔

پھل:

عام انجیر میں پہلی فصل ہوتی ہے جسے بریبا فصل کہا جاتا ہے، پچھلے سیزن کی نشوونما پر موسم بہارمی، دوسری فصل نئی نشوونما پر موسم خزاں میں پیدا ہوتی ہے اور اسے اہم فصل کے طور پر جانا جاتا ہے۔ سرد موسم میں بریبا کی فصل اکثر موسم بہار کی

ٹھنڈ سے تباہ ہو جاتی ہے۔ پختہ "پھل" کا چھلکا سخت ہوتا ہے (خالص سبز، سبز، بھوری، بھوری یا جامنی رنگ کے ساتھ بھرا ہوا)، اکثر پکنے پر ٹوٹ جاتا ہے اور گودا نیچے کھل جاتا ہے۔ اندرونی حصہ ایک سفید اندرونی چھلکا ہے جس میں ایک بیج ماس ہوتا ہے جو جیلی نما گودے سے جڑا ہوتا ہے۔ خوردنی بیج بے شمار اور عام طور پر کھوکھلے ہوتے ہیں، جب تک کہ پولن نہ ہو۔ پولن شدہ بیج خشک انجیر کی خصوصیت کا ذائقہ فراہم کرتے ہیں۔

مقام:

انجیر کو لذیذ پھلوں کو پکنے کے لیے پورا دن سورج کی ضرورت ہوتی ہے۔ درخت بہت زیادہ ہو جاتے ہیں اور نیچے اگنے والی ہر چیز کو سایہ دیتے ہیں۔ سائز کو کنٹرول کرنے کے لیے بار بار کاٹنا فصل کے نقصان کا سبب بنتا ہے۔ رسیلا پن تنے اور شاخیں گرمی اور دھوپ سے ہونے والے نقصان کے لیے غیر معمولی طور پر حساس ہوتا ہے اور اگر خاص طور پر بے نقاب ہوں تو انہیں سفید کرنا چاہیے۔ جڑیں بہت پھیلتی ہیں، درخت کی چھت سے بہت آگے سفر کرتی ہیں۔ انجیر چھوٹی جگہوں کے لیے پھل کا درخت نہیں ہے۔ تاہم وہ باریک جڑیں جو باغ کے بستروں پر حملہ کرتی ہیں درخت کو نقصان کے بغیر کاٹ سکتی ہیں۔ چھوٹے علاقوں میں (ٹھنڈ کے درمیان 120 دن سے کم)، ٹھنڈی گرمیاں، جھلکتی گرمی کا فائدہ اٹھانے کے لیے جنوب کی طرف، ہلکے رنگ کی دیوار کے ساتھ چڑھائی جانے والی بیلیں ساحلی آب و

ہوا میں، گرم ترین جگہ پر، دھوپ والی دیوار کے خلاف یا گرمی کے جال میں اگائیں۔ کنٹینر سے اگائے جانے والے پودوں کے لیے ہر تین سال بعد ٹب میں زیادہ تر مٹی کو تبدیل کریں اور سورج کی روشنی میں زیادہ گرمی سے بچنے کے لیے ٹب کے اطراف کو سایہ دار رکھیں۔

آبپاشی:

انجیر کے جوان درختوں کو مکمل طور پر قائم ہونے تک باقاعدگی سے پانی دینا چاہیے۔ خشک مغربی آب و ہوا میں کم از کم ہر ایک یا دو ہفتوں میں پانی پختہ درختوں کو گہرائی تک پہنچاتا ہے۔ صحرائی باغبانوں کو زیادہ کثرت سے پانی دینا پڑ سکتا ہے۔ نمی کو بچانے کے لیے درختوں کے ارد گرد مٹی کو کھاد فراہم کریں۔ اگر درخت کو کافی پانی نہ ملے تو پتے زرد ہو کر گر جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ خشک سالی کے دباؤ والے درخت پھل نہیں دیں گے اور کیڑے اور کیچوے اس کے نقصان کے لیے زیادہ حساس ہیں۔ تازہ لگائے گئے درخت خاص طور پر پانی کی کمی کا شکار ہوتے ہیں، اکثر ختم ہو جاتے ہیں اور مر جاتے ہیں۔

کٹائی:

انجیر کے درخت بھاری کٹائی کے ساتھ یا اس کے بغیر پیداواری ہوتے ہیں۔ یہ صرف ابتدائی سالوں میں ضروری ہے۔ درختوں کو پھلوں کے استعمال کے

مطابق تربیت دی جانی چاہیے، چونکہ فصل پچھلے سال کی لکڑی کے ٹرمینلز پر پیدا ہوتی ہے اس لیے ایک بار جب درخت کی شکل قائم ہو جائے تو سردیوں کی بھاری کٹائی سے گریز کریں جس کی وجہ سے اگلے سال کی فصل کا نقصان ہوگا۔ بہتر ہے کہ مرکزی فصل کی کٹائی کے فوراً بعد کٹائی کی جائے یا دیر سے پکنے والی کاشت کے ساتھ موسم گرما میں آدھی شاخوں کی کٹائی کریں اور اگلے موسم گرما میں باقی کی کٹائی کریں۔ اگر بڑے پیمانے پر کٹائی کی جائے تو پورے درخت کو سفید کر دیں گے۔

کھاد ڈالنا:

انجیر کی باقاعدگی سے کھاد ڈالنا عام طور پر صرف گملے والے درختوں کے لیے ضروری ہوتا ہے یا جب وہ ریت پر اگائے جاتے ہیں۔ اضافی نائٹروجن پھلوں کی پیداوار کی قیمت پر درجہ میں اضافے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے اور جو پھل پیدا ہوتا ہے وہ اکثر غلط طریقے سے پکتا ہے اگر بالکل بھی تیار ہو جائے۔ عام اصول کے طور پر انجیر کے درختوں کو کھاد ڈالیں اگر شاخیں پچھلے سال ایک فٹ سے کم بڑھیں۔ کل 1/2-1 پاؤنڈ اصل نائٹروجن لگائیں، جو تین یا چار دفعہ میں تقسیم ہو کر سردیوں کے آخر میں یا بہار کے شروع میں اور جولائی میں ختم ہوتی ہو۔

ٹھنڈ سے تحفظ:

سرحدی آب و ہوا میں انجیر کو دروازے سے باہر اگایا جا سکتا ہے اگر انہیں

ٹھنڈ سے تحفظ دیا جائے۔ براؤن ترکی، برنسوک اور بلیو سیلسٹے کی فصلیں کچھ بہترین انتخاب ہیں۔ دیوار یا عمارت کے ساتھ پودے لگائیں جو تابکاری کے ذریعے کچھ گرمی فراہم کرتی ہے یا جھاڑی کی طرح بڑھیں، دوسرے سال کے آخر میں تنے کو زمینی سطح کے قریب تراشیں۔ کئی تنوں کو تنے کو تبدیل کرنے دیں اور اس طرح بڑھیں اور مضبوط ہوں گے۔ مزید تحفظ کے لیے پودے کے اوپر ایک فریم کھڑا کریں اسے سردیوں میں بھاری کپڑے سے ڈھانپیں۔ سردیوں کے دوران جڑوں کو ہر ممکن حد تک خشک رکھیں، پگھلنے کے دوران پگھلنے والی برف کو خارج کرنے کے لیے تنے کے ساتھ جڑ کے پاس مزید مٹی ڈال کر اس کو اونچا کر دیں تا کہ وہاں پانی نہ جمع ہو۔ شمالی آب و ہوا میں انجیر کو ٹب یا برتن کے پودے کے طور پر بہترین طور پر اگایا جاتا ہے جسے سردیوں میں گرم جگہ پر لایا جا سکتا ہے اور بہار میں دوبارہ نکالا جا سکتا ہے۔ غیر فعال کلیاں لکڑی کے مقابلے میں جمنے کے لیے زیادہ حساس ہوتی ہیں۔ منجمد ہونے سے زندہ کلیوں کے بغیر تنے بھی بن سکتے ہیں۔ دوبارہ نشوونما صرف جڑوں سے ہی ممکن ہے۔

پھیلاؤ:

انجیر کے پودوں کو کٹنگ کے ذریعے پھیلایا جاتا ہے۔ غیر فعال لکڑی کے ایک فٹ لمبے ٹکڑوں کا انتخاب کریں، 1 انچ سے کم قطر، جس کی بنیاد پر دو سال پرانی لکڑی ہو۔ بنیاد پر دو سالہ شاخ کی ایڑی کے ساتھ ایک سالہ ٹہنیاں بھی

استعمال کی جا سکتی ہیں۔ کٹنگوں کو جڑ پکڑنے والے ہارمون میں ڈبو دیں اور انہیں ایک ہفتہ نم جگہ پر 50-60°F پر رہنے دیں۔ موسم گرما میں کٹنگیں بھی بنائی جا سکتی ہیں، لیکن اگر برتن لگانے سے پہلے 2-3 ہفتوں کے لیے سردیوں میں پتے جھڑ جائیں تو یہ بہترین ہیں۔ . پتوں والی ٹہنیوں کو دھند کے بستر کی ضرورت ہوتی ہے۔ خاص طور پر نایاب کھیتی جڑوں کے ذخائر یا پرانے درختوں پر پھیلائی جا سکتی ہے، اوپر کوڑے دار یا کراؤن گرافٹنگ یا چپ یا پیچ بڈنگ کے ذریعے کام کیا جاتا ہے۔ جڑوں والی کٹنگیں 22 سے 30 فٹ مربع میں لگائی جائیں، یہ زمین کی صلاحیت اور درخت کے حتمی سائز پر منحصر ہے۔ پودے لگانے تک جڑوں کو نم رکھیں۔ موسم بہار میں اس کی نئی نشو ونما شروع ہونے کے دوران کبھی بھی جوان درخت کی پیوند کاری یا خلل نہ ڈالیں، کیونکہ اس سے اس کے مر جانے کا امکان ہوتا ہے۔ پودے لگانے کے بعد درخت کو 2 فٹ اونچے تک کاٹ دیں اور تنے کو سفید کریں۔

کیڑے اور بیماریاں:

انجیر کے درخت کی جڑیں چوہوں اور کیڑوں کی پسندیدہ خوراک ہیں جو بڑے پودے کو آسانی سے مار سکتے ہیں۔ کنٹرول کا ایک غیر فعال طریقہ یہ ہے کہ درخت کو ایک بڑی aviary تار کی ٹوکری میں لگائیں۔ ہرن انجیر کی طرف خاص طور پر متوجہ نہیں ہوتے لیکن پرندے پھلوں کو کافی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ پھپھوندی اور سڑ کی وجہ سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ وہ اکثر گرے ہوئے، پھٹے ہوئے پھلوں

میں افزائش کرتے ہیں۔ گرے ہوئے پھلوں کو تلف کر کے صاف باغ رکھیں اور لیموں کے درختوں کے قریب نہ اگائیں۔ Euryphid mites سے بہت کم نقصان ہوتا ہے لیکن یہ متاثرہ سے صاف درخت تک وائرس کے کیریئر ہیں۔

موزیک وائرس جو پہلے بے ضرر سمجھا جاتا تھا شاید فصل میں کمی کا سبب بنتا ہے۔ علامات پوٹاشیم کی کمی سے ملتی جلتی ہیں۔ پتے پیلے دھبوں کے ساتھ ماربل ہوتے ہیں اور رگیں ہلکے رنگ کی ہوتی ہیں۔ علامات اکثر اس وقت تک ظاہر نہیں ہوتی جب تک کہ درخت بڑا نہ ہو جائے یا جب یہ گرمی یا پانی کے دباؤ کا شکار ہو جائے۔ متاثرہ درخت نہ خریدیں اور ان کو الگ تھلگ کریں جو علامات ظاہر کرتے ہیں۔ یہ شاخوں کے کناروں سے نقصان پہنچانا شروع کرتا ہے جو خشک ہو کر چارکول کی طرح ہو جاتی ہیں۔ حملہ عام طور پر آدھے اگے ہوئے پھلوں سے شروع ہوتا ہے جنہیں سردیوں کی پہلی ٹھنڈ سے نقصان پہنچتا ہے اور پھر سرخی مائل پھیلتے ہوئے نیکروٹک زون کے طور پر مرکزی تنے میں داخل ہوتا ہے۔ انفیکشن عام طور پر خود پر قابو پاتا ہے اور موسم بہار میں رک جاتا ہے۔ ٹھنڈ سے تباہ شدہ پھلوں کا مشاہدہ ہوتے ہی ان کو ہٹا کر اسے روکا جا سکتا ہے۔ انجیر کینکر ایک جراثیم ہے جو تباہ شدہ علاقوں میں تنے میں داخل ہوتا ہے جس سے نیکروسس اور کمر بند ہو جاتی ہے اور شاخوں کا نقصان ہوتا ہے۔ یہ عام طور پر دھوپ میں جلنے والے علاقوں سے شروع ہوتا ہے لہذا یہ ضروری ہے کہ بے نقاب شاخوں کو سفید کیا جائے۔ Rhyzopus smut درخت پر پکے ہوئے پھلوں پر حملہ کرتا ہے جس کی وجہ سے پھل کے اندر

چارکول کی سیاہ کوٹنگ ہوتی ہے اور بڑے اور کھلی جگہ پر کاشتکاروں پر سب سے زیادہ برا ہوتا ہے۔ زیادہ تر پکے ہوئے پھلوں کے نقصانات Endosepsis (Fusarium) اور Aspergillus rot سے ہوتے ہیں جو کیڑے مکوڑے، یہاں تک کہ پولیٹنگ کنڈی بھی متعارف کراتے ہیں۔ پھل پھٹنے لگتا ہے یا ایک رسی بلغم نما بلغم اس میں سے نکلتا ہے جس سے پھل کھانے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔ بہترین کنٹرول یہ ہے کہ ایک سال کے لیے تمام فصلوں کو تلف کیا جائے کیڑے مکوڑوں کو ختم کرنے کے لیے درختوں کے نیچے ڈائیزنون گرینولز لگائیں اور ملحقہ جنگلی درختوں کو تلف کریں۔ پینسلیم فنگس خشک میوہ جات پر حملہ کرتا ہے۔

فصل:

انجیر کو چننے سے پہلے درخت پر پوری طرح پکنے دینا چاہیے۔ اگر ناپختہ ہونے پر چن لیا جائے تو وہ پک نہیں پائیں گے۔ ایک پکا ہوا پھل قدرے نرم اور گردن پر جھکنے لگے گا۔ زخموں سے بچنے کے لیے پھل کو آہستہ سے کاٹیں۔ تازہ انجیر ٹھیک نہیں رہتے اور انہیں صرف 2 سے 3 دن تک ریفریجریٹر میں رکھا جا سکتا ہے۔ انجیر کی کچھ اقسام خشک ہونے پر مزیدار ہوتی ہیں۔ انہیں دھوپ میں خشک ہونے میں 4-5 دن اور ڈی ہائیڈریٹر میں 10-12 گھنٹے لگتے ہیں۔ خشک انجیر کو چھ سے آٹھ ماہ تک ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔

تجارتی صلاحیت:

نقل وحمل اور مختصر شیلف لائف میں ہونے والے نقصانات کی وجہ سے، انجیر محدود مانگ کا اعلیٰ قیمت والا پھل ہے۔ بہترین دکان سڑک کے کنارے یا کسانوں کی منڈیوں میں براہ راست فروخت ہے، شپنگ کے لیے انجیر کو روزانہ اکٹھا کیا جاتا ہےاس سے پہلے کہ وہ مکمل طور پر پکنے کے مرحلے تک پہنچ جائیں، لیکن نرم دباؤ پر حاصل ہوتے ہیں، جو عام طور پر جلد میں چھوٹی دراڑوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ انہیں فوری طور پر فریج میں رکھنا چاہیے۔ تجارت کے لیے ایسی کاشت کا انتخاب کریں جو شاخ سے آسانی سے الگ ہو جائے اور گردن کو نہ پھاڑے۔

انجیر کے صحت کے فوائد:

فائبر کا ایک بڑا ذریعہ اور وٹامنز اور معدنیات سے بھرا ہوا ہوتا ہے، خشک اور تازہ انجیر کی ایک طویل اور شاندار تاریخ ہے۔ ایک صحت منداور ورسٹائل اجزاء کے طور پر جانا جاتا ہے وہ ہر قسم کے پکوانوں میں مٹھاس کا اضافہ کر سکتے ہیں...

انجیر کا تعارف

انجیر فکس کے درخت کا پھل ہے، جو شہتوت کے خاندان (Moraceae) کا حصہ ہے۔ انجیر ایک منفرد، میٹھا ذائقہ، نرم اور چبانے والی ساخت کے حامل ہوتے ہیں اور اس میں ہلکے کچرے، خوردنی بیج ہوتے ہیں۔

تازہ انجیر نازک اورخراب ہونے والے ہوتے ہیں، اس لیے اکثر اسے محفوظ کرنے کے لیے خشک کیا جاتا ہے۔ اس سے ایک میٹھا اور غذائیت سے بھرپور خشک میوہ نکلتا ہے جس سے سارا سال لطف اٹھایا جا سکتا ہے۔ انجیر کی متعدد مختلف اقسام ہیں، جن میں سے سبھی رنگ اور ساخت میں بڑے پیمانے پر مختلف ہوتی ہیں۔ ان کی منفرد خصوصیت ایک چھوٹی کلی کی طرح کھلنا ہے جسے اوپری حصے میں ایک اوسٹیول کہتے ہیں جو پھل کی نشوونما میں مدد کرتا ہے۔ ان کی قدرتی مٹھاس کا مطلب یہ تھا کہ بہتر شکر کے دنوں سے پہلے وہ اکثر میٹھے کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔

دنیا کے قدیم ترین درختوں میں سے ایک انجیر کا درخت قدیم ترین تاریخی دستاویزات اور بائبل میں نمایاں طور پر موجود خصوصیات میں پایا جاسکتا ہے۔ انجیر کا تعلق مشرق وسطیٰ اور بحیرہ روم سے ہے اور یونانیوں نے ان کا اتنا احترام کیا تھا کہ ان کی برآمد کو روکنے کے لیے ایک بار قوانین بنائے گئے تھے۔

انجیر کو اکثر آنتوں کی پرورش اور علاج کرنے میں استعمال ہوتی ہے اور ان میں فائبر کی مقدار زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ قدرتی جلاب کے طور پر کام کرتے ہیں۔ ہم میں سے بہت سے لوگ بہت زیادہ سوڈیم (نمک) کھاتے ہیں جو پراسیس شدہ کھانوں میں پایا جاتا ہے۔ سوڈیم کا زیادہ استعمال پوٹاشیم کی کمی کا باعث بن سکتا ہے اور دو معدنیات کے درمیان یہ عدم توازن ہائی بلڈ پریشر (ہائی بلڈ پریشر) کا باعث بن سکتا ہے۔ پھلوں اور سبزیوں سے بھرپور غذا - بشمول تازہ انجیر، قدرتی طور پر پوٹاشیم کو بڑھاتا ہے اور اس لیے بلڈ پریشر کو کم کرنے میں مدد

کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

قدرتی طور پر غذائی ریشہ کی مقدار زیادہ ہے، انجیر ان لوگوں کے لیے غذا میں شامل کرنے کے لیے ایک مفید غذا ہوسکتی ہے جو اپنے وزن کو دیکھتے ہیں۔ زیادہ فائبر والی غذائیں پیٹ بھرنے کا احساس دیتی ہیں اور بھوک اور خواہش کو کم کرسکتی ہیں۔ انجیر میں پری بائیوٹکس بھی ہوتے ہیں جو آنتوں میں پہلے سے موجود اچھے بیکٹیریا کی مدد کرتے ہیں جس سے ہاضمہ بہتر ہوتا ہے۔

انجیر کیلشیم کا ایک اچھا پھل ہے، ایک معدنیات جو ہڈیوں کی کثافت میں شامل ہے۔ ان میں پوٹاشیم کی زیادہ مقدار زیادہ نمک والی خوراک کی وجہ سے پیشاب سے کیلشیم کے اخراج کو روک سکتی ہے۔ اس کے نتیجے میں ہڈیوں میں کیلشیم رکھنے میں مدد ملتی ہے اور آسٹیوپوروسس کا خطرہ کم ہوتا ہے۔

حفاظت

انجیر میں آکسیلیٹ کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ انجیر کا زیادہ مقدار میں کھانے سے جلاب اثر ہونے کا امکان ہوتا ہے اس لیے ان کا اعتدال میں مزہ لینا چاہیے۔

30.8 - بیری اور (سدرۃ المنتہیٰ)

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى (16)

(سورۃ النجم ۔ 16)

جب نورِ حق کی تجلیات سدرۃ (المنتہیٰ) کو بھی ڈھانپ رہی تھیں

جو کہ (اس پر) سایہ فگن تھیں۔

قرآنِ کریم کے درخت ۔ بیر

سدرہ ایک بیری کے درخت کو کہتے ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ وہ درخت ہے جو جنت الماویٰ کے قریب لگا ہوا ہے اور یہ انتہا کی جگہ ہے۔ یہاں عالمِ بالا کے احکامات آتے ہیں۔ نیچے سے جتنی افعال و اعمال آتے ہیں وہ یہاں پر آ کر رک جاتے ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ کا مطلب ہے کہ عالمِ مادی کے آخیر میں ایک بیری کا درخت ہے۔ امام الانبیاء (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کسی میں طاقت نہیں ہے کہ اس جگہ سے آگے جا سکیں۔

حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ ساتویں آسمان میں یہ بیری کا درخت جس کے پھل اتنے بڑے بڑے تھے جیسے ہجر کے مٹکے اور اس کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح تھے۔ زمین سے جو چیز اوپر جاتی ہے وہ زیادہ سے زیادہ سدرۃ المنتہیٰ تک جا کر رک جاتی ہے اور پھر نیچے اترتی ہے اس لئے اس کا نام

سدرۃ المنتہیٰ ہے۔

حضرت اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنتِ ابوبکر نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) سے خود سدرۃ المنتہیٰ کا ذکر سنا۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ اس کی شاخ کا سایہ ایسا ہے کہ ایک سوار سو سال اس کے نیچے چلتا رہے مگر سایہ ختم نہیں ہو گا اور ایک لاکھ سوار اس کے سائے میں آ سکتے ہیں۔ اس کا فرش سونے کا ہے اور اس کے پھل مقدار کے اعتبار سے مٹکوں کی طرح ہیں۔ مقاتل نے کہا کہ وہ ایک درخت ہے جو زیور اور لباس اور پھلوں اور تمام رنگوں سے آراستہ ہے اگر اس کا پتہ زمین پر گر جائے تو زمین کے سارے رہنے والوں کو روشن کر دے۔ (تفسیر مظہری)

جبرائیل امین علیہ سلام فرشتوں کے رسول ہونے کے باوجود بھی اس جگہ سے آگے نہیں جا سکتے۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں یہاں سے ایک بال برابر بھی آگے بڑھا تو اللہ کے نور سے جل جاؤں گا۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہاں چار نہریں ہیں ان میں دو نہریں اندر جا رہی ہیں اور دو نہریں باہر آ رہی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا۔ اے جبرائیل علیہ سلام یہ کیا ہے انہوں نے کہا یہ دونوں نہریں جو اندر کی طرف جا رہی ہیں ہیں یہ جنت میں ہیں اور دو نہریں جو باہر کی طرف آ رہی ہیں وہ نیل اور فرات ہیں۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ یہ چار نہریں سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ میں ہیں۔

مسلم کی روایت کے مطابق ان چاروں کے نام یہ ہیں۔

نیل ، فرات ، سیحان ، اور جیحان

وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى ☆عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَى☆
عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى ☆

(سورۃ النجم: 15-13)

اور بے شک انہوں نے تو اس (جلوہ حق) دوسری مرتبہ (پھر) دیکھا۔۱۳۔
سدرۃ المنتہیٰ کے قریب۔۱۴۔ اسی کے پاس جنت الماٴویٰ ہے۔۱۵

اس کی حقیقت نوعیت اور کیفیت کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اس کائنات کے اسرار اور رموز میں سے ہے۔ اس تک انسانی عقل اور فہم کی رسائی نہیں ہوسکتی۔ اس درخت کے پھل اتنے بڑے بڑے ہیں جیسے حجر (عرب کا ایک علاقہ) کی بستی کے پانی بھرنے کے مٹکے۔ اس کے پتے اتنے بڑے ہیں جیسے ہاتھی کے کان اور درخت کو سونے کے پتنگوں نے ڈھانپ رکھا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اسے الوان (یعنی مختلف رنگ) نے ڈھانپ رکھا ہے جن کا تصور محال ہے۔

بیر گرم اور صحرائی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ جنگلوں میں چھوٹی چھوٹی خودرو جھاڑیوں میں بیر پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بڑے درختوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ کنوؤں اور چشموں کے کنارے زیادہ پائے جاتے ہیں۔ اس

کی شاخوں میں کانٹے اور گول چکنے چمکدار پتے ہوتے ہیں۔ پہاڑی علاقوں کے بیر زیادہ خوش ذائقہ ہوتے ہیں۔ بیر کے درخت کی عمر کئی سو سال ہوتی ہے۔ بیر کا اصل وطن چین ہے جہاں اس کے درخت کی اونچائی چالیس (40) فٹ تک پائی جاتی ہیں۔ ان کے زرد رنگ کے پھول ہوتے ہیں اور پھل جو پکنے کے بعد گہرے زرد اور سرخ رنگ کے ہو جاتے ہیں۔ 1906ء میں چین سے بیر کی سفید قسمیں امریکہ میں درامد کی گئیں اور جنوب مغربی علاقوں میں کاشت کی گئیں۔

بیر کی تاثیر سرد خشک ہے۔ گرم مزاج لوگوں کے لئے فائدہ مند ہے۔ بیر پیاس دور کرتا ہے بھوک مٹاتا ہے، گھبراہٹ کو دور کرتا ہے، خون صاف کرتا ہے اور آنکھوں کی بینائی بڑھاتا ہے۔ پیچش اور آنتوں کے ورم میں مفید ہے۔ کچا بیر قبض اور اپھارہ پیدا کرتا ہے۔ بیر نظامِ ہضم کی اصلاح کرتا ہے پیٹ کے کیڑے مارتا ہے۔ بدن کو غذائیت عطا کرتا ہے لیکن بلغم پیدا کرتا ہے۔ یہ تازہ اور خشک دونوں طرح سے کھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کے پھلوں میں اس کا ذکر کیا ہے۔

قرآنِ کریم میں ارشادِ ربانی ہے!

وَأَصۡحَابُ الۡيَمِيۡنِ مَا أَصۡحَابُ الۡيَمِيۡنِ ☆

فِىۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُودٍ ☆

(سورۃ الواقعہ: 28-27)

اور داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی عیش میں)

ہیں۔ (یعنی) بے خار کی بیریوں میں۔

رسولِ کریم ﷺ نے بیر کو لذیذ پھل قرار دینے اور اسے جنت کا میوہ ہونے کی حیثیت عطا فرمانے اس کے پتوں کو صفائی کے لئے بہترین قرار دیا ہے۔ جب کوئی مسلمان وفات پا تا ہے تو اسے خدا کے سپرد کرنے سے پہلے صاف کیا جاتا ہے۔ اس کے جسم سے ہر طرح کی غلاظت نہلا کے دور کرتے ہیں۔ پھر اسے وضو کرا کر صاف کپڑوں میں لپیٹ کر دفن کرتے ہیں۔ جسمانی صفائی کے عمل کے لئے بیری کے پتوں کے پانی کو بہترین قرار دیا گیا۔ جب صاحبزادیِ رسول حضرت فاطمہ خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا فوت ہوئیں تو ان کو بھی بیری کے پتوں کے پانی سے غسل دیا گیا۔

محمد احمد ذہبیؒ نے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو انہوں نے یہاں کے پھلوں میں سے جو پھل سب سے پہلے کھایا وہ بیر تھا۔

یہاں جس فقرے کا ترجمہ کیا گیا ہے "جب اس نے بیری کے درخت کو ڈھانپ لیا جس نے اسے ڈھانپ لیا" اس کی وضاحت امام بخاریؒ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ رنگ، میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہیں"... ابوسعید رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ایک حدیث کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کو فرشتوں نے ڈھانپ رکھا تھا۔"

امام مسلمؒ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے ڈھانپ دیا گیا تو وہ بدل گیا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے کوئی بھی اس کی خوبصورتی کو بیان نہیں کرسکتا۔

معراج کے بارے میں مشہور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جبرائیل علیہ السلام مجھے آسمان پر لے گئے تو اللہ کے حکم سے ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک گئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ساتویں آسمان۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ لے جایا گیا، اس کے پھل حجر کے گھڑے کی طرح اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کی طرح تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔

(بخاری، 3598)۔

اس کو سدرۃ المنتہیٰ کہنے کی وجہ امام مسلم (رح) کی ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت کی گئی حدیث میں ہے: "وہاں ہر چیز جو زمین سے نکلتی ہے رک جاتی ہے (ینتہی) اور اس سے نکالی جاتی ہے۔ اور وہاں جو کچھ نیچے آتا ہے وہیں رک جاتا ہے اور اسے وہاں سے اٹھالیا جاتا ہے۔ "النووی نے کہا کہ اسے سدرۃ المنتہیٰ کہا جاتا ہے کیونکہ اس مقام پر فرشتوں کا علم بند ہو جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اس سے آگے نہیں گیا۔

ہر پیغمبر جو بھیجا گیا ہے اور ہر فرشتہ جو اللہ کے قریب ہے اس کا علم اس درخت پر ٹھہر جاتا ہے۔ اس سے آگے جو کچھ ہے وہ غیب ہے۔ اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یا جس کو وہ بتاتا ہے۔ کہا گیا کہ یہ شہداء کی روحوں کی آخری منزل ہے۔

حدیث میں بیان کردہ پھل مشہور ہیں: وہ کنول کے درخت کے پھل ہیں۔ الخطابی نے کہا کہ "حجر کے گھڑے کی طرح" کا مطلب یہ ہے کہ وہ گھڑے کی طرح بڑے تھے۔ یہ وہ چیز ہے جو پہلے سننے والوں کو معلوم تھی، اسی لیے یہ تشبیہ استعمال کی گئی۔ حجر ایک جگہ کا نام ہے۔"اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کی طرح تھے" کا جملہ بھی بڑی جسامت کی نشاندہی کرتا ہے۔

دیودار یا بیری کا درخت القرآن کی روشنی میں

قرآنی نام: سدرہ

عام نام: .1 شجرۃ اللہ، ارز، ارز الرب، ارز اللبنان (عرب)، دیودار (انجینئر)، زیفون، زیفم۔

قرآنی حوالہ جات:

.1سورہ سبا(The City of Saba): 15-16

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ
كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ O

فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُم بِجَنَّتَيْهِمْ
جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَى أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ O

(اہلِ) سبا کیلئے اُن کے مقامِ بودو باش میں ایک نشانی تھی (یعنی) دو باغ (ایک) داہنی طرف اور (ایک) بائیں طرف۔ اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اُس کا شکر کرو (یہاں تمہارے رہنے کو یہ) پاکیزہ شہر ہے اور (وہاں بخشنے کو) اللہ بخشنے والا۔۱۵۔ تو انہوں نے (شکر گزاری سے) منہ پھیر لیا پس ہم نے اُن پر زور کا سیلاب چھوڑ دیا اور انہیں اُن کے باغوں کے بدلے ایسے دو باغ دیئے جن کے میوے بدمزہ تھے اور جن میں کچھ تو جھاؤ تھا اور تھوڑی سی بیریاں۔۱۶۔

(سورہ سبا: 15–16)

.2 سورہ النجم (ستارہ)۔V:7–18

وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى (7) ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى (8) فَكَانَ قَابَ
قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى (9) فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى (10)
مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى (11) أَفَتُمَارُونَهُ عَلَى مَا يَرَى (12)
وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى (13) عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَى (14)
عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى (15) إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى (16)

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى (17)لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ
رَبِّهِ الْكُبْرَى (18)

اوروہ (آسمان کے) اونچے کنارے میں تھے۔۷۔ پھر قریب ہوئے
اوراَورآگے بڑھے۔۸۔ تو دوکمان کے فاصلے پر یااس سے بھی کم۔۹۔
پھر اللہ نے اپنے بندے کی طرف جو بھیجا سو بھیجا۔۱۰۔ جو کچھ انہوں نے
دیکھاان کے دل نے اس کو جھوٹ نہ جانا۔۱۱۔ کیا جو کچھ وہ دیکھتے ہیں
تم اس میں ان سے جھگڑتے ہو۔۱۲۔ اورانہوں اس کوایک اور بار بھی دیکھا ہے۔
۱۳۔ پرلی حد کی بیری کے پاس۔۱۴۔اسی کے پاس رہنے کی جنت ہے۔۱۵۔
جب کہ اس بیری پر چھار ہا تھا جو چھار ہا تھا۔۱۶۔ان کی آنکھ نہ تو اور طرف
مائل ہوئی اور نہ (حد سے) بڑھی۔۱۷۔انہوں نے اپنے پروردگار
(کی قدرت) کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔۱۸۔
(سورہ نجم:7–18)

3. سورہ الواقیہ۔V:27-34

وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ (27)فِي سِدْرٍ
مَّخْضُودٍ (28)وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ (29)وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ (30)
وَمَاء مَّسْكُوبٍ (31)وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ (32)لَّا مَقْطُوعَةٍ
وَلَا مَمْنُوعَةٍ (33)وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ (34)

اور داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی عیش میں)
ہیں ۔۲۷۔ (یعنی) بے خار کی بیریوں میں ۔۲۸۔ اور تہ بتہ کیلوں ۔۲۹۔
اور لمبے لمبے سایوں ۔۳۰۔ اور پانی کے جھرنوں ۔۳۱۔ اور میوہائے کثیرہ
(کے باغوں) میں ۔۳۲۔ جو نہ کبھی ختم ہوں اور نہ ان سے کوئی
روکے ۔۳۳۔ اور اونچے اونچے فرشوں میں ۔۳۴۔
(سورہ واقعہ: 27–34)

قرآن پاک میں لفظ سدرہ کے چار حوالے ہیں۔ سورہ نجم میں دو بار اور سورہ واقعہ اور سورہ سبا میں ایک ایک بار ذکر ہوا ہے۔ ان چار حوالوں میں سے صرف ایک کا تعلق اس زمین (سورہ سبا) سے ہے جبکہ باقی تین کا ذکر جنت اور آسمانوں کی تفصیل میں کیا گیا ہے۔

انگریزی میں قرآن کے اکثر مفسرین اور مترجمین نے سدرہ کو بیر کا درخت سمجھا ہے جسے عربی میں نابق یا عنب اور یورپی زبانوں میں جوجوب یا زیزیفس کے نام سے جانا جاتا ہے۔ تاہم مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر قرآن میں فرماتے ہیں کہ سورۃ نجم کی آیت 57 میں جس سدرہ المنتہیٰ کا حوالہ دیا گیا ہے اسے جوجاب کے ساتھ خلط ملط نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ کس قسم کا درخت ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض روایات سے یہ بھی آیا ہے کہ سدرہ کی جڑیں چھٹے آسمان پر ہوں گی جبکہ اس کی شاخیں ساتویں آسمان تک پھیلی ہوئی ہوں گی۔ مولانا

عبدالماجد دریا آبادی نے (تفسیر القرآن) میں سورہ واقعہ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ قرآن کے بعض معروف عربی مفسرین نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ سدرہ سے اصل میں بیر کا درخت نہیں ہے بلکہ یہ کوئی اور خوبصورت درخت ہے۔" کئی عرب، انگریزی اور اردو مفسرین نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو ایک مشہور درخت کے قریب اللہ تعالیٰ نے بلایا تھا اور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایک درخت کے پاس بھی اللہ کی نظر تھی جسے قرآن میں سدرہ کہتے ہیں۔

لغوت القرآن میں، (عربی لغت) سدر کو ایک درخت کے طور پر بیان کیا گیا ہے جو انسانی علم کی انتہائی حد کو ظاہر کرتا ہے۔ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر قرآن میں فرماتے ہیں کہ یہ دراصل وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جبرائیل علیہ السلام سے دوسری مرتبہ ملاقات ہوئی اور اس سدرہ کے درخت کی صحیح نوعیت اور تفصیل جاننا مشکل ہے۔ .اس کے باوجود ان کی رائے میں یہ وہ چیز تھی جس کے لیے لفظ سدر کو اللہ تعالیٰ نے انسانی زبان میں موزوں ترین لفظ سمجھا۔ قرآن کا سدرۃ المنتہیٰ کا مفہوم کو انتہا کا درخت سمجھا جاتا ہے۔

علامہ یوسف علی (مفہوم القرآن) نے سدرہ کی شناخت زیزیفس نسل کے بیر کے درخت کے طور پر کی ہے جو عرب میں جنگلی ریاستوں کے ساتھ ساتھ کھیتی میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ قرآن کے بعض مفسرین نے سدرہ کو ممکنہ بیر کے درخت (Zziphus Species) کے طور پر شناخت کیا ہے، یہ بات نوٹ کرنا ضروری ہے کہ ان میں سے اکثریت نے اپنے تراجم میں اصل لفظ

سدرۃ المنتہیٰ یا سدرہ کو برقرار رکھا ہے۔ سورہ نجم (آیت 57)۔ ابوداؤد (رح) نے سدرۃ المنتہیٰ کا ترجمہ سدرہ درخت اور سدرۃ مخضود کا ترجمہ بغیر کانٹے کے سدرہ سے کیا ہے۔

سدرہ کی اصل شناخت اور حقیقی نوعیت کو قائم کرنے کے لیے اس درخت کے قرآنی حوالہ کے مقصد کو بہت احتیاط سے ذہن میں رکھنا چاہیے۔ لفظ سدرہ کے چاروں حوالوں میں سے ایک آیت بھی اس کے پھل کے ہونے کی وضاحت یا اشارہ نہیں کرتی۔ مزید برآں پورے قرآن کی کسی آیت میں بھی سدرہ کے ساتھ دیگر پھل دار درختوں کا ذکر نہیں ملتا، یعنی کھجور (نخل)، زیتون، انجیر (کشمیر)، انگور (عناب) اور انار (رومان)۔ ان تمام پھلوں اور پھلوں والے درختوں کا متعدد آیات میں متعدد بار ایک ساتھ ذکر آیا ہے لیکن کسی میں بھی سدرہ کو ان کے ساتھ نہیں ملایا گیا ہے۔ اس طرح صاف معلوم ہوتا ہے کہ سدرہ کے ذکر سے اللہ تعالیٰ نے درحقیقت کسی درخت کی خوبصورتی، طاقت اور عظمت پر زور دیا ہے نہ کہ پھل پر۔ مثال کے طور پر سورہ نجم اور سورہ واقعہ میں آسمانوں اور جنت کا ایک شاندار اور دلکش منظر بیان کیا گیا ہے جس میں سدرہ کا ذکر کیا گیا ہے، جب کہ سورہ سبا میں سدرہ کو ارم (قوم سبا) کے تباہ کن سیلابوں میں سے ایک بتایا گیا ہے (باقی دو درخت تمر سک ہیں، اثال اور سرسوں کا درخت ہیں)۔

سچی سدرہ کی شناخت کرنے کی کوشش کرنے سے پہلے، آیئے ان لوگوں کی رائے پر غور کریں جو اس کا دعویٰ کرتے ہیں ززیفس نسل کے بیر کے درخت۔

Paxton کے مطابق، Ziziphus کا نام عربی لفظ Ziziofun سے لیا گیا ہے، جس کا مطلب ہے کانٹے دار جھاڑی۔ درحقیقت ززیفس کی تمام انواع کمزور لکڑی یا کانٹوں سے لیس ہیں اور یہ گہری جڑوں والے پودے نہیں ہیں۔ عرب میں پائی جانے والی زیزیفس کی تین قسمیں Z.mauritiana ہیں، جو جوجوب پھلوں کا ذریعہ ہے، Z.lotus، جو کھانے کے پھل پیدا کرتی ہے جسے 'عنب' (عربی میں) کہا جاتا ہے اور christi-Z.spina، جن کے کانٹے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے تاج بنانے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ یہ انواع عام طور پر کانٹے دار جھاڑی ہیں۔ بعض اوقات اس کے چھوٹے درخت بن جاتے ہیں۔ ان میں جو پھل پیدا ہوتے ہیں وہ کھائے جاتے ہیں اور عوام میں مقبول اور مانوس ہو گئے ہیں۔ درحقیقت ان پودوں کے مقامی ناموں میں ہوتے ہیں۔ اس طرح کی تبدیلیاں کسی ملک یا لسانی خطوں میں پھولوں کی دولت میں کافی عام بات ہے۔ مثال کے طور پر کینو، کوپل، ساگوان وغیرہ کا اطلاق مکمل طور پر مختلف پودوں کی انواع کے لیے کیا جاتا ہے، جن کا تعلق مختلف نسلوں اور یہاں تک کہ خاندانوں سے ہے۔ اس لیے آسانی سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حقیقی سدرہ لبنان کا دیودار (Cedrus libani) تھا حالانکہ بہت سے Juniperus اور Ziziphus کو سدرہ بھی کہا جاتا ہے۔

درحقیقت دیودار کو کبھی جنگلوں کے بادشاہ کے طور پر جانا جاتا تھا اور بائبل میں اس درخت کے متعدد حوالہ جات موجود ہیں۔ اسے خدا کا درخت بھی کہا جاتا

ہے اور اس کی تعظیم درج ذیل آیات میں کی گئی ہے:

رب کا درخت، لبنان کا دیودار جو اس نے لگایا ہے

(کتاب زبور 16:104)۔

ایک اور آیت میں دیودار کا ذکر ان الفاظ میں ہوا ہے:

پہاڑیاں اس کے سائے سے ڈھکی ہوئی تھیں اور اس کی شاخیں دیودار کی تھیں۔

(کتاب زبور 10:80)

دلچسپ بات یہ ہے کہ دیودار کو عربی میں شجر الاللہ یا شجر الرب کے نام سے جانا جاتا ہے اور ہمالیہ میں پائے جانے والے سیڈرس دیودرہ کو سنسکرت اور ہندی میں دیودار کے نام سے جانا جاتا ہے جس کا مطلب ہے خدا کی لکڑی یا درخت۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ اسلام کے ظہور تک حضرت مسیحؑ کی صحیح شکل میں العرز کو یونانی اور دیگر یورپی زبانوں میں سدرہ کے مترادف الفاظ سے جانا جاتا تھا اور اسی لیے اگر ارض لبنان کو سدرہ کہا جائے قرآن کی (سدرہ) سدر کو بیان کرنے والی تمام قرآنی آیات پودے کے لیے بالکل واضح اور موزوں ہیں۔

چھٹے اور ساتویں آسمان پر سدرہ کا درخت (سورہ نجم) وہ درخت تھا جو اس علاقے کا سب سے اونچا اور اللہ تعالیٰ کی خوبصورت ترین مخلوقات میں سے ایک تھا اور بلاشبہ یہ پودا اکثر لوگوں کی توصیف اور شان کا موضوع تھا۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی. اسی درخت کا تذکرہ ایک دوسری سورہ (واقعہ) میں کیا گیا ہے جب جنت کا منظر پیش

کیا گیا ہے اور لفظ سدرۃ مخضو دیعنی کانٹوں کے بغیر سدرہ کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اسی سورہ کے اگلے فقرے میں طلح نامی درخت کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک کانٹے دار درخت یعنی ببول سیال ہے۔ ظاہر ہے کہ سورہ سبا میں اب سدرہ کی تفصیل اس وقت بہت واضح ہو جاتی ہے جب کہا جاتا ہے کہ سیلاب سے صرف تین قسم کے درخت ہی تباہی سے بچ گئے ورنہ تمام باغ مکمل طور پر تباہ ہو گیا۔ یہ (سلواڈورا پرسیکا)، اثال (تمارکس افائلہ) اور سدرہ (سیڈرس لبانی) تھے، یہ سب گہری جڑوں والے مضبوط درخت تھے اور اسی وجہ سے ماریب میں ارم کے سیلاب کے دوران ان کا زندہ رہنا ایک انتہائی منطقی اور قدرتی واقعہ ہے۔ اس علاقے میں دیودار (Cedrus libani) کے باقی زندہ رہ جانے کا امکان ہے کیونکہ اس پہاڑی علاقے کو اس کی اونچائی (تقریباً 4000 فٹ) کی وجہ سے سرد آب و ہوا کہا جاتا ہے اور دیودار دراصل پہاڑی علاقوں اور سرد آب و ہوا کا پودا ہے۔ اس بات کا بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ لبنان کا دیودار یمن میں موجود ہو گا جو اس زمانے میں ایک انتہائی مہذب اور دولت مند مملکت تھی۔

انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں مختلف ماہرین نے عرب کے پھولوں کے بارے میں جو نباتاتی لٹریچر لکھا ہے اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ زیز یفس کی تین اقسام، بہت سے جونیپر اور تماریکس کی کچھ انواع اب بھی مقامی طور پر سدر اور آرز کے نام سے مشہور ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کی آمد کے وقت حقیقی سدر ضرور لبنان کا الارز (دیودار) تھا لیکن سدر اور عرز کے دونوں

نام جونیپرس کے دوسرے درختوں کے لیے بھی استعمال ہوتے رہے ہوں گے (عربی، 'Ar'Ar) اور Ziziphus بھی۔ تاہم یونانی، اطالوی اور دوسری زبانوں میں جن کا شمالی عرب پر بڑا اثر تھا، سیڈرس، سیڈر وغیرہ سے مراد صرف سیڈرس لبانی ہے نہ کہ زیزیفس۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کا سدر سیڈرس کا اونچا درخت ہونا چاہیے نہ کہ زیزفس جیسا کانٹا دار جھاڑی۔ مثال کے طور پر ابوداؤد میں ایک حدیث ہے جس کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سدر کو کاٹنے والے سر جھکا کر جہنم میں بھیجے جائیں گے۔ اسی طرح ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ میں سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سدر کو کاٹنے والوں کی مذمت فرمائی ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ بات مکہ کے کچھ لوگوں کے رواج کے تناظر میں کہی جو عراق کے لیے سدر کی لکڑی استعمال کرتے تھے۔ ان درختوں کی تباہی اور کاٹنے کے خلاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنبیہ کی یہ روایتیں (ابوداؤد) نباتات کی دولت کے تحفظ اور ماحولیاتی توازن کو برقرار رکھنے کے لیے آپ کے سائنسی رویے کا حصہ تھیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ دیودار کے کچھ جنگلات آج بھی لبنان اور شام میں نظر آتے ہیں اس کی وجہ ان کے کاٹنے کے خلاف مسلمانوں کا عمومی رویہ رہا ہوگا۔ ورنہ اگر ان جنگلات کو کاٹنے کی اجازت دی جاتی تو دیودار اب تک نہ ہونے کے برابر ہوتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا احادیث العرز سے بہت زیادہ متعلقہ ہیں اور بیری کے

درخت سے بھی کم نہیں۔ جنگلی اور جھاڑی دار بیری کے درخت کو کاٹنا بڑا گناہ نہیں کہا جاسکتا۔ درحقیقت پرانے زیزیفس کو کاٹنا اس کی جلد از سرنو تخلیق میں مدد کرتا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ﷺ) سنے فرمایا! کہ انہوں نے اپنے اصحاب سے کہا کہ سدرۃ المنتہیٰ ایک بڑا درخت ہے جس کے پتے (شاخیں) ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں اور اس کے پھل حجر (عرب میں ایک جگہ) کے پانی کے برتنوں کی طرح ہیں۔ اب شاخوں اور شنک یعنی پھلوں والے درخت کو (اس کتاب میں دیا گیا ہے) کو باریک بینی سے دیکھا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیے گئے تشبیہ کی تعریف ضرور ہوتی ہے۔

بخاری، ترمذی اور دیگر روایات میں ایسی متعدد روایات موجود ہیں جن میں میت کو غسل دینے کے لیے گرم پانی میں سدر کے پتے ملانے کی تلقین کی گئی ہے۔ یہاں، Cedrus libani اور Juniperus oxycedrus کے پتے واقعی جراثیم کش کے طور پر سب سے زیادہ موزوں ہیں کیونکہ ان دونوں پودوں میں ایک ضروری تیل ہوتا ہے جو کہ ڈیوڈورنٹ اور جراثیم کش کے طور پر انتہائی موثر ہے۔ لیکن ان دو پودوں کی عدم موجودگی میں، Z.lotus یا Z.spina– christi کے پتے ناقص متبادل ہیں۔

شارع الاسلام وغیرہ میں حضرت جعفر صادقؒ کی متعدد روایتیں نقل ہوئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سدر وہ پتے ہوں گے جن میں جراثیم کش اور صفائی کی خصوصیات ہیں۔ مثال کے طور پر روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

کپڑے سدر کے رگوہ (جھاگ) سے دھوتے تھے اور اس سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس پر عمل کیا تھا۔ اسی طرح کی ایک اور روایت سے سدر کی اہمیت واضح ہوتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ''سدر اور طلح (ببول کی نسل) کے پودوں کو پانی دینا پیاسے مومن کو پانی پلانے کے برابر ہے۔'' یہ روایتیں اس تجویز کو بھی تقویت دیتی ہیں کہ سدر دراصل دیودار کا درخت تھا نہ کہ جوجوب۔

پروفیسر لیٹن مسلمین کے بقول ان کے بائبل پلانٹس پر کتاب میں ایک پرانا دیودار موسموں کی سختیاں برداشت کرنے میں عمدہ ہے۔ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ یہ ایک غالب بادشاہ کی شبیہہ ہے — باوقار، مضبوط۔ اسے ایک راست باز آدمی سے بھی تشبیہ دی گئی ہے۔ لکڑی کے طور پر نوبل دیودار زوال کے خلاف مزاحم، خوشبودار اور خوبصورت پھول رکھتا ہے۔ بظاہر شاہی فرمان کے بغیر اس کی کاشت نہیں ہوسکتی تھی۔

دیودار کا ایک غیر معروف استعمال پاکیزگی کے لیے قربانیوں میں تھا۔ ایک مثال جذام کے لیے صفائی ہے۔ اس پیش کش کے لیے دیودار کی لکڑی درکار تھی۔ تفصیلات نہیں دی گئی ہیں لیکن ایسا لگتا ہے کہ دیودار کے چھوٹے ٹکڑے ان کی خوشبو کے لیے استعمال کیے گئے تھے۔

اوپر بیان کردہ حقائق کے پیش نظر سدرہ (Sidr) غالبًا لبنان کا دیودار ہے اور اسے بیری کے درخت سے جوڑنا ایک تاریخی غلط فہمی معلوم ہوتی ہے جو آج تک پودوں کے مروجہ مقامی ناموں میں پائی جاتی ہے۔

انسائیکلو پیڈیا میتھیکا، سدرہ المنتہیٰ کے مطابق سب سے آگے کا درخت یا آخری منزل کا درخت الجنۃ جنت میں ایک الٰہی درخت ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے سفر کے دوران دیکھا تھا۔ (لیلۃ الاسراء والمعراج - رات کا سفر اور معراج)۔ سدرۃ المنتہیٰ بیری کا درخت نہیں ہے۔

Micha F. Lindemans کا کہنا ہے کہ سدرہ المنتہیٰ - " آخر کا دیودار"۔ وہ بہت بڑا درخت ہے جو آسمان میں ساتویں طبقے پر خدا کے تخت کے نیچے کھڑا ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا میتھیکا)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ 18 سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یمن تجارت کے لیے گئے۔ ایک سدرہ کے درخت پر رکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سائے میں تشریف لے گئے جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بحیرہ نامی شخص کے پاس گئے۔ مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی: "وہ کون ہے جو سدرہ کے سائے میں بیٹھا ہے؟" بحیرہ نے حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے پوچھ؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا! یہ محمد بن عبداللہ (ﷺ) ہیں۔ بحیرہ نے کہا! "میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اس کے نیچے نہیں بیٹھا۔

(الریاض النظرۃ)

اصل میں یہ درخت ایشیا کو چک کا رہنے والا ہے۔ فی الحال شام اور لبنان میں جبل الونائٹ پہاڑوں میں پایا جاتا ہے، جہاں یہ اب بہت نایاب ہے لیکن یہ ترکی میں تورس اور سلیشین ٹورس میں اب بھی بہت زیادہ ہے۔ یہ 1300 اور 2100 میٹر کی بلندی کے درمیان بڑھتا ہے۔ کافی سخت ہوتا ہے اور کم پانی ملنے کے باوجود ترقی کرتا ہے لیکن اس کی افزائش آہستہ آہستہ ہوتی ہے۔"

1000 سال سے زیادہ (اس نسل کا اکثر بائبل کے عہد نامہ قدیم میں ذکر کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا پہلا ہیکل اس سے بنایا گیا تھا (دیکھیں ایک کنگز 6:5)) جدید دور میں لبنان کا دیودار ہے۔ ایک سجاوٹی درخت کے طور پر وسیع پیمانے پر کاشت کی جاتی ہے لبنان کے دیودار کا مذہب اور افسانوں میں متعدد بار حوالہ دیا گیا ہے۔

لبنان کے دیودار نے نہ صرف ثقافتی طور پر معاشرے کی مدد کی بلکہ قدیم تہذیبوں کے لیے متعدد معیشتوں کی بنیاد تھی۔ دیودار کو مندروں، محلوں اور کشتیوں کی تعمیر کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ مصر کو دیودار کی لکڑی کی برآمد خوشحالی اور ترقی کا ایک اہم عنصر تھا اور اس نے بین الاقوامی تجارت، جہاز رانی، فنون اور دستکاری میں اہم کردار ادا کیا۔ مزید کاروباری اداروں کو شروع کرنے کے لیے لکڑی فراہم کی۔ مصری دیودار کو استعمال کرنے میں اکیلے نہیں تھے۔ آشوریوں، نبوکدنضر، رومیوں، بادشاہ ڈیوڈ، شاہ بابل، ہیروڈ دی گریٹ اور سلطنت عثمانیہ میں ترکوں نے دیوداروں کا بڑے پیمانے پر استعمال کیا۔ 1914-1918 کی جنگ کے دوران

باقی ماندہ زخیرہ کا بیشتر حصہ ریل روڈ کے ایندھن کے لیے استعمال کیا گیا اور تباہ کر دیا گیا۔ نتیجے کے طور پر لبنان میں دیودار کی حد میں ڈرامائی طور پر کمی آئی ہے۔ یہ ایک سدابہار مخروطی درخت ہے۔

40 میٹر (130 فٹ) قد تک بڑھتا ہے جس کا تنا 2.5 میٹر (8 فٹ 2 انچ) قطر تک ہوتا ہے۔ پتے سوئی کی طرح ہوتے ہیں، لمبی ٹہنیوں پر فاصلہ رکھتے ہیں اور چھوٹی ٹہنیوں پر 15-45 کے جھرمٹ میں۔

لبنان کا دیودار مختلف تہذیبوں کے لیے اہم تھا۔ تجارت اور فوجی جہازوں کے ساتھ ساتھ مکانات اور مندروں کی تعمیر کے لیے قدیم درختوں کا استعمال کیا جاتا تھا۔ مصری اس کی رال کو ممی کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے اور اس کا چورا فرعون کے مقبروں میں پایا جاتا تھا۔ گلگامیش کی سمیری مہاکاوی میں لبنان کے دیودار کے درختوں کو دیوتاؤں کی رہائش کے طور پر نامزد کیا گیا ہے جہاں گلگامیش نے مہم جوئی کی۔ انہوں نے ایک بار اپنی تقریبات میں دیودار کو جلایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پیروکاروں سے کہا کہ وہ لبنان کے دیودار کی چھال کو ختنہ اور جذام کے علاج میں استعمال کریں۔ یسعیاہ نے لبنان دیودار کو دنیا کے فخر کے استعارے کے طور پر استعمال کیا۔

تاریخی طور پر وسیع پیمانے پر جنگلات کی کٹائی ہوئی ہے، موجودہ جنگل اصل جنگلات کی صرف چھوٹی باقیات باقی ہیں۔ لبنان اور قبرص میں جنگلات کی کٹائی خاص طور پر شدید رہی ہے۔ قبرص پر صرف 25 میٹر (82 فٹ) اونچے

چھوٹے درخت ہی زندہ رہتے ہیں حالانکہ پلینی دی ایلڈر نے وہاں دیودار 40 میٹر (130 فٹ) اونچے درج کیے ہیں۔ دیودار کی وسیع پیمانے پر جنگلات بحیرہ روم کے علاقے خاص طور پر ترکی میں کی جاتی ہیں جہاں سالانہ 50 ملین سے زیادہ نوجوان دیودار لگائے جاتے ہیں۔ لبنان میں اس کی افزائش براؤزنگ سے قدرتی تخلیق نو کے متبادل اور تحفظ کے امتزاج کے ذریعے پھیل رہی ہے۔ لبنانی جھنڈا پر درمیان میں لبنانی دیودار کے ساتھ لبنانی دیودار ہمیشہ سے لبنان کا قومی نشان رہا ہے، اور یہ لبنانی پرچم پر نظر آتا ہے۔ طویل استحصال کے نتیجے میں لبنان میں بہت کم پرانے درخت باقی رہ گئے ہیں لیکن اب جنگلات کے تحفظ اور دوبارہ تخلیق کے لیے ایک فعال پروگرام ہے۔ بشاری میں دیودار کا جنگل اور باروک کا جنگل لبنان میں قومی ذخائر ہیں۔ ترکی میں بڑے پیمانے پر اس کو اگایا جا رہا ہے جہاں تقریباً 30,000 ہیکٹر (74,000 ایکڑ) دیودار سالانہ لگائے جاتے ہیں۔ (Gymnosperm Database،Christopher J. Earle)۔

سدرہ کے متعلق اہم احادیث:

عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص سدر کو کاٹتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کر دیتا ہے۔

حسین بن ابراہیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے سدر کے کاٹنے کے بارے میں پوچھا جب وہ اپنے والد عروہ رضی اللہ عنہ کے

گھر سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کیا تمہیں یہ دروازے نظر نہیں آتے؟ یہ حضرت عروہؓ نے سدرہ سے بنائے تھے جسے وہ اپنی زمین سے کاٹتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حمید نے اس ضمن میں مزید کہا گیا ہے کہ آپ ایک اختراع لائے ہیں، اے عراقی! اس نے کہا میں نے کہا، یہ بدعت آپ کی طرف سے ہے۔ میں نے مکہ میں ایک شخص کو کہتے سنا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے جو سدر کو کاٹتا ہے۔ اس کے بعد اس نے اسی اثر کے لیے اس کا ذکر کیا۔

30.9 - زقوم

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أَذٰلِکَ خَیْرٌ نُّزُلاً أَمْ شَجَرَۃُ الزَّقُّومِ (62)إِنَّا جَعَلْنَاھَا فِتْنَۃً لِّلظَّالِمِیْنَ (63) إِنَّھَا شَجَرَۃٌ تَخْرُجُ فِیْ أَصْلِ الْجَحِیْمِ (64) طَلْعُھَا کَأَنَّہُ رُؤُوسُ الشَّیَاطِیْنِ (65)فَإِنَّھُمْ لَآکِلُونَ مِنْھَا فَمَالِؤُونَ مِنْھَا الْبُطُونَ (66)

(سورۃ الصافات: 66-62)

بھلا یہ مہمانی اچھی ہے یا زقوم کا درخت ۔٦٢۔ ہم نے اس کو ظالموں کے لئے عذاب بنا رکھا ہے ۔٦٣۔ وہ ایک درخت ہے کہ جہنم کے اسفل میں اگے گا۔ ٦٤۔ اس کے خوشے ایسے ہوں گے جیسے شیطانوں کے سر۔٦٥۔ سو وہ اسی میں سے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے۔٦٦

وَإِذْ قُلْنَا لَکَ إِنَّ رَبَّکَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤیَا الَّتِیْ أَرَیْنَاکَ إِلاَّ فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَۃَ الْمَلْعُونَۃَ فِیْ الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُھُمْ فَمَا یَزِیْدُھُمْ إِلاَّ طُغْیَاناً کَبِیْراًO

جب ہم نے تم سے کہا کہ تمہارا رب لوگوں کو احاطہ کیے ہوئے ہے،

اور جو نمائش (معراج) ہم نے تمہیں دکھائی اُس کو لوگوں کیلئے آزمائش کیا،

اوراسی طرح (زقوم کے) درخت کوجس پرقرآن میں لعنت کی گئی ہے،
اورہم انہیں ڈراتے ہیں تو اُن کواس سے بڑی (سخت)
سرکشی پیدا ہوئی ہے۔۶۰

المنجد کے مطابق زقوم جہنم کا ایک درخت ہے۔ جس کا پھل زہریلہ ہے اور یہ گناہ گاروں کے لئے ہے۔ باقی ڈکشنریوں میں اسے Thorny) (Plant تھورنی پلانٹ کہتے ہیں جس کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔ قرآنِ پاک میں اس پھل کا تین جگہ ذکر ہوا ہے۔ ایک زقوم کے نام سے دوسری دفعہ شجرالملعو نہ کے نام سے۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ اپنی کتاب ترجمان القرآن میں سورۃ بنی اسرائیل کی تفسیر بیان کرتے ہوئے زقوم کوتھور کے درخت سے تشبیہ دیتے ہیں جو کہ انڈیا (ہندوستان) میں کافی پایا جاتا ہے۔ مولانا مودودیؒ تفہیم القرآن میں بیان کرتے ہیں کہ زقوم کا پودا تحامہ میں پایا جاتا ہے۔ جس کا ذائقہ کڑوا ہے اور بہت بُری مہک ہے اوراس کی جڑ سے نکلا ہوا رس جسم پر لگ جائے تو چھالے پیدا کر دیتا ہے۔ شاید یہ وہی درخت ہے جو پاک و ہند میں ’’ تھور ‘‘ کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ جناب یوسف علی نے اس کو انگریزی کا کوئی الگ نام نہیں دیا۔ مگر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ یہ درخت (Jericho) جیریچو میں پایا جاتا ہے جو کہ یروشلم کے قریب ہے اور زقوم کے نام سے ہی جانا جاتا ہے۔ لیکن وہ درحقیقت (MyrobalanType) مائروبالان درخت کی قسم ہے لیکن اس کو زقوم نہیں کہا

جا سکتا ہے۔ یوسف علی صاحب کا خیال ہے کہ زقوم کا نام اس درخت کو قرآن کے آنے کے کافی عرصہ بعد دیا گیا ہے۔ کیونکہ قرآن میں زقوم کی خصوصیات اس قدر واضع ہیں کہ ہماری آج کل کی جڑی بوٹیاں اور پودوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا زیادہ مشکل کام نہیں ہے۔

کسی بھی درخت کو زقوم کہنے سے پہلے ہمیں اس میں قرآنِ کریم کی تین خصوصیات دیکھنی ہوں گی ورنہ وہ درخت زقوم نہیں ہو گا۔ پہلی بات یہ کہ اس کو کھانے سے معدے میں آگ کی سی کیفیت ہوتی ہے۔ اس کی جڑیں اور شاخیں بہت ڈراؤنی ہوتی ہیں۔ تیسری یہ کی زقوم دوزخیوں کی خوراک ہے۔ یعنی پورا درخت خوراک کے طور پر کھایا جاتا ہے۔ زیادہ تر اردو مفسرین نے تھور کے درخت کو زقوم کے درخت سے قریب ترین کہا ہے۔

تھوراور سوندھ (Sehnds) کا تعلق (Euphorbia) یوفوربیا سے ہے۔ جو کہ ہزاروں قسم کی جڑی بوٹیاں اور درخت ہو سکتے ہیں۔ جو کہ دنیا کے مختلف علاقوں میں مختلف نام اور خواص کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ خصوصاً گرم علاقوں میں پائے جاتے ہیں کیونکہ یہ درخت دوزخ کے درخت سے مطابقت رکھتے ہیں۔ ان تمام درختوں میں جو چیز مماثلت رکھتی ہے وہ اس کا کڑوا پن ہے اور لیس دار (Latex) لیٹکس زہریلہ مواد جو کہ جسم پر لگنے کی صورت میں کھال کو نقصان پہنچاتا ہے۔ انڈیا میں ساٹھ سے زیادہ قسمیں پائی جاتی ہیں جو کہ ان خصوصیات کی حامل ہیں۔ زیادہ تر (Cactus) کیکٹس کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ عرب علاقوں میں

(Lebbein) لیبین ، (Rummid) رومِد اور مختلف ناموں سے جانے جاتے ہیں۔ (Euphorbia) یوفوربیا کی سو سے زیادہ اقسام افریقہ میں پائی جاتی ہیں جو کہ طبیب دوائیوں میں استعمال کرتے ہیں۔

تھور کا درخت:

زقوم ایک قسم کا درخت ہے جو تہامہ کے علاقہ میں ہوتا ہے۔ اس کا مزا تلخ اور بدبودار ہوتا ہے۔ اسے توڑنے سے اس میں سے دودھ کی طرح کا رس نکلتا ہے اگر وہ جسم پر لگ جائے تو ورم ہو جاتا ہے۔ غالباً یہی درخت ہمارے ہاں تھور کا درخت ہوتا ہے۔ یہ زقوم کا درخت جہنمیوں کا کھانا ہوگا۔ ممکن ہے کہ اسی سے مراد ایک ہی خاص درخت ہو جو تمام جہنم میں پھیلا ہوا ہو۔ جیسے کہ طوبیٰ کا ایک درخت ہے جو جنت کے ایک ایک محل میں پہنچا ہوا ہے۔ ممکن ہے اس سے مراد زقوم کے درخت کی جنس ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ درخت آگ ہی میں پیدا ہوگا اور اس کی غذا بھی آگ ہی ہوگی۔ ابو جہل اسی پر ہنسی اڑاتا تھا اور کہتا تھا کہ میں بھی خوب مزے سے کھجور اور مکھن کھاؤں گا اسی کا نام زقوم ہے۔ اس درخت کی اصل جڑ جہنم کی انتہائی گہرائی میں ہے۔ اس کے پتے، خوشہ، شاخیں بھیانک اور ڈراؤنی سانپ کے پھن کی طرح ہیں۔ لمبی چوڑی خوب دور دور تک شیطانوں کے سروں کی طرح پھیلی ہوئی ہیں۔ شیطان کو کسی نے نہیں دیکھا لیکن اس کا نام سنتے ہیں تو اس کی بدصورتی اور خباثت کا منظر سامنے آجاتا ہے۔ یہی حال اس درخت کا ہے کہ اس کو

دیکھنے اور چکھنے میں ظاہر اور باطن میں بری چیز ہے ۔اسی بدمنظر، بدبودار، بدذائقہ، بدخصال زقوم کو انہیں جبراً کھانا پڑے گا۔ ٹھونس ٹھونس کر انہیں کھلایا جائے گا کہ یہ بجائے خود ایک زبردست عذاب ہے۔ اگر اس زقوم کا ایک قطرہ سمندر میں پڑ جائے تو روئے زمیں میں تمام لوگوں کی خوراک کو خراب کر دے گا۔ اس کا کیا حال ہوگا جس کی خوراک ہی یہی ہے۔

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ (43) طَعَامُ الْأَثِيمِ (44)
كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ (45) كَغَلْيِ الْحَمِيمِ (46)

(سورۃ الدخان: 46-43)

بلاشبہ زقوم کا درخت ۔۴۳۔ گنہگار کا کھانا ہے ۔۴۴۔
جیسے پگھلا ہوا تانبا پیٹوں میں (اس طرح) کھولے گا ۔۴۵۔
جس طرح گرم پانی کھولتا ہے ۔۴۶

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ (51) لَآكِلُونَ مِن شَجَرٍ مِّن زَقُّومٍ (52) فَمَالِؤُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ (53) فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ (54) فَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهِيمِ (55) هَذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ (56)

(سورۃ الواقعہ ۔ 52)

پھر تم اے جھٹلانے والے گمراہو!۵۱۔ تھوہر کے درخت کھاؤ گے۔۵۲۔
اوراسی سے پیٹ بھرو گے۔۵۳۔ اوراس پرکھولتا ہوا پانی پیو گے۔۵۴۔
اور پیو گے بھی تو اس طرح جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔۵۵۔
جزا کے دن یہ ان کی ضیافت ہو گی۔۵۶

دوزخ میں ایک درخت ہے جس کی تین شاخیں ہیں جس کا سایہ نہ گھنا ہے اور نہ آگ کے شعلے سے بچا سکتا ہے۔ فرمایا اے گمراہو! اور اللہ کے آیات کو جھٹلانے والو! زقوم کے درخت کھاؤ گے۔ انہیں سے پیٹ بھرو گے کیونکہ وہ جبراً تمہارے حلق میں ٹھونسا جائے گا۔ اور پھر اس پر کھولتا ہوا گرم پانی پینے کو ملے گا۔ وہ تمہیں اس طرح پینا پڑے گا جس طرح پیاسا اونٹ پی رہا ہو۔

زقوم:

زقوم کا درخت ان کھانے میں سے ہے جس میں سے اہل جہنم کھائیں گے۔ زقوم کا درخت اتنا بھیانک ہے کہ اگر زقوم کا ایک قطرہ بھی اس زمین پر ڈال دیا جائے تو زمین کی ہر چیز برباد ہو جائے گی۔ کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ اس کو خوراک کے طور پر رکھنا کتنا خوفناک ہے؟ اس کے استعمال کرنے پر یہ پگھلے ہوئے پیتل کی طرح ہوگا بلکہ اس سے بھی بدتر۔ یہ ان کے چہروں اور ان کے اندرونی حصوں کو جلا دے گا۔ جہنم کے لوگ اتنے بھوکے ہوں گے کہ وہ آگ کے گڑھوں کی

طرف بھاگیں گے تا کہ جو کچھ انہیں ملے اسے کھائیں۔ یہاں وہ زقوم کے درخت سے کھانے پر مجبور ہوں گے۔ چھونے سے پہلے ہی ان کے اپنے ہونٹ جل جائیں گے اور ان کے دانت کھل جائیں گے۔ یہی نہیں بلکہ وہ کانٹے کے ٹکڑوں کی طرح نگل جائیں گے جو نگلتے ہی ان کے گوشت اور اندر کو چیر ڈالیں گے۔ اس سے پہلے کہ یہ ان کے پیٹ میں بس جائے یہ جل کر ختم ہو جائے گا۔

قرآن و سنت میں مذکور درخت کھجور کا درخت زیتون کا درخت سدرۃ المنتہیٰ جنت میں طوبہ کا درخت وہ درخت جس سے اللہ نے ہمارے والد اور والدہ (آدم علیہ السلام) کو منع کیا تھا۔ اور حضرت حوا (علیہ السلام) کا اس درخت کا پھل کھانا جس سے اللہ نے کافر (حکم عدولی) کو تشبیہ دی ہے۔ حوالہ جات قرآن "بلا شبہ زقوم کا درخت گنہگاروں کی خوراک ہوگا، گندے تیل کی طرح پیٹ میں ابلتا ہے، جیسے گرم پانی کا ابلنا۔" "ان کے لیے زہریلے کانٹے دار پودے کے سوا کوئی خوراک نہیں ہوگی۔ جو نہ تو پرورش پاتا ہے اور نہ بھوک سے کام آتا ہے؟"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

لَّیسَ لَھُم طَعَامٌ إِلَّا مِن ضَرِیعٍ o لَّا یُسمِنُ وَلَا یُغنِی مِن جُوعٍ o

ان کے لیے ایک زہریلے کانٹے دار پودے کے سوا کوئی کھانا نہیں ہوگا (6)

جو نہ پرورش پائے گا اور نہ بھوک سے کام آئے گا (7)

(سورہ غاشیہ 88:6-7)

اس طرح کے کھانے سے بھی انسان کا دم گھٹتا ہے۔ سورہ صفات میں اس کی بہت واضح وضاحت مل سکتی ہے:" کیا جنت بہتر رہائش ہے یا زقوم کا درخت؟ بے شک ہم نے اسے ظالموں کے لیے عذاب بنا دیا ہے۔ درحقیقت یہ ایک درخت ہے جو جہنم کے نیچے سے نکلتا ہے، اس کا پھل ایسا نکلتا ہے جیسے یہ شیطانوں کا سر ہو۔"

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ: 'اور ہم نے وہ نظارہ (آسمان پر معراج) عطا کیا جو ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حقیقی عینی شاہد کے طور پر دکھایا لیکن انسانوں کے لیے آزمائش کے طور پر۔' (17.60)

یہ ایک حقیقی عینی شاہد تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات دکھایا گیا جب آپ کو (آسمان کی طرف) سفر پر لے جایا گیا تھا۔ اور ملعون درخت زقوم کا درخت ہے (ایک کڑوا تیکھا درخت جو جہنم کی تہہ میں اگتا ہے)۔

(صحیح بخاری جلد 6:240 اور جلد 5:228)

زقوم کا درخت قرآن مجید میں چار الگ الگ سورتوں میں مذکور ہے اور دوسری سورتوں میں بھی اس کا ممکنہ حوالہ دیا گیا ہے۔

زقوم کا درخت جہنم کے دل میں پایا جاتا ہے اور اس کی کڑوی اور کانٹے دار چیز (ایک قسم کا خوفناک پھل) جہنم والے کھائیں گے۔ یہ کھانا نہ تو پرورش پائے گا اور نہ ہی ذائقہ دار۔ یہ صرف جہنمیوں کے لیے عذاب کا کام کرے گا۔ اس کا بدصورت پھل شیطانوں کے سروں سے مشابہ ہے۔ جہنم میں جن گنہگاروں کی

بخشش سے انکار کیا جائے گا وہ قیامت کے دن بھوکے ہوں گے، پھر بھی انہیں صرف وہی کھانا ملے گا جو زقوم کے درخت کی خوفناک پیداوار ہوگی۔ وہ کسی اور چیز یا اس سے بہتر چیز کی کمی کی وجہ سے اسے کھانے پر مجبور ہوں گے۔ یہ اتنا خوفناک ہوگا کہ جب اسے کھایا جائے گا تو اس کو کھانے والوں کے اندر جل جائے گا اور ان کو گھٹن کا احساس دلائے گا اور ان کی تکلیف میں اضافہ ہوگا۔ اس سلسلے میں قرآن مجید کی آیات پڑھنے اور یاد رکھنے کے لائق ہیں۔ یہ ان کافروں کے لیے ایک تنبیہ ہیں جو حق پر غور کرنے سے انکاری ہیں اور عارضی دنیاوی لذتوں سے بہت زیادہ مشغول ہیں۔

"اور (یہ ایک تنبیہ تھی) جب ہم نے تم سے کہا: اے لوگو! تمہارے رب نے انسانوں کو گھیر رکھا ہے، اور ہم نے وہ نظارہ مقرر کیا، جو ہم نے تمہیں لوگوں کے لیے آزمائش کے طور پر دکھایا، اور (اسی طرح) قرآن میں ملعون درخت۔ ہم انہیں تنبیہ کرتے ہیں، لیکن اس نے ان میں کوئی اضافہ نہیں کیا سوائے سنگین بے عزتی کے۔"

یہ خیر مقدم کے طور پر بہتر ہے، یا زقوم کا درخت۔ اے لوگو! ہم نے اسے ظالموں کے لیے عذاب قرار دیا ہے۔ اے لوگو! یہ ایک درخت ہے جو جہنم کے دل میں پھوٹتا ہے۔ اس کی فصل ایسی ہے جیسے شیطانوں کے سر ہوں اور اے لوگو! وہ ضرور اس میں سے کھائیں گے اور اس سے پیٹ بھریں گے۔"

"اے لوگو! زقوم کا درخت، گنہگاروں کی خوراک، پگھلے ہوئے پیتل کی

طرح ان کے پیٹوں میں ابلتے ہوئے پانی کی بوندوں کی طرح اُڑتا ہے۔"

"پھر اے لوگو! تم گمراہ اور جھٹلانے والے، تم ضرور زقوم نامی درخت کا پھل کھاؤ گے اور اس سے اپنے پیٹ بھرو گے۔"

''اے لوگو! ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی ہوئی آگ، اور کھانے والے کا دم گھٹنے والا اور دردناک عذاب''۔ (13-12:73)

"ان کے لیے کڑوے کانٹے دار پھلوں کے سوا کوئی کھانا نہیں جو نہ پرورش دیتا ہے اور نہ ہی بھوک سے آزاد ہوتا ہے۔"

شاہ جوبا دوم (25 قبل مسیح-AD 18) موریطانیہ کا مشہور حکمران تھا اور فطرت سے محبت کرنے والا تھا۔ وہ اپنے علاقے کے نباتات اور حیوانات میں بہت دلچسپی رکھتا تھا۔ اسے اپنے ملک کے چٹانی اور پہاڑی علاقوں میں ایک پودا ملا جس کے تنے سے انتہائی زہریلا لیٹیکس نکلتا تھا۔ اس نے اس پودے کا نام یوفوربیا کے نام سے اپنے سیکھے ہوئے ذاتی معالج یوفوربس کے نام پر رکھا۔ انہوں نے اس پلانٹ پر ایک کتاب لکھی جس میں تمام ممکنہ تفصیلات موجود تھیں۔ مثال کے طور پر اس نے لکھا کہ لیٹیکس حاصل کرنے کے لیے لوہے کی ایک لمبی چھڑی کا استعمال پودے کے تنوں پر کاٹا جاتا تھا۔ یہ انسانی جسم کے ساتھ زہریلے لیٹیکس کے کسی بھی ممکنہ رابطے سے بچنے کے لیے کیا گیا تھا کیونکہ اس سے جلد پر چھالے یا پھوڑے پڑ جاتے ہیں۔ یہ لیٹیکس بکریوں کی کھالوں پر جمع کیا جاتا تھا جو کچھ دیر بعد سخت ہو کر مسوؤں کی شکل اختیار کر لیتا تھا۔ جوبا II کی طرف سے پودے کی دریافت کے بعد،

اس لیٹیکس (گم) کو یونانی طب میں اہمیت حاصل ہوئی اور گیلن (130-200 عیسوی) نے کئی بیماریوں کے لیے اس کی طبی اہمیت بیان کی۔ اسے Euphorbium کا نام دیا گیا۔ جب عربوں نے طب یونانی کا علم حاصل کیا اور اس نظام کو بلندیوں تک پہنچایا تو انہوں نے Euphorbium کو کئی عربی ناموں سے پکارا جیسے farbiyun A، Farfiyun یا Farfiyum. Avicenna(AD. 1037-980) نے اس دوا اور بیماریوں کے بارے میں تفصیلی وضاحت کی جس کے لیے یہ موثر تھی اور اسے بطور دوا استعمال کرنے سے پہلے احتیاط کا مشورہ دیا۔

جو بالا کے پودے کو نباتاتی طور پر Euphorbiaresinifera Berg کا نام دیا گیا تھا۔ (خاندان:Euphorbiaceae)

انیسویں صدی کے اوائل میں اور بعد میں اس کی کیمسٹری پر کئی سائنسدانوں نے تحقیق کی۔ لیٹیکس یوفوربیئم (عربی-فارفیئم) میں نشاستہ، میوکیلیج، ربڑ، معدنی نمکیات اور سوڈیم اور کیلشیم کے میلیٹس کے علاوہ یوفوربن نامی تیل دار رال والا مادہ پایا جاتا ہے۔ یوفوربن لیٹیکس کا زہریلا حصہ پایا گیا، جس کے اہم اجزاء ڈائٹرپینز اور ان کے ایسٹرز تھے، جیسے انجینول، 12 -ڈائی آکسیفوربول اور ریسینیفیر یٹوکسین۔ آخری نام پودے کا سب سے پریشان کن مرکب ہے۔ کاربوہائیڈریٹ کی بڑی مقدار کی موجودگی کی وجہ سے یوفوربیا ریسینیفیرا کو فوڈ پلانٹ سمجھا جا سکتا ہے لیکن زہریلے رال کی موجودگی اسے ایک

خطرناک خوراک بناتی ہےاور یقیناً یہ جسم میں جلن کا باعث بنتی ہے۔

E. resinifera سے Euphorbium Galen کے زمانے سے ہی ایک اہم دوا بن گئی۔ افریقہ اور ایشیا میں خاص طور پر ہندوستان میں اسے مختلف بیماریوں کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ sciatica میں مفید پایا گیا اور جلد کی جلن کے طور پر خاص طور پر کنڈرا کے زخموں میں۔ سر، معدہ اور مثانہ کے امراض میں مفید پایا جاتا ہے۔ گلاب کے تیل، گوند عربی اور ٹریگا کانتھ گم کے ساتھ ملا کر یہ صفرا اور بلغم کے لیے دوا کے طور پر دیا جاتا تھا۔ اگر دیکھ بھال کے بغیر دیا جائے تو یہ السر کا سبب بنتا ہے۔ یہ حاملہ خواتین میں اسقاط حمل کا سبب پایا گیا۔ یوفوربیم کی اہمیت 16 ویں اور 17 ویں صدی کے دوران اپنے عروج پر تھی لیکن ایلو پیتھک دوائیوں کی آمد کے بعد اس کا استعمال صرف بیرونی استعمال تک محدود ہو گیا لیکن ویٹرنری پریکٹس میں یہ ایک کاؤنٹر irritant اور vesicant کے طور پر اہم رہی۔ ان تمام سالوں میں یوفوربیم کی فراہمی کا بنیادی ذریعہ مراکش تھا جہاں یہ پودا اب بھی پہاڑی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔

یوفوربیم انتہائی زہریلا ہے۔ اس کی وجہ سے آنکھیں سے پانی بہنے لگتا ہے اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں، ناک میں پانی آتا ہے اور یہاں تک کہ خونی بلغم اور لعاب منہ سے بہت زیادہ بہنے لگتا ہے۔ وہ لوگ جو کچھ عرصے کے لیے اس دوا کا استعمال کرتے ہیں وہ شدید سر درد، چکر آنا اور آخر کار بدمزاجی کا شکار ہوتے ہیں۔ کچھ تو پاگل بھی ہو جاتے ہیں۔ یوفوربین لیٹیکس کی نمائش، اس کا آنکھوں سے رابطہ،

کارنیا کی سنگین سوزش کا باعث بنتا ہے، جس کے نتیجے میں بینائی ختم ہو جاتی ہے۔

اگرچہ مراکش کے E. resinifera کو ابتدائی زمانے سے ہی اہمیت حاصل تھی، لیکن پھر بھی ہندوستان، عرب اور کچھ افریقی ممالک میں Euphorbia کی کئی دوسری انواع نے مقامی ادویات میں اہمیت حاصل کی۔ تاہم یہ سب خطرناک سمجھے جاتے تھے۔ ہندوستان میں ملک کے گرم حصوں میں کیکٹس جیسی کئی اقسام پائی جاتی ہیں، جنہیں عام طور پر تھوہر یا سہند کہا جاتا ہے۔ ان میں سے کچھ ہیں E. caducifolia Haines, E. antiquorum Linn., E. nivulia Buch. ہیم.، E. nerifolia Linn. E. royleana Boiss. E. tirucalli Linn. اور E. trigona Linn. موہدین شریف (96) نے اپنی کتاب انڈین میڈیسنل پلانٹس (1869) میں E. Antiquorum کو زقم ہندی یا ثقونیہ ہندی کہا ہے جب کہ جارج واٹ نے اپنی مشہور کتاب 'اکنامک پراڈکٹس آف انڈیا' والیوم۔ III نے E. antiquorum اور E. tirucalli دونوں کو Hindi -Zaqqum (ہندوستانی Zaqqum) کے طور پر بیان کیا۔ اس طرح ان سائنس دانوں نے یوفوربیا کی ہندوستانی انواع کو زقم سے بہت مشابہت سمجھا لیکن اصل زقم سے نہیں۔

عرب میں نہ صرف حجاز کے تہامہ علاقے میں بلکہ پورے جزیرہ نما میں Euphorbia کی بہت سی اقسام پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر کیکٹس کی طرح ہیں جو ہندوستانی پرجاتیوں سے ملتے جلتے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی زقوم

کے نام سے مشہور نہیں ہے۔ تاہم عام نام لبین، رمید یا رجلت لبلیس (شیطان کے لیے سبزی کے معنی) ہیں۔

عربی یوفوربیا میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:-

ای عربیکا ہوشٹ۔ اور اسٹوڈ۔ ex Boiss., E. کیکٹس

E. اورBoiss., E. Cornuta Pers. سابقEhrenb.

articulataForsk., E. aegyptiaca Linn.

ہندوستان اور عرب کے یہ تمام افاربیا نیز افریقہ اور امریکہ میں پائے جانے والے زہریلے اور کانٹوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان کے پھل چھوٹے اور کسی کام کے نہیں ہوتے۔ ان سب میں رال، میوکیلیج، نشاستہ، ربڑ (پولی سوپرین) اور معدنی نمکیات ہوتے ہیں۔ اس کو کھانے کے طور پر لیا جائے تو یہ سب جسم کے اندر بہت تکلیف اور جلن کا باعث بنتے ہیں جس سے پانی کی زیادتی سے نجات مل سکتی ہے۔ یوں تو عام طور پر تمام Euphorbias اور خاص طور پر کیکٹس کی قسم (dendroids) کی خصوصیات قرآن میں زقوم کی تفصیل سے ملتی جلتی ہیں لیکن اہم سوال یہ ہے کہ کئی سو Euphorbias میں سے کون سا حقیقی زقوم ہے؟ 1986 میں جون کے مہینے میں موناکو کے Exotic Garden (مونٹی کارلو) کے سروے کرنے والے ٹیم کو موقع ملا اور میں مراکشی Euphorbia resinifera کے پودے اور تصویر کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اس کے تنے ایک گول شکل میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے شیطان کے سر کی طرح نظر آتے

تھے۔ یہ سر جیسا گول شکل قدرتی مسکن میں چار سے چھ فٹ قطر کا ہوتا ہے۔ اگر کوئی اس مراکشی یوفوربیا کا موازنہ ہندوستان اور عرب کے ساتھ کرے تو قدرتی سی خلاصہ یہ ہوگا کہ اگرچہ یہ تمام ڈینڈرائڈ یوفوربیاس بدصورت اور خوفناک نظر آنے والے پودے ہیں، مراکشی پودے شیطان کے سر سے قریب ترین مشابہت رکھتے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ قرآن کے نزول کے زمانے میں عرب طبیب مراکش یا موریطانیہ کے یوفوربیا اور دوا Euphorbium سے واقف رہے ہوں گے۔ یہ ایک معروف حقیقت ہے کہ عرب طبیبوں اور دانشوروں نے اسلام کے ظہور سے پہلے ہی پودوں اور یونانی ادویات کا بہت اچھا علم حاصل کرلیا تھا۔ جب زقوم کے بارے میں قرآنی اقوال نازل ہوئے تو عرب کے اکثر لوگوں کو خاص طور پر اہل علم نے خوفناک پودے Euphorbia resinifera کے خطرات کو بھانپ لیا ہوگا۔ تاہم ابوجہل نے زقوم کی خبر سن کر کہا کہ یہ تاریخی ہے اور ہم اسے جہنم میں کھائیں گے اور مزے کریں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ زقوم نزول قرآن کے علاقے کا کوئی عام پودا نہیں تھا اور ابوجہل جیسے بدعتیوں کو اس کا زیادہ علم نہیں تھا۔ اس طرح ان تمام عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے، E. resiniferases کو قرآن کا حقیقی زقوم سمجھا جاتا ہے۔

31.0 ۔ کچھ اور درختوں کا بیان

31.1 ۔ غرقد

قیامت صرف اس وقت آئے گی جب مسلمانوں اور یہودیوں کی جنگ ہو گی اور مسلمان یہودیوں کو قتل کریں گے۔ جبکہ اس وقت یہودی درختوں، پہاڑوں اور پتھروں کے پیچھے چھپنے کی کوشش کریں گے لیکن سارے درخت اور پتھر مسلمانوں سے کہیں گے کہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اسے قتل کر دو۔ لیکن صرف ایک درخت جس کا نام " **غرقد** " ہے وہ نہیں بتائے گا کیونکہ یہ یہودیوں کا درخت ہے۔

(صحیح مسلم کتاب 41 نمبر 6985)

اس حدیث کی روشنی میں پوری دنیا کے یہودی اس درخت کی حفاظت کر رہے ہیں اور اس درخت کی نسل کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسے اپنے گھروں اور دفتروں کے باہر کاشت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ درخت 1992ء سے بھارت سے اسرائیل برامد کیا جا رہا ہے۔

عوسج (Awsaj) عربی نام ہے۔اس کا تعلق درختوں کی قسم Lycium لیکم سہولی سے ہے (Shawii)۔ یہ ایک جھاڑی دار درخت ہے جس کا تعلق سولانکائے (Solanaceae) خاندان سے ہے۔ اس کے پھول جامنی رنگ کے ہوتے ہیں اور اس کا پھل لال اور نارنجی رنگ کی چوٹی ہوتی ہے اور بیج گول ہوتے ہیں۔ عرب میں اس کے بڑے درخت کو غرقد (Gharqad) کہتے ہیں۔

"وہ درخت (سوائے غرقد کے) جو یہودیوں کو مسلمانوں کو دکھائیں گے تاکہ وہ آخر وقت میں عظیم جنگ کے دوران انہیں قتل کر دیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک مسلمان یہودیوں سے جنگ نہ کریں اور انہیں قتل نہ کریں، یہودی پتھروں اور درختوں کے پیچھے چھپ جائیں گے اور چٹانیں اور درخت کہیں گے کہ اے اللہ کے بندو مسلمان! میرے پیچھے ایک یہودی ہے، آؤ اور اسے مار ڈالو۔" سب درخت یہ کہیں گے سوائے غرقد کے، کیونکہ یہ یہودیوں کے درختوں میں سے ایک ہے۔" (اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے؛ یہ صحیح حدیث ہے)۔

یہ بہت سے درخت ہیں جن کا قرآن وسنت میں ذکر ہے جن سے ہم بہت سے سبق سیکھ سکتے ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان اسباق سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ مسلمان یہودیوں سے نہ لڑیں گے اور مسلمان انہیں قتل کریں گے یہاں تک کہ یہودی پتھر یا درخت کے پیچھے چھپ جائیں گے۔ پتھر یا درخت کہے گا۔ اے مسلمان یا اللہ کے بندے میرے پیچھے ایک یہودی ہے۔ آؤ اور اسے مار ڈالو۔ لیکن غرقد کا درخت نہیں کہے گا کیونکہ یہ یہودیوں کا درخت ہے۔

مصر کے مفتی اعظم علی ثمہ نے کہا!

وہ حدیث جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ پتھر اور درخت کیسے کہیں گے "میرے پیچھے ایک یہودی ہے آؤ اور اسے قتل کرو" ایک 100% معتبر حدیث ہے جو امام مسلم کی تالیف میں موجود ہے۔ تاہم مجھے اس بات پر زور دینا چاہیے کہ ہم کسی پر حملہ نہیں کریں گے۔ ہم ہی حملے کی زد میں ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح کہا تھا جب آپ نے پیشین گوئی کی تھی کہ اس سے پہلے صیہونی حکمران ہماری سرزمین پر قبضہ کریں گے، ہمارے بیٹوں کو قتل کرے گی، ہماری عورتوں کی عزتیں پامال کرے گی، اور ہمارا مال چوری کرے گی۔

ایک دن یہ معجزہ رونما ہوگا، جب فلسطینی اور تمام مسلمان یہودیوں سے لڑیں گے یہاں تک کہ پتھر اور درخت بھی بات کریں گے، سوائے غرقد کے۔ حدیث یہی کہتی ہے۔ مصر میں ہم نے اسے "غردقہ" میں بدل دیا ہے۔ غردقہ شہر کا نام وہاں لگائے گئے غرقد کے درختوں کے نام پر رکھا گیا ہے۔ انہوں نے حروف کی ترتیب کو بدل دیا لیکن بات وہی ہے۔

بعض لوگ اس حدیث کے معتبر ہونے پر سوال کرتے ہیں لیکن یہ سو فیصد صحیح ہے اور صحیح ہوگی۔ دیکھو یہودی کس طرح پورے مغربی کنارے میں غرقد کے درخت لگا رہے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ جب وہ اس کے پیچھے چھپ جائیں گے تو یہ ان کی حفاظت کرے گا۔ وہ اس مقدس کتاب کو مانتے ہیں، جبکہ کچھ مسلمان ان پر شک کرتے ہیں۔ تاہم اکثر مسلمان ان نصوص پر یقین رکھتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

31.2 ۔ لہسن

عبدالعزیزؒ کہتے ہیں کہ انہیں نے حضرت انسؓ سے پوچھا! کیا تم نے لہسن کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لہسن کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ (یعنی لہسن کھا کر منہ سے اس کی بدبو آ رہی ہو تو اس کو صاف کر کے آئے)۔

(صحیح البخاری)

حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لہسن یا پیاز کھائے تو وہ ہم سے الگ رہے یا یہ فرمایا کہ ہماری مسجد سے الگ رہے۔

(صحیح البخاری)

حدیث میں آتا ہے کہ جو اسے کھانا چاہے اسے چاہیے کہ اسے پکا کر اس کی بدبو ختم کر دے۔ لہسن سے خون پیدا ہوتا ہے اور اس سے مضر صحت جراثیم کے ہلاک کرنے کی قوت بڑھتی ہے۔ اس کے استعمال سے چہرے کا رنگ نکھر جاتا ہے۔ خون میں سرخی پیدا ہوتی ہے اور قوتِ باہ میں اضافہ ہوتا ہے، پیٹ کے کیڑے مارتا ہے۔ لہسن کا ذائقہ کسی قدر تلخ اور اس میں ایک ناگوار قسم کی بو ہوتی ہے۔ اس وجہ سے نفاست پسند طبیعت کے لوگ اسے استعمال نہیں کرتے۔ لیکن لہسن کے فوائد کو دیکھتے ہوئے اس کی تیز بو کو برداشت کیا جا سکتا ہے۔ مسجد میں یا کسی محفل میں جانے سے پہلے کچے لہسن کے استعمال سے پرہیز کیا جائے۔ لہسن تاثیر میں گرم خشک اور قبض کشا ہوتا ہے۔ یہ دل و دماغ اور جسم کو قوت بخشتا ہے۔ آنکھوں کے لئے بہت

مفید ہے۔ فالج، لقوہ، دمہ، کھانسی، دل کی کمزوری، سردی سے سر درد، جوڑوں کا درد، پھیپھڑوں کے زخم، تپ دق، اور پرانے بخار میں بہت مفید ہے کھانا ہضم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ لیکن گرم مزاج لوگوں کو کبھی اس کے استعمال سے نقصان بھی ہو جاتا ہے۔ ٹھنڈے مزاج والوں کے لئے بہت نفع بخش ہے۔

لہسن خون پیدا کرتا ہے اور نقصان دہ جراثیم کو مارنے کی طاقت بڑھاتا ہے۔ اس کے استعمال سے چہرے کی رنگت نکھر جاتی ہے۔ خون کو سرخ کرتا ہے اور سانس کی طاقت بڑھاتا ہے، پیٹ کے کیڑے مارتا ہے۔ لہسن کا ذائقہ قدرے تلخ اور ناگوار بو ہے۔ اس وجہ سے نفیس طبیعت کے لوگ اسے استعمال نہیں کرتے۔ لیکن لہسن کے فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی تیز بو کو برداشت کیا جا سکتا ہے۔ کچے لہسن سے مسجد میں جانے یا اجتماع سے پہلے پرہیز کرنا چاہیے۔ لہسن گرم، خشک اور قبض کشا ہے۔ یہ دل، دماغ اور جسم کو مضبوط کرتا ہے۔ آنکھوں کے لیے بہت مفید ہے۔ فالج، دل کی خرابی، دمہ، کھانسی، دل کی کمزوری، سردی سے سر درد، جوڑوں کے درد، پھیپھڑوں کے گھاوں، تپ دق اور دائمی بخار میں بہت مفید ہے۔ لیکن گرم مزاج لوگوں کو بعض اوقات اس کے استعمال سے نقصان پہنچتا ہے۔ ٹھنڈے مزاج والوں کے لیے بہت فائدہ مند ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''جو شخص ان سبزیوں میں سے کھائے (پہلی بار لہسن، پھر لہسن، پیاز اور کچی پیاز)

تو وہ ہمارے قریب نہ آئے۔ ہماری مسجد کیونکہ جو چیز لوگوں کو تکلیف دیتی ہے اس سے فرشتے ناراض ہوتے ہیں۔" (النسائی،700)

لہسن کے ثابت شدہ صحت کے فوائد

1. لہسن میں ایک مرکب ہوتا ہے جسے ایلیسن کہتے ہیں، جس میں طاقتور طبی خواص ہوتے ہیں

لہسن ایلیم (پیاز) خاندان کا ایک پودا ہے۔اس کا پیاز، چھلکے اور لیکس سے گہرا تعلق ہے۔

یہ دنیا کے بہت سے حصوں میں اگتا ہے اور اپنی تیز بو اور مزیدار ذائقے کی وجہ سے کھانا پکانے کا ایک مشہور جزو ہے۔

تاہم پوری قدیم تاریخ میں، لہسن کا بنیادی استعمال اس کی صحت اور دواؤں کی خصوصیات کے لیے تھا۔ اس کے استعمال کو تمام بڑی تہذیبوں نے اچھی طرح سے دستاویز کیا ہے... بشمول مصری، بابلی، یونانی، رومی اور چینی۔

پورے "سر" کو لہسن کا بلب کہا جاتا ہے، جبکہ ہر حصے کو لونگ کہا جاتا ہے۔ ایک بلب میں تقریباً 10-20 لونگ ہوتے ہیں۔

لہسن کی لونگ کو کاٹ کر، کچلنے یا چبانے سے سلفر کے مرکبات میں سے ایک مرکب صحت پر زیادہ تر اثرات کا سبب بنتا ہے۔

یہ مرکب ایلیسن کے نام سے جانا جاتا ہے اور لہسن کی مخصوص بو کے لیے بھی

ذمہ دار ہے۔ ایلیسن نظام انہضام سے جسم میں داخل ہوتا ہے اور پورے جسم میں سفر کرتا ہے، جہاں یہ اپنے طاقتور حیاتیاتی اثرات ڈالتا ہے (جس کا ہم تھوڑی دیر میں حاصل کریں گے)۔

خلاصہ: لہسن پیاز کے خاندان میں ایک پودا ہے، جو اس کے کھانا پکانے کی خصوصیات اور صحت کے اثرات کے لیے اگایا جاتا ہے۔ اس میں ایلیسن نامی سلفر کمپاؤنڈ زیادہ ہوتا ہے، جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ صحت کے لیے زیادہ تر فوائد لاتا ہے۔

2. لہسن انتہائی غذائیت سے بھرپور ہے لیکن اس میں بہت کم کیلوریز ہیں۔
لہسن ناقابل یقین حد تک غذائیت ہ سے بھرپور ے.
لہسن کی 1 اونس (28 گرام) ایک خوراک پر مشتمل ہے:

- مینگنیج: RDA کا 23%۔
- وٹامن B6: RDA کا 17%۔
- وٹامن سی: RDA کا 15%۔
- سیلینیم: RDA کا 6%۔
- فائبر: 1 گرام۔
- کیلشیم، کاپر، پوٹاشیم، فاسفورس، آئرن اور وٹامن B1 کی معقول مقدار۔

لہسن میں مختلف دیگر غذائی اجزاء کی مقدار بھی پائی جاتی ہے۔ درحقیقت

اس میں ہماری ضرورت کی تقریباً ہر چیز کا تھوڑا سا حصہ ہوتا ہے۔

یہ 42 کیلوریز کے ساتھ آ رہا ہے، 1.8 گرام پروٹین اور 9 گرام کاربوہائیڈریٹ کے ساتھ۔

خلاصہ: لہسن کیلوریز میں کم ہے اور وٹامن سی، وٹامن بی6 اور مینگنیج سے بھرپور ہے۔ اس میں مختلف دیگر غذائی اجزاء کی ٹریس مقدار بھی ہوتی ہے۔

3. لہسن بیماری کا مقابلہ کرسکتا ہے، بشمول عام سردی۔ لہسن کی اضافی خوراک مدافعتی نظام کے کام کو بڑھانے کے لیے جانا جاتا ہے۔

12 ہفتوں کے ایک بڑے مطالعے سے پتا چلا ہے کہ روزانہ لہسن کے سپلیمنٹ نے پلیسبو کے مقابلے نزلہ زکام کی تعداد میں 63 فیصد کمی کی ہے۔

لہسن کے گروپ میں پلیسبو میں 5 دن سے صرف 1.5 دن تک سردی کی علامات کی اوسط لمبائی میں بھی 70 فیصد کمی واقع ہوئی۔

ایک اور تحقیق میں بتایا گیا کہ لہسن کے عرق کی زیادہ مقدار (2.56 گرام فی دن) زکام یا فلو سے بیمار دنوں کی تعداد میں 61 فیصد تک کمی لاسکتی ہے۔

اگر آپ کو اکثر نزلہ زکام ہو جاتا ہے تو لہسن کو اپنی خوراک میں شامل کرنا ناقابل یقین حد تک مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔

خلاصہ: لہسن کا اضافی استعمال عام بیماریوں جیسے فلو اور عام زکام کی شدت کو روکنے اور کم کرنے میں مدد کرتا ہے۔

4. لہسن میں موجود فعال مرکبات بلڈ پریشر کو کم کر سکتے ہیں۔

دل کے دورے اور فالج جیسی امراض قلب دنیا کے سب سے بڑے قاتل ہیں۔ ہائی بلڈ پریشر، ان بیماریوں کے سب سے اہم سبب میں سے ایک ہے۔

انسانی مطالعات سے پتہ چلا ہے کہ لہسن کی اضافی خوراک ہائی بلڈ پریشر والے لوگوں میں بلڈ پریشر کو کم کرنے پر اہم اثر ڈالتی ہے۔

ایک تحقیق میں 600-1,500 ملی گرام کی خوراک میں لہسن کا عرق 24 ہفتوں کے دوران بلڈ پریشر کو کم کرنے میں دوائی Atenolol کی طرح مؤثر تھا۔

ان مطلوبہ اثرات کے لیے سپلیمنٹ کی خوراک کافی زیادہ ہونی چاہیے۔ ایلیسن کی ضرورت روزانہ تقریباً چار لونگ لہسن کے برابر ہے۔

خلاصہ: لہسن کی زیادہ مقدار معلوم ہائی بلڈ پریشر (ہائی بلڈ پریشر) کے شکار افراد کے بلڈ پریشر کو بہتر کرتی دکھائی دیتی ہے۔ بعض صورتوں میں باقاعدہ ادویات کی طرح مؤثر ہو سکتا ہے۔

5. لہسن کولیسٹرول کی سطح کو بہتر کرتا ہے جو دل کی بیماری کے خطرے کو کم کر سکتا ہے۔

لہسن ٹوٹل اور ایل ڈی ایل کولیسٹرول کو کم کر سکتا ہے۔ ہائی کولیسٹرول والے افراد کے لیے لہسن کی اضافی خوراک کلسٹرول کو کم کرتی دکھائی دیتی ہے۔

ایل ڈی ایل کولیسٹرول میں تقریباً 10-15 فیصد اضافہ ہوتا ہے۔

ایل ڈی ایل ("خراب") اور ایچ ڈی ایل ("اچھے") کولیسٹرول کو خاص طور پر دیکھتے ہوئے، لہسن ایل ڈی ایل کو کم کرتا ہے لیکن ایچ ڈی ایل پر اس کا کوئی قابل اعتماد اثر نہیں ہے۔

لہسن ٹرائگلیسر ائیڈ کی سطح کو کم کرتا دکھائی نہیں دیتا جو کہ دل کی بیماری کے لیے ایک اور معروف خطرہ عنصر ہے۔

خلاصہ: لہسن کی اضافی خوراک کل اور ایل ڈی ایل کولیسٹرول کو کم کرتی نظر آتی ہے، خاص طور پر ان لوگوں میں جن میں کولیسٹرول زیادہ ہے۔ ایچ ڈی ایل کولیسٹرول اور ٹرائگلیسر ائڈز متاثر نہیں ہوتے۔

6. لہسن میں اینٹی آکسیڈنٹس ہوتے ہیں جو الزائمر کی بیماری اور ڈیمنشیا کو روکنے میں مدد کر سکتے ہیں۔

آزاد ریڈیکلز سے آکسیڈیٹیو نقصان عمر بڑھنے کے عمل میں حصہ ڈالتا ہے۔

لہسن میں اینٹی آکسیڈ ینٹ ہوتے ہیں جو آکسیڈیٹیو نقصان کے خلاف جسم کے حفاظتی میکانزم کی حمایت کرتے ہیں۔

لہسن کی اضافی خوراکیں انسانوں میں اینٹی آکسیڈ ینٹ انزائمز کو بڑھانے کے ساتھ ساتھ ہائی بلڈ پریشر والے لوگوں میں آکسیڈیٹیو تناؤ کو نمایاں طور پر کم کرتی ہیں۔

کولیسٹرول اور بلڈ پریشر کو کم کرنے پر مشترکہ اثرات کے ساتھ ساتھ اینٹی آکسیڈنٹ خصوصیات الزائمر کی بیماری اور ڈیمنشیا جیسی عام دماغی بیماریوں کو روکنے میں مدد کر سکتی ہیں۔

خلاصہ: لہسن میں اینٹی آکسیڈنٹس ہوتے ہیں جو خلیوں کو پہنچنے والے نقصان اور بڑھاپے سے بچاتے ہیں۔ یہ الزائمر کی بیماری اور ڈیمنشیا کے خطرے کو کم کر سکتا ہے۔

7. لہسن آپ کو طویل عرصے تک زندہ رہنے میں مدد دے سکتا ہے۔ لمبی عمر پر اثرات انسانوں میں ثابت کرنا بنیادی طور پر ناممکن ہے۔

تاہم بلڈ پریشر جیسے اہم خطرے والے عوامل پر فائدہ مند اثرات کو دیکھتے ہوئے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ لہسن آپ کو طویل عرصے تک زندہ رہنے میں مدد دے سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ متعدی بیماری سے لڑ سکتا ہے، یہ بھی ایک اہم عنصر ہے، کیونکہ یہ موت کی عام وجوہات ہیں، خاص طور پر بوڑھوں یا غیر فعال مدافعتی نظام والے لوگوں میں۔

خلاصہ: لہسن دائمی بیماری کی عام وجوہات پر فائدہ مند اثرات کو جانتا ہے، لہذا یہ بالکل سمجھتا ہے کہ یہ آپ کو طویل عرصے تک زندہ رہنے میں مدد دے سکتا ہے۔

8. اتھلیٹک کارکردگی لہسن کی سپلیمنٹیشن سے بہتر کی جا سکتی ہے۔

لہسن ابتدائی" کارکردگی بڑھانے والے" مادوں میں سے ایک تھا۔

یہ روایتی طور پر قدیم ثقافتوں میں تھکاوٹ کو کم کرنے اور مزدوروں کی کام کی صلاحیت کو بڑھانے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ خاص طور پر یہ قدیم یونان میں اولمپک اتھلیٹس کو دیا جاتا تھا۔

مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ لہسن ورزش کی کارکردگی میں مدد کرتا ہے، لیکن بہت کم انسانی مطالعہ کئے گئے ہیں. دل کی بیماری میں مبتلا افراد جنہوں نے 6 ہفتوں تک لہسن کا تیل لیا ان کے دل کی تیز رفتار شرح میں 12٪ کی کمی واقع ہوئی اور ان کی ورزش کی صلاحیت میں بہتری آئی۔

تاہم نو مسابقتی سائیکل سواروں پر کی گئی ایک تحقیق میں کارکردگی کے کوئی فوائد نہیں ملے۔ دیگر مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ لہسن کے ساتھ ورزش کی وجہ سے تھکاوٹ کو کم کیا جا سکتا ہے۔

خلاصہ: لہسن لیبارٹری کے جانوروں اور دل کی بیماری والے لوگوں میں جسمانی کارکردگی کو بہتر بنا سکتا ہے۔ صحت مند لوگوں میں فوائد ابھی تک حتمی نہیں ہیں۔

9. لہسن کھانے سے جسم میں بھاری دھاتوں کو ختم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

زیادہ مقدار میں، لہسن میں گندھک کے مرکبات کو بھاری دھات کے زہریلے پن

سے اعضاء کو پہنچنے والے نقصان سے بچانے کے لیے دکھایا گیا ہے۔

کاربیٹری پلانٹ کے ملازمین پر چار ہفتوں کے مطالعے (سیسے کی ضرورت سے زیادہ) سے پتہ چلا کہ لہسن خون میں سیسہ کی سطح کو 19٪ تک کم کرتا ہے۔ اس نے زہریلے پن کی بہت سی طبی علامات کو بھی کم کیا، بشمول سر درد اور بلڈ پریشر۔

ہر دن لہسن کی تین خوراکیں علامات میں کمی میں منشیات D- penicillamine کو بھی پیچھے چھوڑ دیتی ہیں۔

خلاصہ: لہسن کو ایک مطالعہ میں نمایاں طور پر لیڈ زہریلا اور متعلقہ علامات کو کم کرنے کے لئے دکھایا گیا تھا.

10. لہسن ہڈیوں کی صحت کو بہتر بنا سکتا ہے۔ کسی انسانی آزمائش نے ہڈیوں کے نقصان پر لہسن کے اثرات کی پیمائش نہیں کی۔

تاہم مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خواتین میں ایسٹروجن بڑھا کر ہڈیوں کے نقصان کو کم کر سکتا ہے۔ خواتین میں ہونے والی ایک تحقیق میں پتا چلا ہے کہ خشک لہسن کے عرق کی روزانہ خوراک (2 گرام کچے لہسن کے برابر) نے ایسٹروجن کی کمی کو نمایاں طور پر کم کیا۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس لہسن کے خواتین کی ہڈیوں کی صحت پر فائدہ مند اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

لہسن اور پیاز جیسی غذاؤں کے بھی اوسٹیو ارتھرائٹس پر فائدہ مند اثرات دکھائے گئے ہیں۔

خلاصہ: لہسن خواتین میں ایسٹروجن کی سطح کو بڑھا کر ہڈیوں کی صحت کے لیے کچھ فوائد رکھتا ہے، لیکن ایسے مطالعات کی ضرورت ہے جو زیادہ انسانی ہیں۔

11. لہسن آپ کی خوراک میں شامل کرنا آسان ہے اور اس کا ذائقہ بالکل لذیذ ہے

لہسن صرف صحت کے لئے فائدہ نہیں ہے، بلکہ اور بھی اہم فائدے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ لہسن کو اپنی موجودہ خوراک میں شامل کرنا بہت آسان (اور مزیدار) ہے۔

یہ زیادہ تر لذیذ پکوانوں، خاص طور پر سوپ اور چٹنیوں کی تکمیل کرتا ہے۔

لہسن کا مضبوط ذائقہ بصورت دیگر ملاوٹ والی ترکیبوں میں ایک اہم عنصر ہے۔

لہسن کئی شکلوں میں آتا ہے، پوری لونگ اور ہموار پیسٹ سے لے کر پاؤڈر اور سپلیمنٹس جیسے لہسن کے عرق اور لہسن کے تیل تک۔ علاج کے اثرات کے لیے کم از کم مؤثر خوراک ایک لونگ ہے جو کھانے کے ساتھ کھائی جائے۔

تاہم ذہن میں رکھیں کہ لہسن کے کچھ نقصانات ہیں، جیسے سانس کی بو۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں اس سے الرجی ہوتی ہے۔

اگر آپ کو خون بہنے کی خرابی ہے یا آپ خون پتلا کرنے والی دوائیں لے رہے ہیں تو لہسن کا استعمال بڑھانے سے پہلے اپنے ڈاکٹر سے بات کریں۔

فعال مرکب ایلیسن صرف اس وقت بنتا ہے جب لہسن کچا ہو یا کچا ہو۔

اگر آپ اسے کچلنے سے پہلے پکاتے ہیں پھر اس کے صحت پر ایک جیسے اثرات نہیں ہوں گے۔

اس لیے لہسن کھانے کا بہترین طریقہ کچا ہے، یا اسے کچل کر کاٹ لیں اور اسے اپنی ترکیبوں میں شامل کرنے سے پہلے تھوڑی دیر کے لیے چھوڑ دیں۔

لہسن کو استعمال کرنے کا پسندیدہ طریقہ یہ ہے کہ تازہ لہسن کے چند لونگوں کو لہسن کے پریس کے ساتھ دبائیں، پھر اس میں اضافی کنواری زیتون کا تیل اور تھوڑا سا نمک ملا دیں۔ یہ ایک صحت منداور انتہائی اطمینان بخش ڈریسنگ ہے۔

ہزاروں سالوں سے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ لہسن میں دواؤں کی خصوصیات ہیں۔ اب ہمارے پاس اس کی تصدیق کرنے کے لیے سائنس ہے۔

مدافعتی نظام کو بڑھانا:

لہسن کو عالمی جنگوں کے دوران گینگرین سے لڑنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ لیکن یہ آپ کو جدید دور کی بیماری سے لڑنے میں مدد دے سکتا ہے۔ یہ جڑی بوٹی ان سرد موسم میں نزلہ زکام اور فلو کو دور رکھنے میں مدد کر سکتی ہے۔ کھانے کے اینٹی آکسیڈنٹس آپ کے مدافعتی نظام کو اچھی طرح سے چلانے میں مدد کر سکتے ہیں۔ اسے صرف کھانے کے علاوہ آپ گرم پانی میں کٹے ہوئے لہسن کو بھگو کر چائے میں لہسن ڈال کر بھی آزما سکتے ہیں۔ اپنے گلے کو سکون دینے کے لیے تھوڑا سا قدرتی شہد ڈالیں اور لہسن کے کچھ شدید ذائقے کو کاٹ لیں۔

سوزش:

لہسن میں سوزش کی خصوصیات ہیں۔ ایک مطالعہ نے لہسن میں چار گندھک کے مرکبات کی نشاندہی کی جو سوزش کو کم کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو خود سے قوت مدافعت کی بیماریوں میں مبتلا ہیں ان کی خوراک میں لہسن شامل کر کے مدد کی جاسکتی ہے۔

ڈاکٹر اینڈریو وائل اسے اپنے اینٹی انفلامیٹری فوڈ پیرامڈ میں شامل کرتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ اگر آپ کو psoriasis ہے— جو جلد کی سوزش سے متعلق ہے— لہسن کے تیل کو براہ راست متاثرہ جگہ پر رگڑنے کی کوشش کریں۔

کھانے کے زہریلے اثرات سے بچاؤ:

کچھ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ لہسن کی اینٹی بیکٹیریل خصوصیات E. coli، Staphylococcus aureus، اور Salmonella enteritidis جیسے بیکٹیریا کو مار کر فوڈ پوائزننگ کو روکنے میں مدد کرسکتی ہیں۔(اثر صرف تازہ لہسن پر لاگو ہوتا ہے، بوڑھا نہیں۔)

ایک تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ لہسن دو قسم کی اینٹی بائیوٹکس سے کیمپائلوبیکٹر کے علاج میں بہتر ہے۔ کسی ڈش میں لہسن کا اضافہ کسی بھی طرح مناسب صفائی ستھرائی اور محفوظ کھانا پکانے اور کھانے کو سنبھالنے کا متبادل نہیں ہے۔

مچھروں کو بھگانا:

ہندوستان کی ایک تحقیق سے پتا چلا ہے کہ مچھر بظاہر لہسن سے نفرت کرتے ہیں-ان لوگوں کے لیے بڑی خوشخبری ہے جو قدرتی بگ بھگانے کے پرستار ہیں اور پریشان کن نیرز کے پرستار نہیں۔ آپ یا تو لہسن کو براہ راست اپنی جلد پر لگا سکتے ہیں یا صرف اپنے قریب ہی رکھ سکتے ہیں تا کہ کیڑوں کو اپنے عام علاقے سے دور رکھنے کی کوشش کریں۔

لہسن کے تیل:

لہسن سے ملا ہوا تیل آپ کے پکوان میں اس ذائقے کو شامل کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے، لیکن اگر آپ انہیں گھر پر بنا رہے ہیں تو آپ کو محتاط رہنا ہوگا۔ بوٹولزم (ذہریلے اثرات) اس وقت پھیل سکتا ہے جب یہ آکسیجن کے سامنے نہ آنے والی کھانوں میں ہو اور لہسن ان میں سے ایک ہے-

لہسن کے گھریلو تیل کے استعمال کے بعد لوگوں کے بیمار ہونے کے کئی دستاویزی واقعات سامنے آئے ہیں۔ بوٹولزم فالج یا موت کا باعث بن سکتا ہے اور یہ واضح نہیں ہے کہ آیا آپ کا تیل اس میں موجود ہے۔ گھریلو لہسن کے تیل کو استعمال کرنے کا سب سے محفوظ طریقہ یہ ہے کہ اسے کم مقدار میں بنا کر تازہ استعمال کریں۔

لہسن کے بارے میں نیا اور فائدہ مند کیا ہے؟

آپ لہسن سے حاصل ہونے والے صحت کے فوائد میں اضافہ کر سکتے ہیں جب آپ اسے کاٹنے یا کچلنے کے بعد اسے بیٹھنے دیں گے۔ اگر آپ اپنے کٹے ہوئے/ پسے ہوئے لہسن کو اس کا درجہ حرارت (کھانا پکانے کے ذریعے) یا اس کے پی ایچ (لیموں کے رس جیسے تیزابیت والے کھانے کے اضافے کے ذریعے) کو تبدیل کرنے سے پہلے بیٹھنے کا وقت دیتے ہیں تو اس سے لہسن میں موجود ایلیینیز انزائمز کو آپ کی جانب سے کام کرنے کا موقع ملے گا۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ فوری طور پر مائیکرو ویونگ کے صرف 60 سیکنڈ لہسن کو کینسر سے بچانے والی اپنی کچھ خصوصیات کھودے گا۔ پورے برقرار لہسن کو فوری طور پر ابالنے سے یہ خصوصیات بھی کم ہو جائیں گی جیسا کہ لیموں کا رس جیسے انتہائی کم تیزابی جزو کا فوری اضافہ ہوگا۔

لہسن کے کچھ منفرد اجزا خوراک (بمقابلہ پراسیس شدہ عرق) کی شکل میں سب سے زیادہ پائیدار ہوتے ہیں۔ ایلیسن — لہسن کے سب سے زیادہ قیمتی سلفر مرکبات میں سے ایک — کمرے کے درجہ حرارت پر صرف 2-16 گھنٹے تک برقرار رہتا ہے جب یہ صاف شدہ (نکالے ہوئے) شکل میں موجود ہوتا ہے۔ لیکن جب یہ اب بھی پسے ہوئے لہسن کے اندر موجود ہو تو ایلیسن 2-1 / 2 دن تک قابل عمل رہے گا۔

لہسن آپ کے آئرن میٹابولزم کو بہتر بنانے میں مدد کر سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لہسن میں روزانہ سلفائیڈز فیرو پورٹین نامی پروٹین کی پیداوار کو بڑھانے میں

مدد کر سکتے ہیں۔(Ferroportin ایک پروٹین ہے جو سیل کی جھلی کے پار چلتا ہے اور یہ ایک گزرگاہ بناتا ہے جو ذخیرہ شدہ لوہے کو خلیات سے نکلنے دیتا ہے اور جہاں اس کی ضرورت ہوتی ہے دستیاب ہو جاتی ہے۔)

سیلینیم کا ایک اچھا ذریعہ ہونے کے علاوہ لہسن ایک زیادہ قابل اعتماد ذریعہ بھی ہوسکتا ہے۔لہسن وہ ہے جسے سائنس دان "سیلینیفرس" پلانٹ کہتے ہیں: یہ مٹی سے سیلینیم کو اٹھا سکتا ہے یہاں تک کہ جب مٹی کا ارتکاز اس کے حصول کے حق میں نہیں ہے۔

دل کیلیے حفاظتی فائدہ:

لہسن کی مقدار جزوی طور پر ہائیڈروجن سلفائیڈ (H2S) گیس کی پیداوار پر آرام دے سکتی ہے۔ ہمارے سرخ خون کے خلیے لہسن میں سلفر پر مشتمل مالیکیولز لے سکتے ہیں (جسے پولی سلفائیڈز کہتے ہیں) اور انہیں H2S پیدا کرنے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ بدلے میں یہ H2S ہماری خون کی نالیوں کو پھیلانے اور ہمارے بلڈ پریشر کو کنٹرول میں رکھنے میں مدد کرسکتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ لہسن کے کچھ پراسیس شدہ عرق ہمارے خون کے سرخ خلیات اسی طرح استعمال نہیں کر سکتے ہیں اور ایسا نہیں لگتا کہ وہ کارڈیو تحفظ فراہم کرتے ہیں جو لہسن کھانے کی شکل میں فراہم کرتا ہے۔

تحقیق بتاتی ہے کہ لہسن کا استعمال درحقیقت ہمارے جسم میں بننے والے

چربی کے خلیوں کی تعداد کو کنٹرول کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ DT-1,2 (vinyldithiin-1,2) لہسن میں موجود سلفر کے انوکھے مرکبات میں سے ایک ہے جسے طویل عرصے سے سوزش کی خصوصیات کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن ابھی حال ہی میں محققین نے دریافت کیا ہے کہ ہمارے کچھ فبر و بلاسٹک خلیات (جسے "پریڈیپوسائٹس" کہا جاتا ہے) صرف مکمل چربی والے خلیات (جسے "اڈیپوسائٹس" کہا جاتا ہے) میں کچھ میٹابولک حالات میں سوزش کے نظام کی سرگرمی شامل ہوتی ہے۔ DT-1,2 اس تبدیلی کے عمل کو روک سکتا ہے۔ چونکہ محققین کم درجے کی سوزش کی ایک دائمی حالت کے طور پر، لہسن کے 1 کے سوزش سے متعلق فوائد کو موٹاپے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں، DT-2 کو بالآخر موٹاپے کے طبی علاقے میں بڑھایا جا سکتا ہے جس سے موٹاپے پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

کینسر سے بچاؤ:

اگرچہ مصلوب سبزیوں کے تحقیقی شواہد اتنے مضبوط نہیں ہیں، لیکن ایلیم سبزیوں پر تحقیق—بشمول لہسن— یہ ظاہر کرتی ہے کہ ان سبزیوں میں کینسر کے خلاف اہم خصوصیات ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ لہسن کا زیادہ استعمال (تقریباً اس خوراک کے روزانہ استعمال کے طور پر ترجمہ کیا جاتا ہے) پروسٹیٹ اور چھاتی کے کینسر کے علاوہ تقریباً تمام قسم کے کینسر کے خطرے کو کم کرتا ہے۔ تاہم لہسن کا

اعتدال پسند استعمال (تقریباً ایک ہفتے میں کئی بار کے طور پر ترجمہ کیا جاتا ہے) بار بار پایا گیا ہے کہ کینسر کی صرف دو اقسام یعنی کولوریکٹل اور رینل کینسر کا خطرہ کم ہوتا ہے۔ "زیادہ" بمقابلہ "اعتدال پسند" لہسن کی مقدار کے درمیان یہ فرق ایک حقیقی فرق ہوسکتا ہے جو یہ بتاتا ہے کہ اگر ہم اس کے کینسر سے متعلق فوائد کو زیادہ سے زیادہ کرنا چاہتے ہیں تو ہم سب کو زیادہ لہسن کھانے کی ضرورت ہے۔ متبادل طور پر یہ ایک فرق ہوسکتا ہے جو تحقیقی پیچیدگیوں سے زیادہ تعلق رکھتا ہے جس میں تحقیق کے شرکاء کو ان کے کھانے کی مقدار کی اطلاع دیتے وقت دیئے گئے اختیارات شامل ہیں۔ پھر بھی لہسن کا عام انسداد کینسر فوائد کے حوالے سے ایک مستقل ٹریک ریکارڈ ہے اور لہسن کو "اینٹی کینسر" خوراک کے طور پر درجہ بندی کرنے کی اچھی تحقیقی وجوہات ہیں۔

لہسن میں پائے جانے والے ایلائل سلفائیڈ اس کے کینسر سے بچاؤ کے فوائد میں کلیدی کردار ادا کرسکتے ہیں۔ لہسن کے یہ مرکبات خلیات کے مرکزی حصے میں نیوکلیئر اریتھرائیڈ فیکٹر (Nrf2) نامی مالیکیول کو فعال کرنے کے قابل ہیں۔ Nrf2 مالیکیول پھر سیل کے مرکزی حصے سے سیل نیوکلئس میں منتقل ہوتا ہے جہاں یہ مختلف قسم کی میٹابولک سرگرمیوں کو متحرک کرتا ہے۔ کچھ حالات میں واقعات کا یہ مجموعہ ایک مضبوط بقا کے ردعمل میں مصروفیت کے لیے سیل کو تیار کرسکتا ہے اور خاص طور پر اس قسم کے ردعمل کی جس کی ضرورت آکسیڈیٹیو تناؤ کے حالات میں ہوتی ہے۔ دیگر حالات میں واقعات کا یہی مجموعہ سیل کو پروگرام شدہ سیل ڈیتھ

(اپوپٹوسس) میں مشغول ہونے کے لیے تیار کر سکتا ہے۔ جب ایک خلیہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ وہ دوسرے خلیات کے ساتھ صحت مند طریقے سے کام جاری رکھنے کے لیے بہت سمجھوتہ کر چکا ہے تو وہ اپنی زندگی کے چکر میں آگے بڑھنا بند کر دیتا ہے اور بنیادی طور پر خود کو ختم کرنا اور اپنے حصوں کو ری سائیکل کرنا شروع کر دیتا ہے۔ سیل کے لیے یہ تعین کرنا بہت ضروری ہے کہ آیا اسے خود کو جاری رکھنا چاہیے یا بند کرنا چاہیے کیونکہ وہ خلیے جو صحیح طریقے سے کام کرنے یا دوسرے خلیوں کے ساتھ مؤثر طریقے سے بات چیت کرنے کی صلاحیت کے بغیر جاری رہتے ہیں ان کے کینسر ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ Nrf2 کو چالو کرنے کے لیے لہسن کے ایلائل سلفائیڈز کی صلاحیت سے پتہ چلتا ہے کہ لہسن ان تمام نازک خلیوں کے ردعمل کو تبدیل کرنے اور ممکنہ طور پر کینسر والے خلیوں کو بننے سے روکنے میں مدد کر سکتا ہے۔

لہسن اور کینسر سے بچاؤ پر تحقیق کا ایک خاص طور پر دلچسپ شعبہ اعلی درجہ حرارت پر پکا ہوا گوشت شامل ہے۔ Heterocyclic amines (HCAs) کینسر سے متعلق مادے ہیں جو اس وقت بن سکتے ہیں جب گوشت اعلی درجہ حرارت کی کھانا پکانے کی سطح (204°C/400°F یا اس سے زیادہ) کے ساتھ رابطے میں آتا ہے۔ ایسی ہی ایک HCA کو PhIP کہا جاتا ہے (جس کا مطلب phenylimidazopyridine -6-methyl-1-amino- ہے)۔ زیادہ مقدار میں گوشت کھانے والی خواتین میں چھاتی کے کینسر کے بڑھتے ہوئے واقعات کی ایک وجہ پی ایچ آئی پی کو سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ تیزی سے

ڈی این اے کونقصان پہنچانے والے مرکبات میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

لہسن میں سلفر پر مشتمل بہت سے مرکبات میں سے ایک ڈائیل سلفائیڈ (ڈی اے ایس) پی ایچ آئی پی کو کارسنوجینز میں تبدیل کرنے سے روکتا ہے۔ DAS اس تبدیلی کو جگر کے خامروں (فیز I انزائمز CYP1A1، CYP1A2 اور CYP1B1) کی پیداوار کو کم کر کے روکتا ہے جو PHIP کو فعال DNA کو نقصان پہنچانے والے مرکبات میں بدل دیتے ہیں۔ بلاشبہ پی ایچ آئی پی کی تشکیل کو روکنے کا آپ کا بہترین طریقہ یہ نہیں ہے کہ آپ اپنے گوشت کو 400°F / 204°C پکنے والی سطح کے ساتھ رابطے میں رکھیں۔ لیکن تحقیق کا یہ شعبہ اب بھی کینسر سے بچاؤ کی اہم خصوصیات کے ساتھ لہسن کو ایلیم سبزی کے طور پر ہمارے نظریہ کو تقویت دیتا ہے۔

تاریخ:

وسطی ایشیا سے تعلق رکھنے والے لہسن پرانے میں سے ایک ہے۔ دنیا میں پودے کاشت کیے جاتے ہیں اور 5000 سالوں سے اگائے جا رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ قدیم مصریوں نے اس پودے کو سب سے پہلے کاشت کیا جس نے ان کی ثقافت میں اہم کردار ادا کیا۔

لہسن کو نہ صرف مقدس خصوصیات سے نوازا گیا تھا اور اسے فرعونوں کے مقبرے میں رکھا گیا تھا، بلکہ یہ ان غلاموں کو دیا گیا تھا جنہوں نے اپنی قوت

برداشت اور قوت بڑھانے کے لیے اہرام تعمیر کیے تھے۔ قدیم یونانی اور رومی، وہ تہذیبیں جن کے کھلاڑی کھیلوں کے مقابلوں سے پہلے لہسن کھاتے تھے اور جن کے سپاہیوں نے جنگ میں جانے سے پہلے اسے کھایا تھا، وہ بھی طاقت بڑھانے والے اس معیار کا احترام کرتے تھے۔

ثقافتی قبائل اور سیاحوں کی ہجرت کر کے لہسن کو پوری دنیا کے مختلف خطوں میں متعارف کرایا گیا۔ چھٹی صدی قبل مسیح تک لہسن کو چین اور ہندوستان دونوں میں جانا جاتا تھا جو بعد کے ملک اسے علاج کے مقاصد کے لیے استعمال کرتے تھے۔ صدیوں کے دوران لہسن اپنی پاکیزہ اور دواؤں کی خصوصیات دونوں کی وجہ سے بہت سی ثقافتوں میں ایک پیارا پودا رہا ہے۔ پچھلے کچھ سالوں میں اس نے بے مثال مقبولیت حاصل کی ہے کیونکہ محققین سائنسی طور پر اس کے متعدد صحت کے فوائد کی توثیق کر رہے ہیں۔ فی الحال چین، جنوبی کوریا، بھارت، اسپین اور امریکہ لہسن کے سرفہرست تجارتی پروڈیوسر میں شامل ہیں۔

کیسے منتخب کریں اور اسٹور کریں۔

زیادہ سے زیادہ ذائقہ اور غذائی فوائد کے لیے ہمیشہ تازہ لہسن خریدیں۔ اگرچہ لہسن فلیک، پاؤڈر، یا پیسٹ کی شکل میں زیادہ آسان ہوسکتا ہے، لیکن آپ کو ان شکلوں سے کم کھانا اور صحت کے فوائد حاصل ہوں گے۔

لہسن خریدیں جو بولڈ ہو اور جس کی جلد نہ ٹوٹی ہو۔ لہسن کے بلب کو اپنی

انگلیوں کے درمیان آہستہ سے نچوڑ کر چیک کریں کہ یہ مضبوط محسوس ہوتا ہے اور گیلا نہیں ہے۔

ایسے لہسن سے پرہیز کریں جو نرم، سُرخ اور ڈھیلا ہو یا جو اگنا شروع ہو گیا ہو۔ یہ جلد خراب ہونے کے اشارے ہو سکتے ہیں جو کمتر ذائقہ اور ساخت کا سبب بنیں گے۔ سائز اکثر معیار کا اشارہ نہیں ہوتا ہے۔ اگر آپ کی ترکیب میں لہسن کی ایک بڑی مقدار کا مطالبہ کیا گیا ہے تو یاد رکھیں کہ بہت سے چھوٹے لونگوں کے مقابلے میں چند بڑے لونگوں کو چھیلنا اور کاٹنا ہمیشہ آسان ہوتا ہے۔ تازہ لہسن بازار میں سال بھر دستیاب رہتا ہے۔

تازہ لہسن کو کسی بے نقاب یا ڈھیلے ڈھانپے ہوئے برتن میں گرمی اور سورج کی روشنی سے دور کسی ٹھنڈی، تاریک جگہ پر محفوظ کریں۔ یہ اس کی زیادہ سے زیادہ تازگی کو برقرار رکھنے میں مدد کرے گا اور انکرن کو روکنے میں مدد کرے گا جو اس کا ذائقہ کم کرتا ہے اور اضافی فضلہ کا سبب بنتا ہے۔ لہسن کو فریج میں رکھنا ضروری نہیں ہے۔ کچھ لوگ چھلے ہوئے لہسن کو جما دیتے ہیں۔ تاہم یہ عمل اس کے ذائقے کی پروفائل کو کم کرتا ہے اور اس کی ساخت کو تبدیل کرتا ہے۔

اس کی عمر اور قسم پر منحصر ہے، لہسن کے پورے بلب تقریباً ایک ماہ تک تازہ رہیں گے اگر مناسب طریقے سے ذخیرہ کیا جائے۔ بلب کا کثرت سے معائنہ کریں اور کسی بھی لونگ کو ہٹا دیں جو سوکھے یا پھٹے ہوئے نظر آئیں۔ ایک بار جب آپ لہسن کا سر توڑ دیتے ہیں تو یہ اس کی شیلف لائف کو صرف چند دنوں تک کم کر دیتا ہے۔

انفرادی خدشات

لہسن عام طور پر الرجی پیدا کرنے والا کھانا نہیں ہے اس میں آکسیلیٹ یا پیوریز کی ناپائی جانے والی مقدار موجود نہیں ہے اور اسے انوائرنمنٹل ورکنگ گروپ کی 2014 کی رپورٹ "شاپرز گائیڈ ٹو پیسٹیسائڈز" میں بھی شامل نہیں کیا گیا ہے کیونکہ ان 12 کھانوں میں سے ایک غذا جن میں اکثر کیڑے مار ادویات کی باقیات ہوتی ہیں۔

Johns Hopkins Lupus Center نے حال ہی میں لہسن کو ایک ایسی خوراک کے طور پر درج کیا ہے جو lupus (سسٹمک lupus erythematous، یا SLE) کی تشخیص کرنے والے افراد سے پرہیز کریں۔

لہسن کو کمرے کے درجہ حرارت پر تیل میں ذخیرہ نہ کریں۔ کمرے کے درجہ حرارت پر ذخیرہ شدہ لہسن میں تیل کا مرکب بوٹولزم پیدا کرنے کے لیے بہترین حالات فراہم کرتا ہے، قطع نظر اس سے کہ لہسن تازہ ہے یا بھنا ہوا ہے۔

لہسن میں غذائیت:

لہسن میں موجود سلفر مرکبات شاید اس کے سب سے منفرد غذائی اجزاء ہیں۔ لہسن میں لفظی طور پر درجنوں سلفر مالیکیولز ہیں جن کا مطالعہ کیا گیا ہے اور عملی طور پر ان سب کو اینٹی آکسیڈنٹ کے طور پر کام کرتے دکھایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے ہمیں سوزش کے فوائد فراہم کرتے ہیں . لہسن کے بہت سے مختلف

مرکبات میں سلفر کی موجودگی بھی ہماری پرورش میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

مزید برآں لہسن مینگنیج اور وٹامن B6 کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہ وٹامن سی اور کاپر کا بھی بہت اچھا ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ لہسن سیلینیم، فاسفورس، وٹامن B1 اور کیلشیم کا ایک اچھا ذریعہ ہے۔

31.3 ۔ پیاز

ابوداؤد نے اپنی سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث نقل کی ہے کہ ان سے پیاز کے کھانے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری کھانا جو تناول فرمایا اس میں پیاز موجود تھی۔ صحیحین میں حدیث منقول ہے کہ آپ ﷺ نے پیاز کھا کے مسجد میں آنے سے منع فرمایا ہے۔ سنن میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیاز اور لہسن کھانے والے کو حکم دیا کہ وہ اسے پکا کر کھائیں۔

پیاز کا شمار ان سبزیوں میں ہے جو دنیا کے ہر ملک میں پائی جاتی ہیں اور ہر جگہ لوگ اسے کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ گوشت کی بو مارنے اور سالن کو گاڑھا کرنے کے لئے ہندو پاک میں اسے بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ یہ ان سبزیوں میں سے ہے جن کی غذائیت جڑوں میں ہوتی ہے۔ جڑیں پھول کر گول شکل اختیار کر لیتی ہیں جن کو علمِ نباتات میں RHIZOME کہتے ہیں۔ پیاز کے پتے عام

پودوں کے پتوں سے مختلف، سیدھی بلند شاخیں سی ہوتی ہیں جو رس دار ہوتی ہیں اور ان کے آخر میں سبزی مائل سفید پھول ہوتے ہیں۔ ان پتوں کو لوگ ساق کہتے ہیں۔

پیاز دنیا کی قدیم ترین سبزیوں میں سے ہے۔ تاریخی واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ تہذیب و تمدن کی آمد سے پہلے بھارت، چین اور ایشیاء کوچک میں جنگلی اور کاشت کی ہوئی پیاز ہوتی تھی اور لوگ اسے بڑے شوق سے کھاتے تھے۔ پیاز سرخ، سفید، سبز اور سنہری رنگوں میں ہوتی ہے۔ پیاز کا پودا جب پک جاتا ہے تو اس کے کالے رنگ کے بیج لگتے ہیں جن کو زمین میں بوکر نئی فصل حاصل کی جاتی ہے۔

پیاز انسانی صحت کے لئے نہایت مفید اور غذا کا ضروری جزو ہے۔ اس کی تاثیر گرم ہے، خوراک ہضم کرنے میں مدد دیتی ہے، قبض رفاع کرتی ہے ریاح کو تحلیل کرتی ہے۔ قدیم زمانے سے لوگ زہریلے جانوروں کے ڈنک، پھوڑے پھنسیاں، پیٹ کی بیماریوں، ہیضہ، اسہال، جسمانی کمزوری، گلے کی بیماریاں، زکام، انفلوئنزا، کان کا درد، کھال جلنے پر پیاز کا استعمال کرتے آئے ہیں۔ اس سے قوتِ باہ میں اضافہ ہوتا ہے، یہ پیشاب اور حیض کی تکلیف، سر درد، دست اور پیچش میں فائدہ مند ہے، سانپ کے زہر کے اثر کو ختم کرتی ہے۔ یہ جسم میں فولاد اور گندھک کی کمی کو پورا کرتی ہے۔ پکی ہوئی کھانے کی نسبت اگر کچی کھائی جائے تو زیادہ فائدہ کرتی ہے لیکن مسجد میں یا کسی محفل میں جانے سے پہلے کچی پیاز کھانے سے پرہیز کیا جائے کیونکہ اس کی ناگوار بو نفیس طبیعت لوگوں پر گراں گزرتی

ہے۔ پیاز کے پانی کو نچوڑ کر ناک میں چڑھایا جائے تو دماغ صاف ہوتا ہے۔ کان میں ٹپکانے سے کان کے امراض دور کرتا ہے۔ پیاز میں گندھک کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔

بنی اسرائیل کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے من وسلوا کی جگہ جن چیزوں کا مطالبہ کیا تھا ان میں پیاز بھی شامل تھی۔ جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا تھا کہ تم گھٹیا چیزیں لینے کے لئے اچھی چیزیں چھوڑ رہے ہو۔

پیاز:

پیاز جسے بلب پیاز یا عام پیاز کے نام سے بھی جانا جاتا ہے ایک سبزی ہے اور یہ ایلیم جینس کی سب سے زیادہ کاشت کی جانے والی نسل ہے۔

پیاز کے پودے میں کھوکھلے، نیلے سبز پتوں کا پنکھا ہوتا ہے اور پودے کی بنیاد پر موجود بلب جب دن کی ایک مخصوص مدت تک پہنچ جاتا ہے تو پھولنا شروع ہو جاتا ہے۔ موسم خزاں میں (یا موسم بہار میں، زیادہ سردیوں کے پیاز کی صورت میں) پتے مرجاتے ہیں اور بلب کی بیرونی تہیں خشک اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی ہیں۔ فصل کی کٹائی اور خشک ہو جاتی ہے اور پیاز استعمال یا ذخیرہ کرنے کے لیے تیار ہے۔ فصل پر بہت سے کیڑوں اور بیماریوں کے حملے کا خطرہ ہے، خاص طور پر پیاز کی مکھی، پیاز کے کیڑے اور مختلف پھپھوندی سڑنے کا سبب بنتی ہے۔ A.cepa کی کچھ قسمیں، جیسے چھلکے اور آلو پیاز ایک سے زیادہ بلب پیدا کرتی ہیں۔

دنیا بھر میں پیاز کی کاشت اور استعمال کیا جاتا ہے۔ کھانے کی اشیاء کے طور پر انہیں عام طور پر پکا کر پیش کیا جاتا ہے، بطور سبزی یا تیار شدہ لذیذ ڈش کا حصہ، لیکن اسے کچا بھی کھایا جا سکتا ہے یا اچار یا چٹنیاں بنانے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کاٹتے وقت وہ تیز ہوتے ہیں اور ان میں کچھ کیمیائی مادے ہوتے ہیں جو آنکھوں میں جلن کرتے ہیں۔

پیاز کا پودا جنگل میں نامعلوم نہیں ہے، لیکن کم از کم 7,000 سالوں سے کاشت میں اسے اگایا گیا ہے اور منتخب طریقے سے پالا گیا ہے۔ یہ ایک دو سالہ پودا ہے لیکن عام طور پر سالانہ کے طور پر اگایا جاتا ہے۔ جدید قسمیں عام طور پر 15 سے 45 سینٹی میٹر (6 سے 18 انچ) کی اونچائی تک بڑھتی ہیں۔ پتے زرد مائل سبز ہوتے ہیں اور تہہ بتہہ چپٹے پنکھے کی شکل میں اگتے ہیں۔ وہ فربہ، کھوکھلی اور بیلن جیسے ہوتے ہیں، ایک چپٹی طرف کے ساتھ۔ وہ اپنے چوتھائی حصہ پر ہیں جس سے آگے وہ ایک کند نوک کی طرف بڑھتے ہیں۔ ہر پتے کی بنیاد ایک چپٹی، عام طور پر سفید میان ہوتی ہے جو جڑ سے نکلتی ہے۔اس کے نیچے سے ریشے دار جڑوں کا ایک بنڈل مٹی میں تھوڑے راستے تک پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ جیسے جیسے پیاز پکتا ہے،خوراک کے ذخائر پتوں کے اڈوں میں جمع ہونے لگتے ہیں اور پیاز کا بلب پھول جاتا ہے۔

موسم خزاں میں پتے دوبارہ مر جاتے ہیں اور بلب کے بیرونی ترازو خشک اور ٹوٹنے والے ہو جاتے ہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب عام طور پر فصل کی کٹائی ہوتی ہے۔ اگر موسم سرما میں مٹی میں چھوڑ دیا جائے تو بلب کے وسط میں بڑھنے کا

نقطہ موسم بہار میں تیار ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ نئے پتے نمودار ہوتے ہیں اور ایک لمبا، مضبوط، کھوکھلا تنا پھیلتا ہے، جس کے اوپر بریکٹ ہوتا ہے جو ترقی پذیر پھولوں کی حفاظت کرتا ہے۔ پھول چھکوں میں حصوں کے ساتھ سفید پھولوں کی ایک گلوبلولر چھتری کی شکل اختیار کرتا ہے۔ بیج چمکدار سیاہ اور کراس سیکشن میں تکونی ہوتے ہیں۔

تاریخی استعمال:

سرخ پیاز: پیاز کے خاندان کے بلب کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ صدیوں سے کھانے کے ذریعہ استعمال ہوتے رہے ہیں۔ کانسی کے زمانے کی بستیوں میں، پیاز کی باقیات کے نشانات کھجور کے پتھروں کے ساتھ ملے اور انجیر کی باقیات جو کہ 5000 قبل مسیح کی ہیں۔ تاہم یہ واضح نہیں ہے کہ آیا یہ پیاز کاشت کیے گئے تھے یا خودرو تھے۔ آثار قدیمہ اور ادبی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ شاید تقریباً 2000 سال بعد قدیم مصر میں پیاز کی کاشت کی جا رہی تھی، اسی وقت پیاز اور لہسن کی کاشت کی جاتی تھی۔ مصری اہرام بنانے والے مزدوروں کو شاید مولیاں اور پیاز کھلائے گئے ہوں گے۔

پیاز کو آسانی سے پھیلایا جاتا ہے، نقل وحمل اور ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ قدیم مصری اس کی پوجا کرتے تھے، یہ مانتے تھے کہ اس کی کروی شکل اور مرتکز حلقے (تہہ بتہہ پرت) ابدی زندگی کی علامت ہیں۔ یہاں تک کہ پیاز کو مصری تدفین

میں بھی استعمال کیا جاتا تھا، جیسا کہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ریمسیس چہارم کی آنکھوں میں پیاز کے نشانات پائے جاتے ہیں۔

قدیم یونان میں کھلاڑی پیاز کی بڑی مقدار کھاتے تھے کیونکہ یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہ خون کے توازن کو ہلکا کرتا ہے۔ رومن گلیڈی ایٹرز کو پیاز سے رگڑ کر ان کے پٹھوں کو مضبوط کیا جاتا تھا۔ قرونِ وسطیٰ میں پیاز ایک ایسی اہم خوراک تھی کہ لوگ پیاز سے اپنا کرایہ ادا کرتے تھے اور تحفے کے طور پر بھی دیتے تھے۔ ڈاکٹروں کو آنتوں کی حرکت اور عضو تناسل کو آسان بنانے اور سر درد، کھانسی، سانپ کے کاٹنے اور بالوں کے گرنے سے نجات دلانے کے لیے پیاز تجویز کرنے کے لیے جانا جاتا تھا۔

پہلے آبادکار پیاز کو شمالی امریکہ لے گئے، جہاں مقامی امریکی پہلے ہی جنگلی پیاز کو کئی طریقوں سے استعمال کر رہے تھے، انہیں کچا یا مختلف قسم کے کھانوں میں پکا کر کھاتے تھے۔ انہوں نے انہیں شربت بنانے، پولٹیس بنانے اور رنگوں کی تیاری میں بھی استعمال کیا۔ نوآبادیات کے ذریعہ رکھی گئی ڈائریوں کے مطابق، بلب پیاز پہلی چیزوں میں سے ایک تھی جو زائرین کے باپوں نے اس وقت لگائی جب انہوں نے فصل کاشت کے لیے زمین کو صاف کیا۔

ڈاکٹروں نے 16 ویں صدی کے اوائل میں خواتین میں بانجھ پن میں مدد کے لیے پیاز بھی تجویز کی تھی۔ ان کا استعمال اسی طرح کتوں، بلیوں اور مویشیوں میں زرخیزی کی سطح بڑھانے کے لیے کیا جاتا تھا، لیکن یہ ایک غلطی تھی، جیسا کہ

حالیہ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ پیاز کتوں، بلیوں، گنی پگز اور بہت سے دوسرے جانوروں کے لیے زہریلا ہوتا ہے۔

کھانے میں استعمال:

پیاز کو عام طور پر کاٹا جاتا ہے اور مختلف دلکش گرم پکوانوں میں بطور جزو استعمال کیا جاتا ہے اور اسے اپنے طور پر ایک اہم جزو کے طور پر بھی استعمال کیا جا سکتا ہے مثال کے طور پر فرانسیسی پیاز کے سوپ یا پیاز کی چٹنی میں۔ وہ بہت ورسٹائل ہوتے ہیں اور انہیں سینکا ہوا، ابلا ہوا، بریزڈ، گرل، فرائی، بھنا، بھون کر یا سلاد میں کچا کھایا جا سکتا ہے۔ ان کی پرتوں والی فطرت انہیں ایک بار پکانے کے بعد کھوکھلی کرنے میں آسان بناتی ہے اور انہیں بھرنے میں سہولت فراہم کرتی ہے۔ پیاز ہندوستانی کھانوں کا ایک اہم حصہ ہے، جو سالن اور گریوی کے لیے گاڑھا کرنے والے ایجنٹ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ پیاز کو سرکہ میں اچار بنا کر کھایا جاتا ہے۔

ایک ناشتے کے طور پر .

یہ روایتی طور پر برطانیہ اور دولت مشترکہ میں پبوں اور مچھلی اور چپس کی دکانوں میں خدمت کرنے والے ایک طرف ہیں۔ اچار والے پیاز ایک برطانوی پب پلاؤمین کے دوپہر کے کھانے کا حصہ ہیں، جسے عام طور پر پنیر اور ایل کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ شمالی امریکہ میں، کٹے ہوئے پیاز کو پھینٹ کر ڈیپ فرائی کیا جاتا

ہےاور اسے پیاز کی انگوٹھیوں (رنگ) کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

پیاز کی اقسام اور مصنوعات

اچار والے پیاز کا جار:

عام پیاز عام طور پر تین رنگوں میں دستیاب ہوتے ہیں۔ پیلا یا بھورا پیاز (جسے کچھ یورپی ممالک میں سرخ کہا جاتا ہے) مکمل ذائقہ دار ہیں اور روزمرہ کے استعمال کے لیے پسند کی پیاز ہیں۔ کیریملائز ہونے پر پیلے رنگ کے پیاز گہرے بھورے ہو جاتے ہیں اور فرانسیسی پیاز کے سوپ کو اس کا میٹھا ذائقہ دیتے ہیں۔ سرخ پیاز (جسے کچھ یورپی ممالک میں جامنی کہا جاتا ہے) تازہ استعمال کے لیے ایک اچھا انتخاب ہے جب اس کا رنگ پکوان کو زندہ کرتا ہے۔ یہ گرلنگ میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ سفید پیاز روایتی پیاز ہیں جو میکسیکن کے کلاسک کھانوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ پکانے پر ان کا رنگ سنہری ہوتا ہےاور جب پکایا جائے تو خاص طور پر میٹھا ذائقہ ہوتا ہے۔

اگرچہ بڑے پختہ پیاز کا بلب اکثر کھایا جاتا ہے، پیاز کو نا پختہ مراحل پر کھایا جا سکتا ہے۔ جوان پودوں کو ابھار آنے سے پہلے کاٹا جا سکتا ہےاور مکمل طور پر موسم بہار کے پیاز یا اسکیلینز کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جب پیاز کی کٹائی شروع ہونے کے بعد کی جاتی ہے، لیکن پیاز ابھی پختہ نہیں ہوا ہے تو پودوں کو بعض اوقات "موسم گرما" پیاز بھی کہا جاتا ہے۔

مزید برآں پیاز کی افزائش کی جا سکتی ہے اور چھوٹے سائز میں پکنے کے لیے اگائی جا سکتی ہے۔ پختہ سائز اور پیاز کو جس مقصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اس پر منحصر ہے، ان کو موتی، بوائلر، یا اچار پیاز کہا جا سکتا ہے، لیکن حقیقی موتی پیاز سے مختلف ہے، جو کہ ایک مختلف نوع ہیں۔ موتی اور بوائلر پیاز کو اجزاء کے بجائے سبزی کے طور پر پکایا جا سکتا ہے اور اچار والے پیاز کو اکثر دیرپا ذائقہ کے طور پر سرکہ میں محفوظ کیا جاتا ہے۔

پیاز تازہ، منجمد، ڈبہ بند، کیریملائزڈ، اچار، اور کٹی ہوئی شکلوں میں دستیاب ہیں۔ پانی کی کمی والی پروڈکٹ کٹے ہوئے، کٹے ہوئے، انگوٹھیوں (Ring)، قیمہ بنایا ہوا، کٹی ہوئی، دانے دار اور پاؤڈر کی شکل میں دستیاب ہے۔

پیاز کا پاؤڈر ایک مسالہ ہے جو اس وقت استعمال ہوتا ہے جب تازہ جزو دستیاب نہ ہو۔ یہ باریک پیاز، پانی کی کمی سے دوچار پیاز، بنیادی طور پر بلب پیاز کی تیکھی قسموں سے بنایا جاتا ہے اور اس کی بدبو بہت زیادہ ہوتی ہے۔ پانی کی کمی کی وجہ سے، اس کی شیلف لائف طویل ہے اور یہ کئی اقسام میں دستیاب ہے:

پیلا، سرخ اور سفید۔

کھانے کے بغیر استعمال:

پیاز کے خلیوں کا بڑا سائز انہیں مائکروسکوپی کی مشق کے لیے مثالی بناتا

ہے۔ سرخ پیاز کے epidermis کے یہ خلیے قدرتی طور پر رنگین ہوتے ہیں۔ پیاز میں خاص طور پر بڑے خلیات ہوتے ہیں جو کم میگنیفیکیشن کے تحت آسانی سے دیکھے جاتے ہیں۔ خلیوں کی ایک پرت کی تشکیل، بلب اپیڈرمس کو تعلیمی، تجرباتی اور افزائش کے مقاصد کے لیے الگ کرنا آسان ہے۔ لہذا پیاز کو عام طور پر سائنس کی تعلیم میں استعمال کیا جاتا ہے تاکہ خلیوں کی ساخت کا مشاہدہ کرنے کے لیے خوردبین کا استعمال سکھایا جاسکے۔

پیاز کے تیز رس کو کیڑے کو دور کرنے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اور اسے کیڑوں کے کاٹنے سے بچنے کے لیے جلد پر رگڑا جا سکتا ہے۔ جب کھوپڑی پر لگایا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ بالوں کی نشو ونما کو فروغ دیتا ہے اور چہرے پر جھریاں کم کرتا ہے۔ اس کا استعمال شیشے اور تانبے کے برتنوں کو پالش کرنے اور لوہے پر زنگ کو روکنے کے لیے کیا گیا ہے۔ اگر ابلتا ہوا پانی کٹے ہوئے پیاز پر ڈالا جائے اور اسے ٹھنڈا ہونے کے لیے چھوڑ دیا جائے تو اس کے نتیجے میں نکلنے والے مائع کو پودوں پر چھڑک کر کیڑوں کے خلاف مزاحمت کو بڑھایا جا سکتا ہے اور جب پیاز کے پودے اگتے ہیں تو وہ تل اور کیڑوں کو دور رکھنے کے لیے مشہور ہیں۔ پیاز کی کھالیں پیلے بھورے رنگ کی تیاری کے لیے استعمال ہوتی رہی ہیں۔

تاریخی طور پر پیاز کو اکثر یورپ، افریقہ اور شمالی ایشیا میں کرومینیومینسی کے لیے استعمال کیا جاتا تھا اور وہ کچھ دیہی علاقوں میں اس مشق کے لیے استعمال ہوتے رہتے ہیں۔

کچھ لوگ پیاز کو سنبھالنے کے بعد الرجک ردعمل کا شکار ہوتے ہیں۔ علامات میں کانٹیکٹ ڈرمیٹیٹائٹس، شدید خارش، rhinoconjunctivitis، نظر کا دھندلا پن، bronchial دمہ، پسینہ آنا اور anaphylaxis شامل ہو سکتے ہیں۔ ان افراد میں پیاز کے استعمال سے الرجک ردعمل پیدا نہیں ہوسکتا، شاید کھانا پکانے کے عمل کے دوران شامل پروٹینز کی کمی کی وجہ سے۔

جب کہ انسان عام طور پر پیاز اور جینس ایلیم کے دیگر ارکان کھاتے ہیں، وہ کتوں، بلیوں، گنی پگز، بندروں اور دیگر جانوروں کے لیے جان لیوا ثابت ہو سکتے ہیں۔ یہ زہر کچے اور پکے ہوئے پیاز میں موجود سلفوکسائیڈ کی وجہ سے ہوتا ہے جسے بہت سے جانور ہضم نہیں کر پاتے۔ ادخال کے نتیجے میں خون کی کمی ہوتی ہے جو خون کے سرخ خلیات کی مسخ اور پھٹ جاتی ہے۔ بیمار پالتو جانوروں کو بعض اوقات ٹن شدہ بچوں کے کھانے کے ساتھ کھلایا جاتا ہے اور پیاز پر مشتمل کسی بھی چیز سے پرہیز کرنا چاہیے۔ عام زہریلے خوراکیں بلیوں کے لیے 5 گرام (0.2 آانس) فی کلوگرام (2.2 پونڈ) جسمانی وزن اور کتوں کے لیے 15 سے 30 گرام (0.5 سے 1.1 آانس) فی کلوگرام ہیں۔

آنکھوں میں جلن

کٹے ہوئے پیاز سے کچھ مرکبات خارج ہوتے ہیں جس کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو کے غدود میں جلن پیدا ہوتی ہے آنسو نکلتے ہیں۔

تازہ کٹے ہوئے پیاز اکثر آس پاس کے لوگوں کی آنکھوں میں بوکھلاہٹ کا باعث بنتے ہیں اور اکثر آنسو بے قابو ہوتے ہیں۔ یہ ایک غیر مستحکم گیس، Syn-propanethial-S- oxide کے اخراج کی وجہ سے ہوتا ہے جو آنکھ میں اعصاب کو متحرک کرتا ہے جس سے ایک سنسناہٹ پیدا ہوتی ہے۔ یہ گیس ردعمل کی ایک زنجیر سے پیدا ہوتی ہے جو ایک دفاعی طریقہ کار کے طور پر کام کرتی ہے: پیاز کو کاٹنا ان خلیوں کو نقصان پہنچاتا ہے جو کہ انزائمز خارج کرتے ہیں جنہیں (alliinases) کہا جاتا ہے۔

یہ امائنو ایسڈ سلفوکسائیڈز کو توڑتے ہیں اور سلفینک ایسڈ تیار کرتے ہیں۔ ایک مخصوص سلفینک ایسڈ، 1-پروپین سلفینک ایسڈ، تیزی سے دوسرے انزائم، lacrimatory فیکٹر سنتھیس (LFS) کے ذریعے کام کرتا ہے، جو Syn-propanethial-S- oxide پیدا کرتا ہے۔ یہ گیس ہوا کے ذریعے پھیلتی ہے اور جلد ہی آنکھوں تک پہنچ جاتی ہے، جہاں یہ حسی نیوران کو متحرک کرتی ہے۔ آنسو کے غدود جلن کو پتلا کرنے اور باہر نکالنے کے لیے آنسو پیدا کرتے ہیں۔

بہتے پانی کے نیچے پیاز کو کاٹ کر یا پانی کے بیسن میں ڈبو کر آنکھوں کی جلن سے بچا جا سکتا ہے۔ جڑ کے سرے کو برقرار رکھنے سے بھی جلن میں کمی آتی ہے کیونکہ پیاز کی بنیاد میں سلفر مرکبات کی مقدار باقی بلب کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ پیاز کو استعمال سے پہلے فریج میں رکھنے سے انزائم ری ایکشن کی شرح کم ہو جاتی ہے اور

پنکھے کا استعمال آنکھوں سے گیس کو اڑا سکتا ہے۔ جتنی بار کوئی پیاز کاٹتا ہے آنکھوں میں جلن اتنی ہی کم ہوتی ہے۔

سلفینک ایسڈز اور ایل ایف کی جاری کردہ مقدار اور جلن کا اثر ایلیم پرجاتیوں میں مختلف ہوتا ہے۔ 2008 میں، نیوزی لینڈ کراپ اینڈ فوڈ انسٹی ٹیوٹ نے ایل ایف ایس انزائم کی پیاز کی ترکیب کو روکنے کے لیے جین کو خاموش کرنے والی بائیوٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے" کوئی آنسو نہیں" پیاز کا تناؤ بنایا۔

کاشت کاری

پیاز کی کاشت ایسی زرخیز زمینوں میں کی جاتی ہے جو اچھی طرح سے نکاسی والی ہو۔ سینڈی لومز اچھے ہوتے ہیں کیونکہ ان میں گندھک کی مقدار کم ہوتی ہے، جبکہ چکنی مٹی میں عام طور پر سلفر کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اور وہ تیز بلب پیدا کرتے ہیں۔ پیاز کو مٹی میں غذائی اجزاء کی اعلی سطح کی ضرورت ہوتی ہے۔ فاسفورس اکثر کافی مقدار میں موجود ہوتا ہے، لیکن ٹھنڈی مٹی میں اس کی دستیابی کم ہونے کی وجہ سے پودے لگانے سے پہلے لگایا جا سکتا ہے۔ نائٹروجن اور پوٹاش کو بڑھتے ہوئے موسم کے دوران وقفے وقفے سے لگایا جا سکتا ہے، نائٹروجن کا آخری استعمال کٹائی سے کم از کم چار ہفتے پہلے ہوتا ہے۔ بلبنگ پیاز دن کی لمبائی کے لیے حساس ہوتے ہیں۔ ان کے بلب صرف اس وقت بڑھنے لگتے ہیں جب دن کی روشنی کے اوقات کی تعداد کم سے کم مقدار سے بڑھ جاتی ہے۔ زیادہ تر روایتی یوروپی پیاز کو "طویل

دن" پیاز کہا جاتا ہے، صرف 14 گھنٹے یا اس سے زیادہ دن کی روشنی کے بعد بلب پیدا ہوتے ہیں۔ جنوبی یورپی اور شمالی افریقی اقسام کو اکثر "انٹرمیڈیٹ ڈے" کی اقسام کے نام سے جانا جاتا ہے، جس میں بلب کی تشکیل کو متحرک کرنے کے لیے صرف 12-13 گھنٹے دن کی روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔ آخر میں، "شارٹ ڈے" پیاز، جو حالیہ دنوں میں تیار کیے گئے ہیں، موسم خزاں میں ہلکے سردیوں کے علاقوں میں لگائے جاتے ہیں اور موسم بہار کے شروع میں بلب بناتے ہیں اور بلب کی تشکیل کو متحرک کرنے کے لیے صرف 11-12 گھنٹے دن کی روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔ پیاز ٹھنڈے موسم کی فصل ہے اور اسے USDA زونز 3 سے 9 میں اگایا جا سکتا ہے۔ گرم درجہ حرارت یا دیگر دباؤ والے حالات انہیں "بولٹ" کا باعث بنتے ہیں، یعنی پھول کا تنا اگنا شروع ہو جاتا ہے۔

پیاز بیج سے یا سیٹ سے اگائے جا سکتے ہیں۔ پیاز کے بیج قلیل مدتی ہوتے ہیں اور تازہ بیج بہتر طور پر اگتے ہیں۔ بیجوں کو اتھلی ڈرل میں باریک بویا جاتا ہے، پودوں کو مراحل میں پتلا کرتے ہیں۔ مناسب آب و ہوا میں موسم گرما کے آخر اور موسم خزاں میں زمین میں موسم سرما میں کچھ خاص قسمیں بوئی جا سکتی ہیں اور اگلے سال ابتدائی فصلیں پیدا کی جا سکتی ہیں۔ پیاز کی سیٹیں موسم گرما کے شروع میں ناقص زمین میں موٹی بیج بونے سے تیار کی جاتی ہیں اور پیدا ہونے والے چھوٹے بلب خزاں میں کاٹے جاتے ہیں۔ یہ بلب اگلے موسم بہار میں لگائے جاتے ہیں اور سال کے آخر میں بالغ بلب بن جاتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے بعض اقسام کا

استعمال کیا جاتا ہے اور ان میں ذخیرہ کرنے کی اتنی اچھی خصوصیات نہیں ہو سکتی ہیں جتنی براہ راست بیج سے اگائی جاتی ہیں۔

بڑھتے ہوئے موسم کے دوران معمول کی دیکھ بھال میں قطاروں کو مسابقتی جڑی بوٹیوں سے پاک رکھنا شامل ہے، خاص طور پر جب پودے جوان ہوں۔ پودے اتھلی جڑوں والے ہوتے ہیں اور قائم ہونے پر انہیں زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلبنگ عام طور پر 12 سے 18 ہفتوں کے بعد ہوتی ہے۔ تازہ کھانے کی ضرورت پڑنے پر بلب اکٹھے کیے جا سکتے ہیں، لیکن اگر انہیں ذخیرہ میں رکھا جائے تو پتے قدرتی طور پر پتوں کے مرنے کے بعد انہیں کاٹنا چاہیے۔ خشک موسم میں انہیں ٹھیک طرح سے خشک ہونے کے لیے کچھ دنوں کے لیے مٹی کی سطح پر چھوڑا جا سکتا ہے اور پھر انھیں جالیوں میں ڈالا جا سکتا ہے، ڈور میں باندھا جا سکتا ہے، یا اتھلے خانوں میں تہوں میں بچھایا جا سکتا ہے۔ انہیں اچھی ہوادار، ٹھنڈی جگہ جیسے شیڈ میں ذخیرہ کیا جانا چاہیے۔

کیڑے اور بیماریاں

پیاز پودوں کے متعدد امراض کا شکار ہے۔ گھریلو باغبان کے لیے سب سے زیادہ خطرناک پیاز کی مکھی، تنے اور بلب کے کیڑے، سفید سڑ اور گردن کی سڑ کا امکان ہے۔ پودوں کو متاثر کرنے والی بیماریوں میں زنگ اور مسموم، نیچے کی پھپھوندی اور سفید نوک کی بیماری شامل ہیں۔ بلب پھٹنے، سفید سڑ اور گردن کے

سڑنے سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ لرزنا ایک ایسی حالت ہے جس میں مرکزی پتے پیلے ہو جاتے ہیں اور بلب کا اندرونی حصہ ایک ناگوار بو والی کیچڑ میں گر جاتا ہے۔ ان میں سے زیادہ تر خرابیوں کا علاج متاثرہ پودوں کو ہٹانے اور جلانے سے کیا جاتا ہے۔ پیاز کے پتوں کی کھدائی کرنے والے یا لیک کیڑے (Acrolepiopsis assectella) کا لاروا بعض اوقات پودوں پر حملہ کرتا ہے اور بلب میں گر سکتا ہے۔

پیاز کی مکھی کا لاروا:

پیاز کی مکھی (ڈیلیا اینٹیکا) پتوں اور تنوں پر اور پیاز، چھلکے، لیک اور لہسن کے پودوں کے قریب زمین پر انڈے دیتی ہے۔ مکھی تباہ شدہ بافتوں کی بدبو سے فصل کی طرف راغب ہوتی ہے اور تتلی ہونے کے بعد ہونے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ سیٹوں سے اگنے والے پودے حملے کا کم شکار ہوتے ہیں۔ لاروا بلب میں سرنگ کرتا ہے اور پتے مرجھا کر پیلے ہو جاتے ہیں۔ بلب بگڑ جاتے ہیں اور سڑ جاتے ہیں، خاص طور پر ایسا گیلے موسم میں ہوتا ہے۔ کنٹرول کے اقدامات میں فصل کی گردش، بیجوں کے ڈریسنگ کا استعمال، ابتدائی بوائی یا پودے لگانا اور متاثرہ پودوں کو ہٹانا شامل ہو سکتے ہیں۔

پیاز کا کیڑا (Ditylenchus dipsaci) ایک چھوٹا سا پرجیوی مٹی میں رہنے والا نیماٹوڈ، سوجن، مسخ شدہ پودوں کا سبب بنتا ہے۔ جوان پودے مارے جاتے ہیں اور بوڑھے نرم بلب بناتے ہیں۔ کوئی علاج معلوم نہیں ہے اور

متاثرہ پودوں کو اکھاڑ کر جلا دینا چاہیے۔ اس جگہ کو کئی سالوں تک دوبارہ پیاز اگانے کے لیے استعمال نہیں کیا جانا چاہیے اور گاجر، پارسنپس اور پھلیاں اگانے سے بھی پرہیز کیا جانا چاہیے جو کہ کیڑے کے لیے بھی حساس ہیں۔

پیاز، لیکس اور لہسن کی سفید سڑ مٹی سے پیدا ہونے والی فنگس Sclerotium cepivorum کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جیسے جیسے جڑیں سڑ جاتی ہیں، پتے پیلے اور مرجھا جاتے ہیں۔ بلبوں کے اڈوں پر حملہ کیا جاتا ہے اور وہ مائیسیلیا کے سفید ماس سے ڈھک جاتے ہیں جو بعد میں چھوٹے گول گول سیاہ ڈھانچے پیدا کرتے ہیں جنہیں سکلیروٹیا کہتے ہیں۔ یہ آرام کرنے والے ڈھانچے مستقبل کی فصل کو دوبارہ متاثر کرنے کے لیے مٹی میں رہتے ہیں۔ اس فنگل بیماری کا کوئی علاج موجود نہیں ہے، اس لیے متاثرہ پودوں کو ہٹا کر تلف کر دینا چاہیے اور آنے والے سالوں میں زمین کو غیر متعلقہ فصلوں کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔

گردن کی سڑنا ایک فنگل بیماری ہے جو پیاز کو ذخیرہ کرنے میں متاثر کرتی ہے۔ یہ Botrytis allii کی وجہ سے ہوتا ہے، جو گردن اور بلب کے اوپری حصوں پر حملہ کرتا ہے، جس سے سرمئی سڑنا بنتا ہے۔ علامات اکثر پہلے اس جگہ ہوتی ہیں جہاں بلب کو نقصان پہنچا ہوتا ہے اور متاثرہ ترازو میں نیچے کی طرف پھیل جاتا ہے۔ بیضوں کی بڑی مقدار پیدا ہوتی ہے اور کرسٹ جیسا سکلیروٹیا بھی تیار ہو سکتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ایک خشک سڑنا شروع ہو جاتا ہے اور بلب ایک خشک ممی شدہ ڈھانچہ بن جاتا ہے۔ یہ بیماری بڑھنے کی پوری مدت میں موجود ہو سکتی ہے،

لیکن یہ صرف اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب بلب اسٹور میں ہو۔ اینٹی فنگل سیڈ ڈریسنگ دستیاب ہیں اور کٹائی کے وقت بلبوں کو ہونے والے جسمانی نقصان کو روکنے، پختہ پیاز کو احتیاط سے خشک کرنے اور ٹھیک کرنے اور کافی مقدار میں گردش کرنے والی ہوا کے ساتھ ٹھنڈی، خشک جگہ پر صحیح ذخیرہ کرکے بیماری کو کم کیا جا سکتا ہے۔

گھر میں ذخیرہ

پکانے والی پیاز اور میٹھی پیاز کو کمرے کے درجہ حرارت پر بہتر طور پر ایک ہی تہہ میں، جالی دار تھیلے میں خشک، ٹھنڈی، سیاہ، ہوادار جگہ پر بہتر طور پر ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ اس ماحول میں پیاز پکانے کی شیلف لائف تین سے چار ہفتے اور میٹھی پیاز ایک سے دو ہفتے ہوتی ہے۔ پیاز پکانے سے سیب اور ناشپاتی کی بدبو جذب ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ سبزیوں سے نمی کھینچتے ہیں جس کے ساتھ وہ ذخیرہ کیے جاتے ہیں جو ان کے سڑنے کا سبب بن سکتے ہیں۔

- میٹھے پیاز میں پیاز پکانے کے مقابلے میں پانی اور چینی کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ یہ انہیں میٹھا اور ہلکا ذائقہ بناتا ہے، لیکن ان کی شیلف لائف کو کم کر دیتا ہے۔ میٹھی پیاز کو فریج میں رکھا جا سکتا ہے۔ ان کی شیلف زندگی تقریباً 1 ماہ ہے۔ قسم سے قطع نظر، پیاز کے کسی بھی کٹے ہوئے ٹکڑے کو مضبوطی سے لپیٹ کر دوسری پیداوار سے دور رکھا جاتا ہے اور دو سے تین دن کے اندر استعمال کیا جاتا ہے۔

31.4 ۔کدّ و یا لوکی

عربی میں یقطین گول اور لمبے کدّ و کو کہتے ہیں اسے لوکی بھی کہتے ہیں۔

لغت میں یقطین اس درخت کو کہتے ہیں جو اپنے تنے پر نہ کھڑا ہو سکے جیسے تربوز، ککڑی کھیرا وغیرہ۔

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَأَنبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّن يَقْطِينٍ O

(سورۃ الصافات ۔ 146)

اوران پر کدو کا درخت اگایا۔

رسول اللہ ﷺ کدّ و / لوکی بہت شوق سے کھاتے تھے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک دعوت میں مدعو کیا گیا میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں جو کی روٹی، خشک گوشت اور کدّ و کا بنا ہوا سالن پیش کیا گیا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے کھانے کے دوران رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ پیالے کے اردگرد سے کدّ و تلاش کر کر کے کھا رہے ہیں۔ اسی روز سے میرے دل میں کدّ و کی رغبت بڑھ گئی۔

(صحیح البخاری)

ابو طالوتؒ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت انسؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپؓ کدّ و کھا رہے تھے اور کہتے تھے کہ اے درخت تو بھی کیا چیز ہے۔

میں تجھے پیغمبرِ خدا ﷺ کے پسند کرنے کی وجہ سے پسند کرتا ہوں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! جب تم ہانڈی پکانے کے لئے تیار کرو تو اس میں زیادہ مقدار میں کدّو ڈال لو اس لئے کہ وہ رنجیدہ دلوں کو مضبوط کرتا ہے۔

کدو ایک عام سبزی ہے جو کہ دنیا بھر میں کاشت کی جاتی ہے۔ اس کا وزن ایک پاؤ سے لے کر دس کلوگرام تک ہوتا ہے۔ یہ بیل میں لگتا ہے جو زمین پر رینگتی ہے۔ یہ کاشت کی جاتی ہے لیکن جنگلوں میں خودرو بھی پائی جاتی ہے۔ اس کا ذائقہ میٹھا بھی ہوتا ہے اور کڑوا بھی۔

سرد تر اور زود ہضم غذا ہے۔ یہ پیشاب آور اور قبض کشا ہے۔ بہت ہلکی غذا ہے عام طور پر ڈاکٹر لوگ بیمار لوگوں کو یہ سبزی تجویز کرتے ہیں۔ یہ خونی بواسیر اور گرمی کی بیماریاں، سر کان دانت گردہ اور آنکھ کے درد کیلئے بہت مفید ہے۔ اس کا کھانا یرقان اور تپ دق کے مریض کو فائدہ کرتا ہے۔ کدو دماغ کو بڑھاتا ہے اور عقل میں اضافہ کرتا ہے۔ اس کی خاصیت یہ ہے کہ اس کو جس چیز کے ساتھ استعمال کیا جائے ہضم ہونے کے بعد اسی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

کدو کی غذائیت کے حقائق

کدو کا پھل بڑے پیمانے پر اگائی جانے والی سبزیوں میں سے ایک ہے

جو کہ اہم اینٹی آکسیڈ ینٹس اور وٹامنز سے بھرپور ہے۔ اگرچہ گھر کے پچھواڑے کی یہ شائستہ سبزی کیلوریز میں کم ہے، تاہم اس میں وٹامن اے اور فلاوونائڈ پولی فینولک اینٹی آکسیڈنٹس جیسے لیوٹین، زانتھین اور کیروٹین وافر مقدار میں موجود ہیں۔

کدو ایک تیزی سے بڑھنے والی بیل ہے جو سطح پر اسی طرح رینگتی ہے جیسے Cucurbitaceae خاندان کی دیگر سبزیوں اور پھلوں جیسے ککڑی، اسکواش، کینٹالوپس ... وغیرہ۔ یہ دنیا بھر میں کاشت کی جانے والی سب سے مشہور کھیت کی فصلوں میں سے ایک ہے، بشمول امریکہ میں اس کے پھلوں اور بیجوں کے لیے تجارتی پیمانے پر ہوتی ہے۔

کدو شکل، سائز اور رنگوں میں بہت مختلف ہوتے ہیں۔ دیوقامت کدو کا وزن عام طور پر 4-6 کلوگرام ہوتا ہے جس کا سب سے بڑا وزن 25 کلوگرام سے زیادہ تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ گولڈن نگیٹ کدو چپٹے، چھوٹے اور میٹھے کریمی نارنجی رنگ کے گودے والے ہوتے ہیں۔

کدو، عام طور پر نارنجی یا پیلے رنگ کی بیرونی جلد کا رنگ دکھاتا ہے۔ تاہم کچھ قسمیں گہرے سے ہلکے سبز، بھورے، سفید، سرخ اور سرمئی رنگ کی نمائش کر سکتی ہیں۔ ان کی رنگت کی خصوصیات زیادہ تر ان کی جلد اور گودا میں پیلے نارنجی روغن سے متاثر ہوتی ہیں۔ اس کی موٹی رند ہلکی، عمودی پسلیوں کے ساتھ ہموار ہوتی ہے۔

ساخت میں پھل میں سنہری پیلے سے نارنجی رنگ کا گودا ہوتا ہے جو اس میں موجود پولی فینولک روغن پر منحصر ہوتا ہے۔ پھل کا ایک کھوکھلا مرکز ہوتا ہے، جس میں متعدد چھوٹے، سفید رنگ کے بیج جال جیسی ساخت میں جڑے ہوتے ہیں۔ کدو کے بیج پروٹین، معدنیات، وٹامنز اور اومیگا تھری فیٹی ایسڈز کا بہترین ذریعہ ہیں۔

کدو کے صحت کے فوائد

یہ بہت کم کیلوریز والی سبزیوں میں سے ایک ہے۔ 100 گرام پھل صرف 26 کیلوریز فراہم کرتا ہے اور اس میں کوئی سیر شدہ چربی یا کولیسٹرول نہیں ہوتا ہے۔ تاہم یہ غذائی ریشہ، اینٹی آکسیڈ ینٹ، معدنیات، وٹامنز سے بھرپور ہے۔ کولیسٹرول کو کنٹرول کرنے اور وزن کم کرنے کے پروگراموں میں غذائی ماہرین کی تجویز کردہ غذائی اشیاء میں سے ایک سبزی ہے۔

کدو بہت سے اینٹی آکسیڈ ینٹ وٹامنز جیسے وٹامن اے، وٹامن سی اور وٹامن ای کا ذخیرہ ہے۔

7384 ملی گرام فی 100 گرام پر، یہ Cucurbitaceae خاندان کی سبزیوں میں سے ایک ہے جس میں وٹامن-A کی اعلیٰ سطح ہوتی ہے، جو تقریباً 246% RDA فراہم کرتی ہے۔ وٹامن اے ایک طاقتور قدرتی اینٹی آکسیڈ ینٹ ہے اور جسم کو جلد اور میوکوسا کی سالمیت کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ یہ اچھی بصری بینائی کے لیے بھی ایک ضروری وٹامن ہے۔ تحقیقی مطالعات

سے پتہ چلتا ہے کہ وٹامن اے سے بھرپور قدرتی غذائیں انسانی جسم کو پھیپھڑوں اور منہ کی گہاکے کینسر سے بچانے میں مدد دیتی ہیں۔

یہ بہت سے قدرتی پولی فینولک flavonoid مرکبات جیسے a، ß carotenes، cryptoxanthin، luteinاور zea- xanthin کا ایک بہترین ذریعہ بھی ہے۔ کیروٹینز جسم کے اندر وٹامن اے میں تبدیل ہوتی ہیں۔ Zea- xanthinایک قدرتی اینٹی آکسیڈ ینٹ ہے، جس میں UV (الٹراوائلٹ) شعاعیں آنکھوں کے ریٹینا میں میکولا لیوٹیا میں فلٹرنگ عمل رکھتی ہیں۔ اس طرح، یہ بزرگوں میں "عمر سے متعلق میکولر بیماری" (ARMD) سے تحفظ فراہم کرسکتا ہے۔

پھل وٹامنز کے بی کمپلیکس گروپ جیسے فولیٹ، نیاسین، وٹامن بی-6 (پائریڈوکسین)، تھامین اور پینٹوتھینک ایسڈ کا ایک اچھا ذریعہ ہے۔ یہ کاپر، کیلشیم، پوٹاشیم اور فاسفورس جیسے معدنیات کا بھی بھرپور ذریعہ ہے۔

کدو کے بیج درحقیقت غذائی ریشہ اور مونو غیر سیر شدہ فیٹی ایسڈز کا ایک بہترین ذریعہ ہیں جو دل کی صحت کے لیے اچھے ہیں۔ اس کے علاوہ، بیج پروٹین، معدنیات اور صحت کے لیے فائدہ مند وٹامنز کے مرتکز ذرائع ہیں۔ مثال کے طور پر 100 گرام کدو کے بیج 559 کیلوریز، 30 گرام پروٹین، 110 فیصد آرڈی اے آئرن، 4987 ملی گرام نیاسین (31 فیصد آرڈی اے)، سیلینیم (17 فیصد آرڈی اے)، زنک (71 فیصد) وغیرہ فراہم کرتے ہیں۔ کولیسٹرول نہیں.

مزید برآں، بیج امائنو ایسڈ ٹرپٹوفن کو فروغ دینے کے لیے صحت کا بہترین ذریعہ ہیں۔ Tryptophan دماغ میں GABA میں تبدیل ہوتا ہے۔

انتخاب اور اسٹورتیج

کدو بازار میں سال بھر آسانی سے دستیاب ہوسکتا ہے۔ اس کے حصوں کے بجائے مکمل طور پر تیار، مکمل کدو کا پھل خریدیں۔ پختہ پھل تلاش کریں جس میں ٹیپنگ پر عمدہ ووڈی نوٹ، ہاتھ میں بھاری اور مضبوط تنا ہو۔ جھریوں والی سطح، کٹے اور زخموں سے بچیں۔

ایک بار گھر میں، پکے ہوئے، پختہ کدو کو کمرے کے درجہ حرارت پر ٹھنڈی، اچھی ہوادار جگہ پر آنے کے لیے کئی ہفتوں تک ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔ تاہم کٹے ہوئے حصوں کو ریفریجریٹر کے اندر رکھنا چاہیے جہاں یہ کچھ دنوں تک اچھی طرح سے رہ سکے۔

تیاری اور سرونگ کے طریقے

کچھ ہائبرڈ اقسام کو عام طور پر کیڑے مار پاؤڈر یا سپرے کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ لہذا گندگی، مٹی اور کسی بھی بقایا کیڑے مار دوا/فنگسائڈس کو دور کرنے کے لیے انہیں بہتے پانی میں اچھی طرح دھولیں۔

تنے کے سرے کو کاٹ لیں اور پورے پھل کو دو برابر حصوں میں کاٹ

لیں۔ مرکزی جال جیسے ڈھانچے کو ہٹا دیں اور بیجوں کو الگ کر دیں۔ پھر گودے کو مطلوبہ سائز میں کاٹ لیں۔ عام طور پر، کھانا پکانے کی تیاریوں میں چھوٹے کیوب کو ترجیح دی جاتی ہے۔

کدو کے پودے کے پھل، پتے، پھول اور بیج کے تقریباً تمام حصے کھانے کے قابل ہیں۔

پیش کرنے کے کچھ نکات یہ ہیں:

کدو مختلف قسم کی مزیدار ترکیبوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے یا تو سینکا ہوا، سٹو فرائیڈ؛ تاہم زیادہ سے زیادہ غذائی اجزاء حاصل کرنے کے لیے اسے بھاپ میں پکانے کے بعد بہترین طور پر کھایا جاتا ہے۔ چین میں کدو کے پتوں کو پکی ہوئی سبز یا سوپ میں کھایا جاتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں جہاں یہ " کدو یا سیتا پھل" کے نام سے مشہور ہے، میٹھا کدو "سبزی"، میٹھے پکوان (حلوہ)، میٹھے،سوپ، سالن وغیرہ کی تیاری میں استعمال ہوتا ہے۔

یہ پھل پائی، پینکیکس، کسٹرڈ، راویولی وغیرہ کی تیاری میں استعمال ہوتا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں گولڈن نگیٹ کدو کا استعمال شاندار سوفل، اسٹفنگ، سوپ وغیرہ بنانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ بھنے ہوئے کدو کے بیج (پیپیٹا) کو ناشتے کے طور پر کھایا جا سکتا ہے۔

لوکی

لوکی خاندان Cucurbitaceae کا ایک پودا ہے، خاص طور پر Cucurbitaاور Lagenariaیا Bignoniaceae "calabash Tree"، Crescentiaاور Amphitecna کی دونسلوں کا پھل۔

اس اصطلاح سے مراد متعدد انواع اور ذیلی انواع ہیں، جن میں سے کئی سخت خولوں والی ہیں اور کچھ اس کے بغیر ہوتی ہیں۔ ممکنہ طور پر پودوں کی قدیم ترین اقسام میں سے ایک لوکی کی ذیلی قسم، لگنر یا سیسیریا، آثار قدیمہ کے مقامات پر 13,000 قبل مسیح سے دریافت ہوئی ہے۔ لوکی نے پوری تاریخ میں بے شمار استعمال کیے ہیں، بشمول اوزار، موسیقی کے آلات اور آرٹ، فلم اور کھانے کی اشیاء۔

لوکی کو کبھی کبھار کدو، ککڑی، اسکواش، لوفا اور خربوزے کی طرح خاندان Cucurbitaceae میں فصلوں کے پودوں کی وضاحت کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مزید خاص طور پر، لوکی سے مراد دو Cucurbitaceae generaLagenaria اور Cucurbita میں پودوں کے پھل ہیں یا ان کے کھوکھلے، سوکھے ہوئے خول سے بھی۔ پانی کی کمی کے وقت لوکی میں سخت خول بھی ہوسکتا ہے۔

دنیا بھر میں بہت سے مختلف لوکی ہیں۔ لوکی کہلانے والے اہم پودوں میں Cucurbita genus کی کئی انواع شامل ہیں (زیادہ تر شمالی امریکہ سے

تعلق رکھتی ہیں، بشمول مالا بار لوکی اور پگڑی اسکواش)، کریسنٹیا کیوجیٹ (لوکی یا کالاباش کا درخت، جو امریکی اشنکٹبندیی علاقوں کا ہے) اور Lagenaria siceraria (لوکی)۔ ان کے نام پر لوکی والے دوسرے پودوں میں لوفا لوکی (ممکنہ طور پر ایشیا میں پالا جاتا ہے) شامل ہیں، جس میں لوفا جینس کی کئی انواع شامل ہیں، نیز موم کا لوکی، سانپ لوکی، ٹیزل لوکی، ہیج ہاگ لوکی، بھینس لوکی/کوئیوٹ لوکی۔ کڑوے خربوزے/بلسم سیب/بلسم ناشپاتی کو کبھی کبھی لوکی بھی کہا جاتا ہے۔

تاریخ

چینی نسوار کی بوتل (بیانہو) جس میں ڈھلے ہوئے لوکی کے جسم کے ساتھ، اور ایک جیڈ روکنے والا ہوتا ہے۔

L. siceraria تاریخ میں بہت جلد یورپ اور امریکہ میں لایا گیا تھا، جو پیرو کے آثار قدیمہ کے مقامات پر 13,000 سے 11,000 قبل مسیح اور تھائی لینڈ کے مقامات پر 11,000 سے BC6,000 کے درمیان پائے جاتے تھے۔ 2005 میں شائع ہونے والی بوتل لوکی کے ڈی این اے کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ لوکی کی دو الگ الگ ذیلی اقسام ہیں، جو افریقہ اور ایشیا میں آزادانہ طور پر پالی جاتی ہیں، بعد میں تقریباً 4,000 سال پہلے۔ بظاہر امریکہ میں پائے جانے والے لوکی ایشیائی ذیلی نسلوں سے آتے ہیں، تاریخ میں بہت اوائل میں؛ ایک نیا مطالعہ اب افریقہ

کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ آثار قدیمہ اور ڈی این اے کے ریکارڈ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لوکی ایشیا میں 12,000 اور 13,000 BP کے درمیان اور ممکنہ طور پر پہلی پالی جانے والی پودوں کی نسلوں میں سے تھا۔

لوکی کا استعمال پوری تاریخ میں ہوتا رہا، دنیا بھر میں تقریباً ہر ثقافت میں۔ شمالی امریکہ میں یورپی رابطے نے لوکی کا وسیع استعمال پایا، جس میں جامنی مارٹن کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے پرندوں کے گھر کے طور پر بوتل کے لوکی کا استعمال بھی شامل ہے، جس نے زراعت کے لیے بگ کنٹرول فراہم کیا۔ تقریباً ہر ثقافت میں لوکی سے بنے موسیقی کے آلات ہوتے تھے، جن میں ڈھول، افریقہ میں عام ہونے والے تار والے آلات اور بحرالکاہل کی ناک کی بانسری سمیت ہوا کے آلات ہوتے تھے۔

20 ویں صدی تا حال

ہندوستان میں سائنس دان ملک میں پائے جانے والے کریلے کی نسل کے چھ ارکان کی کراس بریڈنگ پر کام کر رہے ہیں تا کہ پودوں کی غذائیت اور دواؤں کی قدروں کو برقرار رکھتے ہوئے ناخوشگوار ذائقے کو کم کیا جا سکے۔ ان میں Spine gourd (Momordica Dioica)، Teasle gourd (Momordica subangulata)، میٹھا لوکی (Momordica cochinchinensis)، balsam apple

balsamina) اور Momordica sahyadrica شامل ہیں۔

استعمال

ایک میز پر لوکی کی ایک قسم۔

بنجر علاقوں کی ثقافتیں اکثر لوکی کو پانی سے جوڑتی ہیں اور وہ تخلیق کے بہت سے افسانوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اپنی تاریخ کے آغاز سے ان کے بہت سے استعمال ہوتے رہے ہیں جن میں کھانا، باورچی خانے کے اوزار، کھلونے، موسیقی کے آلات اور سجاوٹ شامل ہیں۔ آج کل لوکی کو عام طور پر مختلف قسم کے دستکاریوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، بشمول زیورات، فرنیچر، برتن اور نقاشی، جلانے اور دیگر تکنیکوں کا استعمال کرتے ہوئے مختلف قسم کی سجاوٹ۔

چینیوں نے دو حصوں کے مولڈ گول جوان لوکی یا ان کا ایک حصہ باندھنے کی ایک تکنیک تیار کی تاکہ لوکی سانچے میں بڑھ کر اپنی شکل اختیار کر لے۔ شکل والے لوکی کے مختلف آرائشی استعمال ہوتے ہیں، خاص طور پر ڈبوں، بوتلوں اور دیگر کنٹینرز کے طور پر۔

لوفا لوکی، لوفا ایجپٹیا کا اور لوفا اکوٹینگولا، حالیہ تاریخ میں اسپنج اور سٹرینر کے طور پر استعمال ہوتے رہے ہیں۔ یہ لوکی سے جلد اور گودا نکال کر اور ریشوں کو بلیچ کر کے تیار کیا جاتا ہے۔

31.5 ۔ کھیرا یا ککڑی

سنن میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھجور کے ساتھ ککڑی کھاتے تھے۔ محدثین نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ کھجور چونکہ گرم ہوتی ہے اس لئے اس کے ساتھ ٹھنڈی تاثیر والا کھیرا کھانے سے یہ مرکب تاثیر معتدل ہو جاتا ہے۔

اسے سبزی بھی کہہ سکتے ہیں اور پھل بھی، یہ سرد تر ہوتی ہے۔ علم النباتات میں اس کا شمار Cucurbitacea خاندان سے ہے۔ یہ دنیا کے اکثر و بیشتر ممالک میں کچا کھایا جاتا ہے۔ طب کی زبان میں اسے خیارین کہا جاتا ہے۔ کھیرا یا ککڑی دونوں کو ایک ہی جنس میں شمار کیا جاتا ہے اس کی بیل ہوتی ہے جو زمین میں رینگتی ہے اس میں اگتا ہے۔ یہ گرمیوں کے موسم کی سبزی ہے۔ لیکن اب یہ پورے سال ملتی ہے۔ اس کا استعمال پیاس، گرمی کے امراضِ قبض، پیشاب کی جلن اور ہائی بلڈ پریشر میں فائدہ مند ہے۔ کھیرا یا ککڑی کھا کر فوراً پانی پینے سے ہیضہ کا خطرہ ہوتا ہے۔ ککڑی معدے کی حدت کو ختم کرتی ہے۔ مثانے کے درد کے لئے فائدہ مند ہے۔ اگر کوئی بے ہوش ہو جائے تو اس کو ککڑی سنگھانے سے ہوش آ جاتا ہے۔ کھیرا یا ککڑی جسم کو ٹھنڈک پہنچاتی ہے۔ بنی اسرائیل قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے من وسلوا کے مقابلہ میں جن چیزوں کا مطالبہ کیا تھا ان میں (وَقِثَّآئِهَا) ککڑی بھی شامل تھی۔

ککڑی اورکھیرا

کھیرے کو سائنسی طور پر Cucumis sativus کے نام سے جانا جاتا ہے اور ان کا تعلق اسی نباتاتی خاندان سے ہے جیسے خربوزے (بشمول تربوز اور کینٹالوپ) اور اسکواش (بشمول گرمیوں کے اسکواش، سرما کے اسکواش، زچینی اور کدو)۔ کھیرے کی تجارتی پیداوار کو عام طور پر دو اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ " ککڑیوں کے ٹکڑے" تازہ استعمال کے لیے تیار کیے جاتے ہیں۔ "پکلنگ کھیرے" کو اچار میں حتمی پروسیسنگ کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ کٹے ہوئے کھیرے عام طور پر بڑے ہوتے ہیں اور ان کی کھالیں موٹی ہوتی ہیں، جبکہ اچار والے کھیرے عام طور پر چھوٹے ہوتے ہیں اور ان کی کھالیں پتلی ہوتی ہیں۔

کھیرے کے بارے میں نیا اور فائدہ مند کیا ہے؟

محققین طویل عرصے سے پودوں میں منفرد پولیفینول کی موجودگی سے واقف ہیں جنہیں lignans کہا جاتا ہے اور صحت کے لیے فائدہ مند ان مادوں کا بڑے پیمانے پر کروسیفیرس سبزیوں (جیسے بروکولی یا بند گوبھی) اور ایلیم سبزیوں (جیسے پیاز یا لہسن) میں مطالعہ کیا گیا ہے۔ تاہم حالیہ مطالعات نے کھیرے سمیت دیگر سبزیوں کے لگنان مواد پر زیادہ توجہ دینا شروع کر دی ہے۔ کھیرے میں اب لاریسرینول، پینوریزینول اور سیکوئسولاریسرینول شامل ہیں— تین lignans جو قلبی امراض کے کم خطرے کے ساتھ ساتھ چھاتی، رحم اور پروسٹیٹ کینسر سمیت کئی کینسر کی اقسام کے سلسلے میں تحقیق کی مضبوط تاریخ رکھتے ہیں۔

کھیرے کے تازہ عرقوں میں حال ہی میں اینٹی آکسیڈ ینٹ اور اینٹی سوزش والی خصوصیات کو دکھایا گیا ہے۔ اگرچہ اس علاقے میں تحقیق کو ابھی بھی ابتدائی سمجھا جانا چاہیے- چونکہ یہ صرف جانوروں پر لیبارٹری کی ترتیب میں کی گئی ہے- نتائج واضح اور مستقل ہیں۔ تازہ کھیرے کے عرق میں موجود مادے فری ریڈیکلز کو ختم کرنے میں مدد کرتے ہیں، اینٹی آکسیڈ ینٹ کی کیفیت کو بہتر بنانے میں مدد کرتے ہیں، سائکلو آکسیجن 2 (2-COX) جیسے سوزش کے حامی انزائمز کی سرگرمی کو روکتے ہیں اور ایسی حالتوں میں نائٹرک آکسائیڈ کی زیادہ پیداوار کو روکتے ہیں جہاں یہ صحت کو خطرات لاحق ہوسکتا ہے۔ اس بات کا بہت زیادہ امکان ہے کہ کھیرے کے فائٹو نیوٹریئنٹس ان اینٹی آکسیڈنٹ اور سوزش سے بچنے والے فوائد فراہم کرنے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں، روایتی اینٹی آکسیڈ ینٹ غذائی اجزاء کے ساتھ ساتھ صحت کو بھی سپورٹ کرتے ہیں- جن میں وٹامن سی، بیٹا کیروٹین اور مینگنیج شامل ہیں- جن میں کھیرے ایک اہم ذریعہ ہیں۔

پودوں کے Cucurbitaceae خاندان کے ایک رکن کے طور پر، کھیرے ٹرائیٹرپین فائٹونیوٹریئنٹس کا ایک بھرپور ذریعہ ہیں جنہیں cucurbitacins کہتے ہیں۔Cucurbitacins A, B, C, D اور E سبھی تازہ کھیرے میں موجود ہیں۔ وہ ان کی کینسر مخالف خصوصیات کی حد اور نوعیت کا تعین کرنے کے لیے فعال اور جاری تحقیق کا موضوع رہے ہیں۔ سائنسدانوں

نے پہلے ہی طے کرلیا ہے کہ کینسر کے خلیوں کی نشو ونما اور بقا کے لیے کئی مختلف سگنلنگ راستے (مثال کے طور پر STAT-JAK اور MAPK راستے) کو کیوکر بیٹاسین کی سرگرمی سے روکا جا سکتا ہے۔ ہم انسانی مطالعات کو دیکھنے کی توقع کرتے ہیں جو روزمرہ کی خوراک میں کھیرے کے انسداد کینسر فوائد کی تصدیق کرتے ہیں۔

صحت کے فوائد

کھیرے کو صحت کے فوائد کے لحاظ سے دیگر سبزیوں کی طرح دباؤ نہیں ملا ہے، لیکن یہ وسیع پیمانے پر کاشت کی جانے والی خوراک ہمیں غذائی اجزاء کا ایک انوکھا امتزاج فراہم کرتی ہے۔ کھیرے کے لیے فائٹو نیوٹریینٹ کی فہرست میں سب سے اوپر اس کے ککر بیٹاسین، لگنان اور فلیوونائڈز ہیں۔ کھیرے میں پائے جانے والے یہ تین قسم کے فائٹو نیوٹریینٹس ہمیں قیمتی اینٹی آکسیڈنٹ، اینٹی انفلا میٹری اور اینٹی کینسر فوائد فراہم کرتے ہیں۔

اینٹی آکسیڈینٹ اور اینٹی سوزش کے فوائد

کھیرے روایتی اینٹی آکسیڈینٹ غذائی اجزاء کا ایک قیمتی ذریعہ ہیں جن میں وٹامن سی، بیٹا کیروٹین اور مینگنیج شامل ہیں۔ اس کے علاوہ، کھیرے میں متعدد flavonoid antioxidants ہوتے ہیں، جن میں quercetin، apigenin، luteolin اور kaempferol شامل ہیں۔ جانوروں کے

مطالعے میں، ککڑی کے تازہ نچوڑوں کو مخصوص اینٹی آکسیڈ ینٹ فوائد فراہم کرنے کے لیے دکھایا گیا ہے، بشمول آزاد ریڈیکلز کی صفائی میں اضافہ اور اینٹی آکسیڈ ینٹ کی مجموعی صلاحیت میں اضافہ۔ جانوروں کے مطالعے میں کھیرے کے تازہ عرق کو ناپسندیدہ سوزش کو کم کرنے کے لیے بھی دکھایا گیا ہے۔ کھیرا اس کام کو سوزش کے حامی انزائمز جیسے 2-cyclo oxygenase (2-COX) کی سرگرمی کو روک کر اور نائٹرک آکسائیڈ کی ضرورت سے زیادہ پیداوار کو ایسے حالات میں روک کر پورا کرتا ہے جہاں یہ ضرورت سے زیادہ سوزش کے امکانات کو بڑھا سکتا ہے۔

انسداد کینسر کے فوائد

کھیرے کے کینسر مخالف فوائد پر تحقیق ابھی ابتدائی مرحلے میں ہے اور اسے ابھی تک لیبارٹری اور جانوروں کے مطالعے تک ہی محدود رکھا گیا ہے۔ تاہم دلچسپ بات یہ ہے کہ بہت سی دوا ساز کمپنیاں کھیرے میں پائے جانے والے مرکبات کے ایک گروپ کا مطالعہ کر رہی ہیں جسے کیوکربیٹاسین کہتے ہیں اس امید پر کہ ان کی تحقیق سے کینسر کے خلاف نئی ادویات تیار ہو سکتی ہیں۔

Cucurbitacins phytonutrients کے ایک بڑے خاندان سے تعلق رکھتا ہے جسے triterpenes کہتے ہیں۔ Cucurbitacins A, B, C, D اور E سبھی کی تازہ ککڑی میں شناخت کی گئی ہے۔ محققین نے اس بات کا تعین کیا ہے کہ کئی مختلف سگنلنگ راستے (مثال کے طور پر، STAT-JAK اور

MAPK راستے) جو کینسر کے خلیات کی نشوونما اور کینسر کے خلیوں کی بقا کے لیے درکار ہیں، کو کیوکربیٹاسین کی سرگرمی سے روکا جا سکتا ہے۔ آخر کار ہم انسانی مطالعات کو دیکھنے کی توقع کرتے ہیں جو کہ کھیرے کے کینسر مخالف فوائد کی تصدیق کرتے ہیں جب اسے عام، روزمرہ کے کھانے کے منصوبے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ کھیرے کے فائٹو نیوٹرینٹس کا ایک دوسرا گروپ جو کہ کینسر سے بچنے کے لیے جانا جاتا ہے۔

فوائد اس کے lignans ہیں . کھیرے کے اندر lignans کی pinoresinol، lariciresinol، اور secoisolariciresinol شناخت کی گئی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ کینسر کے تحفظ میں ان پودوں کے لگنان کے کردار میں ہمارے ہاضمے میں بیکٹیریا کا کردار شامل ہے۔ جب ہم کھیرے میں پائے جانے والے پودوں کے لگنان کا استعمال کرتے ہیں تو ہمارے نظام انہضام میں موجود بیکٹیریا ان لگنانز کو پکڑ لیتے ہیں اور انہیں انٹروڈیول اور اینٹرولیکٹون جیسے انٹرولیگنانس میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ nterolignans میں ایسٹروجن ریسیپٹرز کو باندھنے کی صلاحیت ہوتی ہے اور یہ دونوں پرو ایسٹروجینک اور اینٹی ایسٹروجینک اثرات مرتب کر سکتے ہیں۔ ایسٹروجن سے متعلق کینسر کا خطرہ کم ہوتا ہے، بشمول چھاتی، بیضہ دانی، بچہ دانی اور پروسٹیٹ کے کینسر کا تعلق کھیرے جیسے پودوں کی غذا سے غذائی لِگنانز کے استعمال سے ہے۔

تفصیل

اگرچہ لمبے، گہرے سبز، ہموار چمڑے والے باغیچے کھیرے زیادہ تر گروسری کے پیداواری حصوں میں جانی پہچانی سبزیاں ہیں، کھیرے درحقیقت رنگوں، سائز، شکلوں اور ساخت کی وسیع اقسام میں آتے ہیں۔ آپ کو سفید، پیلے اور یہاں تک کہ نارنجی رنگ کے کھیرے ملیں گے اور وہ چھوٹے، قدرے بیضوی، یا یہاں تک کہ گول شکل کے ہو سکتے ہیں۔ ان کی کھالیں ہموار اور پتلی یا موٹی اور کھردری ہو سکتی ہیں۔ تکنیکی لحاظ سے کھیرے دراصل پھل ہیں، سبزیاں نہیں۔ (پھل پھولدار پودوں کے حصے ہوتے ہیں جو بیضہ دانی سے آتے ہیں۔) لیکن ہم سوچنے اور کھیرے کو سبزی کہنے کے عادی ہو چکے ہیں۔

تمام کھیرے کا تعلق نباتاتی پودوں کے خاندان سے ہے جسے Curcubitaceae کہتے ہیں۔ پودوں کے اس وسیع خاندان میں خربوزے اور اسکواش شامل ہیں۔ گروسری سٹور میں جن کھیرے سے ہم سب سے زیادہ واقف ہیں ان کا تعلق مخصوص جینس / پرجاتی گروپ، sativus Cucumis سے ہے۔

اگرچہ لفظی طور پر Cucumis sativus کی سینکڑوں مختلف قسمیں ہیں، عملی طور پر سبھی کو دو بنیادی اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: سلائسنگ اور اچار۔ کٹے ہوئے کھیرے میں وہ تمام اقسام شامل ہیں جو تازہ شکل میں استعمال کے لیے کاشت کی جاتی ہیں۔ ریاستہائے متحدہ میں عام طور پر کٹے ہوئے ککڑی کی کاشت

کی جانے والی اقسام میں Dasher ،Conquistador، Slicemaster، Victory،Comet،Burpee Hybrid،اور Sprintشامل ہیں۔ یہ قسمیں سائز میں کافی بڑی اور موٹی جلد والی ہوتی ہیں۔ ان کا سائز انہیں کاٹنا آسان بناتا ہے اوران کی موٹی جلد انہیں بغیر کسی نقصان کے پوری خوراک کی شکل میں لے جانے میں آسان بناتی ہے۔(بہر حال بہت سے دوسرے مما لک میں کھیرے کو کاٹنا سائز میں چھوٹا ہوسکتا ہے اوراس کی جلد زیادہ پتلی ہوسکتی ہے۔)

اچار کھیرے میں وہ تمام اقسام شامل ہیں جو تازہ شکل میں استعمال کرنے کے لیےنہیں بلکہ اچار میں پروسیسنگ کے لیے کاشت کی جاتی ہیں۔ ریاستہائے متحدہ میں عام طور پر اچار ککڑی کی لگائی جانے والی اقسام میں رائل، ک یلیپسو، پاینیر، باؤنٹی، ریگل، ڈیوک اور بلٹز شامل ہیں۔ ان میں سے کچھ اچار کی قسمیں سیاہ ریڑھ کی قسم ہیں (ان کی بیرونی جلد کی ساخت کے حوالے سے) اور کچھ سفید ریڑھ کی ہیں۔ اگر چہ اچار والے کھیرے کو ہمیشہ تازہ کھایا جاسکتا ہے، لیکن ان کے چھوٹے سائز اور عام طور پر پتلی کھالیں انہیں ابالنےاور محفوظ کرنے/ جار میں آسان بناتی ہیں۔

اچار ایک ایسا عمل ہے جو بہت سے مختلف کھانوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ صرف کھیرے اور سبزیوں کے کھانے کے گروپ تک ہی محدودنہیں ہے۔ عام طور پر لفظ "اچار" کھانے کی خرابی کو روکنے کا ایک طریقہ ہے جس میں مائع میں

بھگونا اور/ یا خمیر کرنا شامل ہے۔

اگرچہ اچار کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہونے والی زبان بہت مبہم ہوسکتی ہے، لیکن اچار کی صرف دو بنیادی اقسام ہیں: خمیر شدہ اور غیر خمیر شدہ۔ فرمینٹنگ ایک ایسا عمل ہے جس میں تازہ کھانوں (ان صورتوں میں کھیرے) کو ایک طویل عرصے تک حل میں بھگونے کی اجازت دی جاتی ہے جو مائکروجنزموں کو کھانے میں تبدیلیاں کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ ان تبدیلیوں میں لیکٹک ایسڈ کا ایک مجموعہ ہے جو اچار کو خراب ہونے سے بچاتا ہے۔ جب ایک مناسب محلول میں خمیر کیا جائے تو کھیرے جیسے تازہ کھانے کو اس طرح تبدیل کیا جا سکتا ہے جو ان کی شیلف لائف کو بہت زیادہ بڑھاتا ہے۔ کھیرے کو عام طور پر نمکین پانی میں خمیر کیا جاتا ہے (پانی جو نمک میں بہت زیادہ سیر ہوتا ہے)۔ درحقیقت لفظ "اچار" دراصل ڈچ "پیکل" سے آیا ہے جس کا مطلب نمکین پانی ہے۔ نمک کے ساتھ نمکین، نمکین اکثر دیگر اجزاء پر مشتمل ہوتے ہیں، بشمول سرکہ، ڈل کے بیج، لہسن اور چونا (کیلشیم ہائیڈروآکسائیڈ یا کیلشیم آکسائیڈ)۔ "اجوائن اچار" کو ان کا نام نمکین پانی میں ڈل کے بیج کے اضافے سے ملا ہے۔ "کوشر ڈلز" کو نہ صرف اجوائن کے ساتھ بلکہ لہسن کے ساتھ بھی ملایا جاتا ہے۔ (اس سلسلے میں ایک اہم نوٹ: "کوشر ڈل" ضروری طور پر اچار والے کھیرے نہیں ہیں جو کوشر کے غذائی قوانین کے مطابق تیار کیے گئے ہیں۔ ان کے نام میں لفظ "کوشر" اکثر تیاری کے ایک عمومی انداز کی طرف اشارہ کرتا ہے جس میں لہسن کا ایک اچھا حصہ ہوتا ہے۔ برائننگ کے عمل میں

استعمال کیا گیا ہے۔ اگر آپ اچار تلاش کر رہے ہیں جو کوشر کے غذائی قوانین کے مطابق تیار کیے گئے ہیں، تو لیبل پر "سرٹیفائیڈ کوشر" تلاش کریں، نہ کہ صرف "کوشر" یا" کوشر طرز"۔)

خمیر شدہ اچار کو اکثر "برائنڈ اچار" کہا جاتا ہے، لیکن یہاں جہاں الجھن اسے قائم کر سکتی ہے۔ یہ دونوں اصطلاحات واقعی قابل تبادلہ نہیں ہیں کیونکہ کچھ نمکین اچار "فوری برائنڈ" ہوتے ہیں اور انہیں ابالنے کا وقت نہیں دیا جاتا ہے۔ جب اچار کو "فوری برائنڈ" کیا جاتا ہے، تو برائننگ سلوشن میں عام طور پر سرکہ کی کافی مقدار ہوتی ہے اور یہ سرکہ شامل کیا جاتا ہے۔

ٹوپی اچار کو خراب ہونے سے روکتی ہے، مائکروبیل ابال کے عمل کے ذریعے لیکٹک ایسڈ نہیں بنتی۔ تمام قسم کے غیر خمیر شدہ اچار- جسے اکثر "فوری اچار" کہا جاتا ہے- خراب ہونے سے بچنے کے لیے سرکہ یا کسی اور انتہائی تیزابیت والے محلول کے اضافے پر انحصار کرتے ہیں۔ سرکہ کے استعمال سے "فوری اچار" چند دنوں میں مکمل کیا جا سکتا ہے۔ ابال کے ذریعے اچار بنانے میں عام طور پر کم از کم کئی ہفتے لگتے ہیں۔ اگر آپ اس بارے میں مزید جاننا چاہتے ہیں کہ اچار والے کھیرے کس طرح غذائیت کے لحاظ سے کچے کھیرے سے موازنہ کرتے ہیں۔

اگرچہ جینیاتی طور پر انجنیئر شدہ کھیرے موجود ہیں، جینیاتی انجینئر نگ کھیرے کی بغیر بیج والی اقسام کے وجود کے لیے ذمہ دار نہیں ہے۔ ایک قدرتی عمل کے ذریعے جسے parthenogenesis کہتے ہیں، ککڑی کے پودے بغیر

پولن کے پھل دے سکتے ہیں۔ پولن کی غیر موجودگی میں بیج پھلوں میں تیارنہیں ہوتے ہیں۔ اگر چہ کچھ لوگ بغیر بیج کے کھیرے کوذاتی ترجیح دیتے ہیں، لیکن یہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کھیرے کے بیج کھیرے کے غذائی اجزاء کا بھرپور ذریعہ ہیں جو بعض اوقات گودا اور جلد میں نہیں ہوتے ہیں۔

کبھی کبھی آپ سنیں گے کہ " گھرکن" لفظ کھیرے اور اچار کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ ککڑی کی ایک قسم کی وضاحت کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے جو ایک ہی پودوں کی نسل (sativusCucumis) سے آتی ہے جو کہ گروسری میں پائی جانے والی ککڑی کی دیگر اقسام کا ذریعہ ہے۔ لیکن " گھرکن" کی اصطلاح ککڑی کی ایک قسم کی وضاحت کے لیے بھی استعمال کی جا سکتی ہے جو پودوں کی مختلف اقسام (anguiriaCucumis) سے آتی ہے۔

تاریخ

کھیرے کے پودے قدرتی طور پر معتدل اور گرم موسم ونوں ماحول میں پروان چڑھتے ہیں اور عام طور پر 60-90°F / 15-33°C کے درمیان درجہ حرارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس وجہ سے وہ دنیا کے بہت سے خطوں کے مقامی ہیں .ارتقائی لحاظ سے پہلے کھیرے کی ابتدا مغربی ایشیا (اور شاید خاص طور پر ہندوستان میں) یا مشرق وسطیٰ کے کچھ حصوں میں ہونے کا امکان تھا۔ کھیرے کا تذکرہ گلگامیش کے افسانے میں ملتا ہے- ایک اوروک بادشاہ جو 2500 قبل مسیح

کے آس پاس رہتا تھا جو اب عراق اور کویت ہے۔ یہ تقریباً 3,300 سال بعد تھا جب کھیرے کی کاشت فرانس سمیت یورپ کے کچھ حصوں میں پھیل گئی اور یہ یورپی نوآبادیات کے زمانے تک نہیں تھا کہ کھیرے آخر کار 1500 کی دہائی میں شمالی امریکہ میں نمودار ہوئے۔

آج فلوریڈا اور کیلیفورنیا کی ریاستیں امریکی صارفین کو سال کے بیشتر حصے (مارچ سے نومبر تک) تازہ کھیرے فراہم کرنے کے قابل ہیں۔ میکسیکو سے درآمد شدہ کھیرے عام طور پر دسمبر، جنوری اور فروری کے موسم سرما کے مہینوں میں گروسری میں پائے جاتے ہیں۔ صرف کیلیفورنیا میں تقریباً 6,600 ایکڑ پر کھیرے کی کٹائی کی اقسام اور 4,400 کھیرے کے اچار کے ساتھ لگائے گئے ہیں۔ دنیا بھر میں، چین کھیرے کا سب سے بڑا پروڈیوسر ہے اور عالمی سپلائی کا تقریباً دوتہائی فراہم کرتا ہے۔ ایران، ترکی، روس، مصر، اسپین، میکسیکو، یوکرین، جاپان، انڈونیشیا اور امریکہ سبھی کھیرے کی عالمی منڈی میں حصہ لیتے ہیں، خاص طور پر ایران، میکسیکو اور اسپین سے برآمدات کی بڑی تعداد کے ساتھ۔ دنیا بھر میں کھیرے کی سالانہ پیداوار تقریباً 84 بلین پاؤنڈ ہے۔

کیسے منتخب کریں اور اسٹور کریں۔

چونکہ کھیرے گرمی کے لیے بہت حساس ہو سکتے ہیں اس لیے اگر آپ ان کو منتخب کرتے ہیں جو بازار میں فریج میں رکھے ہوئے ہوتے ہیں تو آپ محفوظ بنیادوں

پر ہوں گے۔ انہیں مضبوط ہونا چاہئے ان کے کناروں پر گول ہونا چاہئے اور ان کا رنگ روشن درمیانے سے گہرا سبز ہونا چاہئے۔ ایسے کھیرے سے پرہیز کریں جو پیلے رنگ کے ہوں پھولے ہوئے ہوں، پانی میں بھیگے ہوئے علاقے ہوں یا ان کے سروں پر جھریاں پڑی ہوں۔

ہم ذیل میں اپنے " کھیرے کی تیاری کا صحت مند ترین طریقہ " سیکشن میں بیجوں اور کھالوں کے مسئلے کو حل کرتے ہیں۔ تاہم انتخاب کے عمل کے دوران، آپ کو یہ جاننا مددگار ثابت ہوسکتا ہے کہ پتلی جلد والے کھیرے میں عام طور پر موٹی جلد والے کھیرے کے مقابلے کم بیج ہوتے ہیں۔

کھیرے کو فریج میں رکھنا چاہیے جہاں وہ کئی دنوں تک رکھیں گے۔ اگر آپ ایک کھانے کے دوران پوری ککڑی استعمال نہیں کرتے ہیں تو اسے مضبوطی سے بند کنٹینرز میں رکھیں تاکہ یہ خشک نہ ہو۔ زیادہ سے زیادہ کوالٹی کے لیے کھیرے کو ایک یا دو دن کے اندر استعمال کرنا چاہیے۔ کھیرے کو کمرے کے درجہ حرارت پر زیادہ دیر تک نہیں چھوڑنا چاہیے کیونکہ اس سے وہ مرجھا جائیں گے اور خراب ہو جائیں گے۔

چند فوری سرونگ آئیڈیاز

- کٹی سبزیوں کے سلاد کے لیے " پکوان " پیش کرنے والے پیٹائٹ کے طور پر آدھے انچ موٹے کھیرے کے ٹکڑوں کا استعمال کریں۔
- کٹے ہوئے کھیرے کو چینی کے اسنیپ مٹر اور پودینے کے پتوں کے ساتھ ملا

دیں اور چاول کی کے ساتھ پیش کریں۔

- ٹھنڈے گاز پاچو سوپ کو تازگی دینے کے لیے جسے بنانے میں پانچ منٹ یا اس سے کم وقت لگتا ہے، بس کھیرے، ٹماٹر، ہری مرچ اور پیاز کو صاف کریں، پھر حسب ذائقہ نمک اور کالی مرچ ڈالیں۔
- ٹونا مچھلی یا چکن سلاد کی ترکیبوں میں کٹی ہوئی ککڑی شامل کریں۔

انفرادی خدشات

کھیرے اور کیڑے مار دوا کی باقیات:

عملی طور پر ریاستہائے متحدہ میں میونسپل پینے کے تمام پانی میں کیڑے مار ادویات کی باقیات ہوتی ہیں اور نامیاتی کھانوں کے استثناء کے ساتھ اسی طرح امریکی خوراک کی فراہمی میں زیادہ تر غذائیں ہوتی ہیں۔ اگرچہ کیڑے مار دوائیں کھانے میں بہت کم ٹریس لیول پر موجود ہیں لیکن صحت پر ان کے منفی اثرات کو اچھی طرح سے دستاویز کیا گیا ہے۔ دوسرے زہریلے مادوں پر کارروائی کرنے کی جگر کی صلاحیت، خلیات کی توانائی پیدا کرنے کی صلاحیت اور پیغامات بھیجنے کے لیے اعصاب کی صلاحیت ان سب کو کیڑے مار دوا کے استعمال سے متاثر کیا جا سکتا ہے۔ کے مطابق ماحولیاتی ورکنگ گروپ کی 2014 کی رپورٹ " کیڑے مار ادویات کے لیے شاپرز گائیڈ"، روایتی طور پر اگائی جانے والی کھیرے سرفہرست 12 پھلوں اور سبزیوں میں شامل ہیں جن پر کیڑے مار ادویات کی باقیات کثرت سے پائی جاتی

ہیں۔ لہٰذ، وہ افراد جو کیڑے مار ادویات سے منسلک صحت کے خطرات سے بچنا چاہتے ہیں وہ کھیرے کے استعمال سے بچنا چاہتے ہیں جب تک کہ وہ نامیاتی طور پر نہ اگائے جائیں۔

کھیرے اور موم کی کوٹنگز

جیسا کہ اوپر ہمارے کھیرے کی تیاری کے صحت مند طریقے کے سیکشن میں بیان کیا گیا ہے، کھیرے (دوسری نازک سبزیوں کی طرح) کو شپنگ کے دوران چوٹ لگنے سے بچانے کے لیے موم کیا جا سکتا ہے۔ روایتی طور پر اگائی جانے والی اور نامیاتی طور پر اگائی جانے والی کھیرے دونوں کو موم کیا جا سکتا ہے۔ تاہم واحد موم جو نامیاتی طور پر اگائی جانے والی ککڑیوں پر استعمال کی جا سکتی ہیں وہ غیر مصنوعی موم ہیں اور یہ موم تمام کیمیائی آلودگیوں سے پاک ہونے چاہئیں جو نامیاتی ضوابط کے تحت ممنوع ہیں۔

روایتی طور پر اگائے جانے والے کھیرے کو مصنوعی موم کے ساتھ موم کیا جا سکتا ہے جس میں ناپسندیدہ کیمیائی آلودگی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ، دیگر مرکبات، بشمول ایتھائل الکحل، دودھ کا کیسین اور صابن مستقل مزاجی، "فلم" کی تشکیل اور ککڑی پر موم کے بہاؤ کو بہتر بنانے کے لیے مصنوعی موم میں شامل کیے جا سکتے ہیں۔ ان عوامل میں سے کسی ایک کے بارے میں فکر مند افراد باضابطہ طور پر اگائے جانے والے کھیرے خریدنے کے لیے بہترین کوشش کریں گے۔

کھیرے میں غذائیت

کھیرے ہمیں صحت کے لیے معاون فائٹو نیوٹرینٹس کی ایک قسم فراہم کرتے ہیں۔ ان فائٹو نیوٹرینٹس میں شامل ہیں flavonoids (apigenin، luteolin، quercetin، اور kaempferol)، lignans (pinoresinol، lariciresinol، اور secoisolariciresinol)، اور triterpenes (cucurbitacins A، B، C، اور D)۔

کھیرے وٹامن K اور molybdenum کا بہترین ذریعہ ہیں۔ وہ پینٹوتھینک ایسڈ کا ایک بہت اچھا ذریعہ بھی ہیں۔ یہ کاپر، پوٹاشیم، مینگنیج، وٹامن سی، فاسفورس، میگنیشیم، بایوٹین اور وٹامن بی 1 کا بھی اچھا ذریعہ ہیں۔ ان میں کیل صحت کو فروغ دینے والا اہم معدنی سلکا بھی ہوتا ہے۔

31.6 ۔ تربوز

ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ تربوز کو تر کھجور کے ساتھ کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم اس کھجور کی گرمی کو تربوز کی ٹھنڈک کے ذریعہ اور تربوز کی ٹھنڈک کو کھجور کی گرمی کے ذریعہ ختم کرتے ہیں۔

تربوز سرد تر پھل ہے یہ گرمی، خشکی، صفرا اور پیاس کو تسکین بخشتا ہے۔ خون کی گرمی کو کم کرتا ہے۔ تربوز کا زیادہ استعمال بلغم پیدا کرتا ہے۔ سردی میں کھانے سے کبھی کبھی جوڑوں میں درد کر دیتا ہے۔ چاولوں کے ساتھ کھانا بے حد مضر صحت ہے۔ اختلاجِ قلب، گرمی کا بخار، قبض اور بواسیر کے علاج کے لئے فائدہ مند ہے۔ تربوز کو کھانے سے پہلے کھانا معدے کو طاقت بخشتا ہے اور معدے کی صفائی کرتا ہے اور اس کی بیماری کو جڑ سے نکال دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تربوز خوراک بھی ہے اور پینے کے لئے بھی ہے۔ یہ مثانہ کی صفائی کرتا ہے اور صحت مند بناتا ہے۔

تربوز کے بارے میں نیا اور فائدہ مند کیا ہے؟

ٹماٹروں کے ساتھ ساتھ تربوز بھی زیادہ لائیکوپین والی کھانوں کے بارے میں حالیہ تحقیقی مطالعات میں سامنے کی طرف بڑھ گیا ہے۔ لائکوپین ایک phytonutrient carotenoid ہے جو خاص طور پر ہماری قلبی صحت کے

لیے اہم ہے اوراب سائنسدانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کا خیال ہے کہ لائکوپین ہڈیوں کی صحت کے لیے بھی اہم ہے۔ پورے تازہ پھلوں میں سے جو عام طور پر امریکہ میں کھائے جاتے ہیں، تربوز اب کسی بھی دوسرے پھل کی نسبت لائکوپین (کھائے جانے والے پھلوں کے وزن کے لحاظ سے) کی زیادہ مقدار کا باعث بنتا ہے۔ گلابی گریپ فروٹ اور امرود لائکوپین کے دو دیگر اہم پھل ہیں، حالانکہ امریکہ میں یہ پھل اکثر جوس کی شکل میں کھائے اور پیئے جاتے ہیں۔

صحت کے سائنس دان تربوز کے سیٹر ولائن مواد میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں۔ Citrulline ایک امینوایسڈ ہے جو عام طور پر ہمارے گردے اور دیگر اعضاء کے نظاموں کے ذریعے ارجنائن (ایک اور امینوایسڈ) میں تبدیل ہوتا ہے۔ تربوز کے گودے میں تقریباً 250 ملی گرام سائٹرولین فی کپ ہوتا ہے۔ جب ہمارا جسم اس citrulline کو جذب کرتا ہے تو یہ جو اقدامات اٹھا سکتا ہے ان میں سے ایک citrulline کو arginine میں تبدیل کرنا ہے۔ خاص طور پر اگر کسی شخص کا جسم کافی مقدار میں ارجنائن نہیں بنا رہا ہے تو ارجنائن کی اعلی سطح خون کے بہاؤ اور ہماری قلبی صحت کے دیگر پہلوؤں کو بہتر بنانے میں مدد کر سکتی ہے۔ جانوروں کے مطالعے سے کچھ ابتدائی شواہد بھی ملے ہیں کہ citrulline کو arginine میں زیادہ سے زیادہ تبدیل کرنے سے چربی کے خلیات میں چربی کے اضافی جمع ہونے کو روکنے میں مدد مل سکتی ہے جس کی وجہ ٹشو غیر مخصوص الکلائن فاسفیٹیس یا TNAP نامی انزائم کی بلاک شدہ سرگرمی ہے۔

اگر آپ تربوز کے مرکز میں موجود رسیلی سرخ گودے کے بارے میں سوچنے کے عادی ہو چکے ہیں جو کہ اس کے واحد غذائیت سے بھرپور ہوتا ہے—اور اس سے کہیں زیادہ غذائیت سے بھرپور ہے جو کہ تربوز کے چھلکے کے قریب ہوتا ہے۔ اپنی سوچ کو تبدیل کرنے کا وقت ہے . ایک حالیہ تحقیق میں فوڈ سائنس دانوں نے تربوز کے مختلف حصوں کے گوشت کے غذائی اجزاء کا موازنہ کیا: مرکز سے گودا، تنے کے سرے کھلنے کا سرہ (تنے کے مخالف) اور دائرہ (رند کے قریب کا حصہ). انہوں نے جو کچھ دریافت کیا وہ ان تمام مختلف شعبوں میں فینولک اینٹی آکسیڈنٹس، فلیوونائڈز، لائکوپین اور وٹامن سی کی متاثر کن تعداد تھی۔ غذائی اجزاء کی صحیح تقسیم بھی تربوز کی مختلف اقسام پر منحصر تھی۔ تاہم تربوز کی کسی بھی قسم میں ایسا کوئی علاقہ نہیں تھا جو غذائیت کے لحاظ سے بری طرح سے نکلے اور تربوز کی بہت سی اقسام میں، گودے کے بیرونی حصے میں زیادہ تر غذائی اجزاء کی متاثر کن تعداد موجود تھی۔

حالیہ مطالعات نے تربوز کو مکمل طور پر پکنے کی اجازت دینے کی غذائی اہمیت کی تصدیق کی ہے۔ مثال کے طور پر، تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ لائکوپین کے مواد میں سب سے بڑی چھلانگ اس وقت ہوتی ہے جب تربوز کا گودا سفید گلابی سے گلابی ہو جاتا ہے۔ پھر بھی جب وہ گودا پکنا جاری رکھتا ہے، جس کے نتیجے میں رنگ گلابی سے سرخ ہو جاتا ہے، لائکوپین کا مواد اور زیادہ مرتکز ہو جاتا ہے۔ پکنے سے پہلے جب تربوز کا گودا بنیادی طور پر سفید رنگ کا ہوتا ہے تو اس میں بیٹا کیروٹین کی مقدار صفر کے قریب ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ جب سفید گلابی مرحلے تک پکنے کی

اجازت دی جاتی ہے تب بھی تربوز میں بیٹا کیروٹین کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔ لیکن جیسا کہ یہ سفید گلابی سے گلابی سے سرخ کی طرف جاتا ہے، تربوز میں بیٹا کیروٹین کا مواد مسلسل بڑھتا جاتا ہے۔ لائکوپین اور بیٹا کیروٹین کی طرح، تربوز میں کل فینولک اینٹی آکسیڈنٹس بھی پکنے کے دوران مکمل طور پر سرخ گودے کے ظاہر ہونے تک مسلسل بڑھتے رہتے ہیں۔

صحت کے فوائد

اینٹی سوزش اور اینٹی آکسیڈ ینٹ سپورٹ:

تربوز میں موجود فینولک مرکبات — جن میں flavonoids، carotenoids، اور triterpenoids شامل ہیں—اس پھل کو سوزش اور اینٹی آکسیڈ ینٹ صحت سے متعلق فوائد کا انتخاب بناتے ہیں۔ اگر آپ کو اس اینٹی سوزش اور اینٹی آکسیڈ ینٹ کیٹیگری میں سے کوئی ایک غذائیت چننا پڑے جس نے تربوز کو نقشے پر رکھا ہے تو وہ غذائیت لائکوپین ہوگی۔ گلابی چکوترا اور امرود کے ساتھ تربوز اس کیروٹینائڈ کا غیر معمولی طور پر مرتکز ذریعہ ہے۔ جہاں زیادہ تر پھلوں کو انتھوسیانین فلیوونائڈز سے سرخی مائل رنگ ملتا ہے، وہیں تربوز کو بنیادی طور پر لائکوپین سے سرخی مائل گلابی رنگ ملتا ہے۔ تربوز میں لائکوپین کی مقدار پکنے کے ساتھ ساتھ بڑھ جاتی ہے، اس لیے تربوز سے لائیکوپین کے بہترین فوائد حاصل کرنے کے لیے یقینی بنائیں کہ آپ کا خربوزہ بہتر طور پر پک چکا ہے۔ تربوز میں

موجود لائکوپین کئی سوزشی عملوں کا ایک اچھی طرح سے دستاویزی روک تھام کرنے والا ہے، جس میں سوزش کے حامی پیغامات کے مالیکیولز کی پیداوار بھی شامل ہے۔ cyclo- oxygenase اور lipoxygenase جیسے خامروں کا اظہار جو سوزش کے ردعمل میں اضافہ کا باعث بن سکتا ہے اور سالماتی سگنلنگ ایجنٹوں کی سرگرمی جیسے نیوکلیئر فیکٹر کاپا بی (NFkB)۔ لائکوپین ایک معروف اینٹی آکسیڈنٹ بھی ہے جس میں نیوٹر کرنے کی صلاحیت ہے۔

حالیہ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ تربوز میں لائکوپین کا مواد بھی وقت کے ساتھ بہت مستحکم رہتا ہے۔ جب تازہ کٹے ہوئے تربوز کے دو انچ کیوبز کو 48 گھنٹوں کے دوران 36°F (2°C) پر ریفریجریٹر میں رکھا گیا تو محققین کو لائکوپین کے مواد میں عملی طور پر کوئی خرابی نہیں ملی۔ یہ بگاڑ تقریباً سات دن کے سٹوریج تک نمایاں ہونا شروع نہیں ہوا، جب اس میں تقریباً 6-11% کی کمی واقع ہوئی۔ اگرچہ ہم تازہ کٹے ہوئے تربوز کو کھانے سے پہلے سات دن انتظار کرنے کی سفارش نہیں کرتے ہیں، لیکن دو دن کی مدت میں تربوز لائکوپین کا بہترین استحکام ہر اس شخص کے لیے بہت اچھی خبر ہے جو کئی دنوں کے دوران تازہ تربوز سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہے۔

Cucurbitacin E تربوز میں پایا جانے والا ایک اور انوکھا سوزش مخالف فائٹو نیوٹرینٹ ہے (جسے ٹرپٹرپینائیڈ کہا جاتا ہے)۔ کیروٹینائڈ لائکوپین کی طرح یہ سوزش والی غذائیت کو سائکلو آکسیجنز انزائمز کی سرگرمی کو روکنے اور ردعمل

والے نائٹروجن پر مشتمل مالیکیولز کو بے اثر کرنے کے لیے دکھایا گیا ہے۔ (دلچسپ بات یہ ہے کہ cucurbitacin E ردعمل والی آکسیجن کی سرگرمی کو بے اثر نہیں کرتا— جسے ROS کہتے ہیں— لیکن صرف ردعمل والی نائٹروجن کی سرگرمی، جسے RNS کہا جاتا ہے۔) تربوز میں پائے جانے والے اینٹی آکسیڈنٹ کیروٹینائڈز میں بیٹا کیروٹین کی نمایاں مقدار شامل ہوتی ہے۔ لائکوپین کی طرح تربوز میں بیٹا کیروٹین بھی پکنے کے ساتھ بڑھ جاتا ہے۔

سرخ گلابی گودے والے تربوز میں عام طور پر پیلے سفید گودے والی اقسام کے مقابلے میں کہیں زیادہ لائکوپین اور بیٹا کیروٹین ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک تحقیق میں دیکھا ہے کہ سرخ تربوز میں 600 مائیکروگرام بیٹا کیروٹین فی 3.5 اونس خربوزہ اور 6,500 مائیکروگرام لائکوپین ہے۔ اس کے مقابلے میں پیلے رنگ کے گودے والی اقسام میں صرف 5-10 مائیکروگرام بیٹا کیروٹین اور لائکوپین کی کوئی قابل پیمائش مقدار نہیں پائی گئی۔ ایک گروپ کے طور پر سرخ/گلابی رنگ کے تربوز میں لائکوپین کی مقدار دیکھی ہے جو تقریباً 2,000–6,700 مائیکروگرام فی 3.5 آونس تازہ خربوزے کی حد میں مختلف ہوتی ہے۔ ان سرخ/گلابی گودے والی اقسام میں بیٹا کیروٹین بھی وسیع پیمانے پر مختلف ہوتی ہے، تقریباً 325–5 مائیکروگرام کی حد میں۔ کیونکہ تربوز میں بہت سے مختلف فائٹونیوٹرینٹس کے ساتھ ساتھ اہم وٹامنز اور معدنیات کے ساتھ ساتھ غذائی ریشہ بھی ہوتا ہے، آپ کی صحت کو تربوز کی کسی بھی قسم سے بہتر بنایا جائے گا جسے آپ منتخب کرتے ہیں۔ تاہم اگر آپ خاص

طور پر اپنے لائکوپین اور بیٹا کیروٹین کی مقدار کو زیادہ سے زیادہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ غالباً سرخ/گلابی رنگ کے تربوز کے ساتھ رہنا چاہیں گے۔

تربوز میں پائے جانے والے وٹامن سی کی اہم مقدار کو نظر انداز کرنا غلطی ہو گی۔ ہمارے فوڈ ریٹنگ سسٹم میں تربوز وٹامن سی کے بہت اچھے ذریعہ کے طور پر اہل ہے، حالانکہ فراہم کردہ مقدار (تقریباً 12 ملی گرام فی کپ تازہ تربوز) ڈائیٹری ریفرنس انٹیک (DRI) کا صرف 16 فیصد ہے۔ تاہم اس کے بہت زیادہ پانی کی وجہ سے، تربوز کی اتنی ہی مقدار جو ہمیں وٹامن سی کے لیے DRI کا 16% فراہم کرتی ہے اس کی قیمت صرف 46 کیلوریز ہے، یا 1800-2000 کیلوریز پر ہماری کل روزانہ کیلوریز کا تقریباً 2%۔ خوراک یہ بہترین غذائیت ہے، اور یہ تربوز کو وٹامن سی کے اینٹی آکسیڈنٹ تحفظ کو بڑھانے کے لیے بہترین انتخاب بناتا ہے۔

Arginine،Citrulline اور نائٹرک آکسائیڈ سے متعلق فوائد

تربوز کے زیادہ غیر معمولی پہلوؤں میں سے ایک اس میں امینو ایسڈ، سائٹرولین کی بھرپور فراہمی ہے۔ Citrulline ایک امینو ایسڈ ہے جو عام طور پر ہمارے گردے اور دیگر اعضاء کے نظاموں (بشمول خلیات جو ہماری خون کی نالیوں کو جوڑتے ہیں) کے ذریعے ارجنائن (ایک اور امینو ایسڈ) میں تبدیل ہوتا ہے۔ تربوز کے گودے میں تقریباً 250 ملی گرام سائٹرولین فی کپ ہوتا ہے۔ جب ہمارا جسم citrulline کو جذب کرتا ہے تو یہ جو اقدامات اٹھا سکتا ہے ان میں سے ایک

citrulline کو arginine میں تبدیل کرنا ہے۔

نائٹرک آکسائیڈ سنتھیس (NOS) نامی ایک انزائم — جو ہمارے جسم کے بہت سے سیل اقسام میں پایا جاتا ہے — امینوایسڈ ارجینائن لینے کے قابل ہے اور اسے نائٹرک آکسائیڈ (NO) نامی گیس کا ایک بہت چھوٹا مالیکیول پیدا کرنے میں مدد کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے جو کہ ایک عضلاتی مادہ ہے۔ آرام دہ مثال کے طور پر جب NO ہماری خون کی نالیوں کے آس پاس کے ہموار پٹھوں کو آرام کرنے کے لیے کہتا ہے تو ہماری خون کی نالیوں کے اندر کی جگہ پھیل سکتی ہے، جس سے خون زیادہ آزادانہ طور پر بہنے دیتا ہے اور بلڈ پریشر میں کمی پیدا ہوتی ہے۔ پٹھوں کے تناؤ کو کم کرنا اور خون کے بہاؤ میں اضافہ بھی وہ طریقہ ہے جس سے نامردوں میں عضوتناسل کو فعال کرسکتا ہے۔(نسخہ کی دوائی sildenafil یا Viagra(TM) اس طرح کام کرتی ہے۔)

تازہ تربوز میں پائی جانے والی citrulline کی مقدار اسے ایسی خوراک بنانے کے لیے کافی نہیں ہے جو بلڈ پریشر کو خود بخود بہتر کرسکتی ہے یا عضوتناسل جیسے دیگر مسائل کو متاثر کرسکتی ہے۔ تاہم جانوروں کے مطالعے میں تربوز کا استعمال قلبی افعال کو بڑھانے میں مدد کرتا ہے، بشمول خون کے بہاؤ میں بہتری (خون کی نالیوں میں نرمی کے ذریعے، یا جسے تکنیکی طور پر ویسوڈیلیشن کہا جاتا ہے)۔ انسانوں میں تربوز کا استعمال خون میں ارجنائن کی سطح کو بڑھاتا ہے، لیکن صرف اس صورت میں جب اسے بہت زیادہ مقدار میں استعمال کیا جائے۔ مثال کے طور پر ایک تحقیق میں

جس کا ہم نے جائزہ لیا، شرکاء نے تین ہفتوں کے دوران روزانہ یا تو تین کپ یا چھ کپ تازہ تربوز کا رس پیا اور ان کے خون میں ارجینائن کی سطح میں تقریباً 12-22 فیصد اضافہ ہوا۔

ایک اور دلچسپ نیا تحقیق کا شعبہ جس میں تربوز اور اس کے سیٹر ولائن مواد کا تعلق جسم میں چربی کے جمع ہونے سے ہے۔ جانوروں کے مطالعے میں امینوایسڈ سائٹرولین کی زیادہ مقدار- جس کے بعد سائٹرولین کو امینوایسڈ ارجنائن میں تبدیل کیا جاتا ہے- کے نتیجے میں پولیارجینائن پیپٹائڈز نامی ارجنائن سے متعلق مالیکیولز بن سکتے ہیں۔ یہ پولیارجینائن پیپٹائڈس ٹشو غیر مخصوص الکلائن فاسفیٹیس، یا TNAP نامی ایک انزائم کی سرگرمی کو روکنے کے قابل ہیں۔ جب TNAP کی سرگرمی بند ہوجاتی ہے، تو ہمارے چربی کے خلیات (اڈیپوسائٹس) کم چکنائی پیدا کرتے ہیں (اڈیپوجینیسیس)۔ محققین کا خیال ہے کہ کھانے میں سائٹرولین، نائٹرک آکسائیڈ سنتھیس کے ذریعے ارجنائن کی پیداوار اور چربی کے خلیوں کے تحول کے درمیان تعلق بالآخر ہمیں جسم میں چربی کے زیادہ جمع ہونے کو روکنے میں مدد کے لیے اضافی اوزار فراہم کرسکتا ہے۔

تاہم فی الحال ہم تربوز اور اس کے غیر معمولی سائٹرولین مواد کے بارے میں سب سے بہتر نتیجہ یہ نکال سکتے ہیں کہ یہ ہمیں کچھ قلبی فوائد فراہم کرنے کا امکان ہے، خاص طور پر اگر ہم بہت سی ایسی غذائیں نہیں کھاتے ہیں جن میں ارجنائن کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ (کچھ WHFoods جن میں ارجینائن سب سے زیادہ

ہے ان میں جھینگا، پالک، سمندری سبزیاں، ترکی، سورج مکھی کے بیج اور تل کے بیج شامل ہیں۔)

دیگر صحت کے فوائد

تربوز کے بیج ہمیں آئرن اور زنک دونوں کی تھوڑی لیکن مفید مقدار فراہم کر سکتے ہیں۔ ہم کئی سو بیجوں کے بارے میں بات کر رہے ہیں (ایک عام بیج والے تربوز میں موجود مقدار جو وہ مقدار نہیں ہے جس کا ہم ایک وقت میں اندازہ لگاتے ہیں یا اسے کھانے کا مشورہ دیتے ہیں) 1-2 ملی گرام معدنیات حاصل کرنے کے لیے۔ پھر بھی پورے بیج والے تربوز کا باقاعدگی سے استعمال ہمیں وقت کے ساتھ ساتھ اس علاقے میں غذائیت کے فوائد فراہم کرے گا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ایک تحقیق میں ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ تربوز کے بیجوں میں آئرن اور زنک حیرت انگیز طور پر حیاتیاتی طور پر دستیاب ہے (85-90%)، باوجود اس کے کہ بیجوں میں موجود آکسیلیٹس اور فائٹیٹس موجود ہیں۔ (Oxalates اور phytates بعض اوقات معدنیات جیسے لوہے اور زنک کے ساتھ باندھ سکتے ہیں تاکہ ان کی حیاتیاتی دستیابی کو کم کیا جاسکے۔)

تربوز کے بیجوں میں پروٹین کی مقدار تقریباً 1 گرام فی 24 بیج ہے۔ اس شرح پر جب ہم پورے بیج والے تربوز کے کئی سلائس کھاتے ہیں تو ہمیں کئی گرام پروٹین ملنے کا امکان ہوتا ہے۔ اگرچہ ہم تربوز پر ایک اہم پروٹین فوڈ کے طور پر

انحصار نہیں کرنا چاہیں گے، لیکن اس کے بیجوں میں پروٹین کی یہ قیمتی مقدار ہمیں کم از کم یہ یاد دلاتی ہے کہ تربوز جیسا پھل ہمیں پروٹین کے فوائد کی راہ میں کچھ پیش کرتا ہے۔

فی کپ ایک گرام غذائی ریشہ کے تقریباً دو تہائی حصے پر تربوز کو ہمارے درجہ بندی کے نظام میں اس غذائیت کا ایک اچھا بہت اچھا یا بہترین ذریعہ قرار نہیں دیا جاتا۔ تاہم آپ کو تقریباً 3-4 گرام غذائی ریشہ ملے گا اگر آپ نے تازہ تربوز کی 175-200 کیلوریز کو کئی بڑے ٹکڑوں کی شکل میں حاصل کیا اور اس غذائی ریشہ میں سے ناقابل حل ریشہ کا ایک عمدہ مرکب شامل ہوگا۔ (غیر حل پذیر ریشے نظام ہضم کو خصوصی مدد فراہم کر سکتے ہیں اور یہ ریشے قلبی نظام کو خصوصی مدد فراہم کر سکتے ہیں۔) لہٰذا جبکہ تربوز فائبر کا ایک مرتکز ذریعہ نہیں ہے، ہم اکثر اس سے زیادہ مقدار میں لطف اندوز ہوتے ہیں جو ہمیں بہت زیادہ غذائیت فراہم کر سکتے ہیں۔ کم کیلوری والی قیمت پر فائبر کے فوائد۔

تفصیل

اگر آپ نے کبھی تربوز چکھا ہے تو شاید آپ کے لیے یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں کہ اس رسیلے تازگی بخش پھل کا یہ نام کیوں ہے۔ تربوز میں پانی کی مقدار انتہائی زیادہ ہوتی ہے، تقریباً 92 فیصد، جو اس کے گودے کو رسیلی اور پیاس بجھانے والی ساخت دیتا ہے جبکہ یہ اب بھی ٹھیک طرح سے کرچی ہے۔

Cucurbitaceae خاندان کے ایک رکن کے طور پر تربوز کا تعلق خربوزہ، اسکواش، کدو، ککڑی اور لوکی سے ہے جو زمین پر انگوروں پر اگتے ہیں۔ تربوز گول، لمبا یا کروی شکل کے ہو سکتے ہیں اور اس میں گھنے سبز چھلکے ہوتے ہیں جو اکثر دھبے دار یا دھاری دار ہوتے ہیں۔ (بہرحال بہت سے لوگ رپورٹ کرتے ہیں کہ اگر تربوز شکل میں ہموار ہو تو وہ تربوز کا ذائقہ اور متوقع پکنا سب سے بہتر پسند کرتے ہیں۔) تربوز کا سائز کچھ پاؤنڈ سے لے کر نوے پاؤنڈ تک ہوتا ہے۔ دنیا بھر میں تربوز کی 600-1200 کے درمیان مختلف اقسام موجود ہیں، لیکن ان تمام اقسام کا تعلق ایک ہی سائنسی جینس اور پودوں کی انواع سے ہے، جسے Citrullis lanatus کہتے ہیں۔

جب کہ ہم اکثر تربوز کے ساتھ گہرے سرخ/گلابی رنگ کو جوڑتے ہیں، بہت سی قسمیں ہیں جن میں نارنجی، پیلا، یا سفید گودا ہوتا ہے۔ یہ قسمیں عام طور پر سرخ/گلابی اقسام کے مقابلے کیروٹینائڈ لائکوپین میں کم ہوتی ہیں۔

بیج کے بغیر تربوز کی اصل نوعیت پر کافی تنازعہ کھڑا ہو گیا ہے۔ کچھ معلومات کے برعکس جو آپ کو مختلف ویب سائٹس پر ملے گی، بغیر بیج کے تربوز جینیاتی انجینئرنگ کا نتیجہ نہیں ہیں۔ بغیر بیج کے تربوز ہائبرڈائزیشن کا نتیجہ ہیں۔ ایک ڈپلائیڈ تربوز (کروموزوم کے دو سیٹوں کے ساتھ) اور ایک ٹیٹراپلوڈ تربوز (کروموزوم کے چار سیٹوں کے ساتھ) کو عبور کرنے سے، ایسا تربوز تیار کرنا ممکن ہے جس میں ٹرپلائیڈ بیج ہوں (تین کروموسوم سیٹ کے ساتھ)۔ جب پودے

لگائے جائیں تو یہ ٹریپلائیڈ بیج بغیر بیج کے تربوز بن جائیں گے۔ بغیر بیج کے تربوز میں عام طور پر کچھ سفید بیج ہوتے دکھائی دیں گے حالانکہ ان پر بیج کے بغیر لیبل لگا ہوا ہے۔ یہ سفید بیج درحقیقت بیج نہیں ہوتے بلکہ اندر سے خالی بیج ہوتے ہیں۔

دس سال پہلے بازار میں بغیر بیج کے تربوز تلاش کرنے کے لئے کچھ حد تک نایاب تھا۔ آج امریکہ میں پیدا ہونے والے تمام تربوزوں میں سے 85 فیصد تک بیج کے بغیر ہونے کا تخمینہ لگایا جاتا ہے۔ بغیر بیج کے تربوز کی دستیابی میں یہ زبردست اضافہ تربوز کے کاشتکاروں کی جانب سے "نان بیئرنگ پولینیٹرز" کے بے تحاشہ استعمال کی وجہ سے ہے۔ اس سے پہلے کاشتکاروں کو ان کے بیجوں کے بغیر انواع کو جرگ لگانے کے لیے بیج والے پھل والے تربوز کے ساتھ رقبے کی قطاریں لگانے کی ضرورت تھی۔ آج وہ ان پودوں کے ساتھ جرگ لگانے کے قابل ہیں جو شہد کی مکھیوں کو درکار پھول پیدا کرتے ہیں لیکن پھل نہیں دیتے۔ یہ غیر پھل والے پودے پولینیشن کو جاری رکھنے کی اجازت دیتے ہیں، لیکن کم وقت اور جگہ استعمال کرنے والے طریقے سے۔ بیجوں کے بغیر تربوز کو زیادہ تر کہیں بھی اگانا ممکن ہے جہاں بیج والے تربوز بڑھیں گے۔ کچھ زیادہ عام سیڈلیس اقسام میں فنڈنگو، سپرکول، ہنی ہارٹ، کنگ آف ہارٹس، کوئین آف ہارٹس، کرمسن ٹریو، اسکارلیٹ ٹریو اور سپر سویٹ شامل ہیں۔

بیج والے تربوز کی کچھ عام اقسام میں جوبلی، رائل جوبلی، رائل سویٹ، کرمسن سویٹ، سنگریا، فیسٹا، شوگر بیبی، بیبی ڈول اور چارلسٹن گرے شامل

ہیں۔ ایک 15-20 پاؤنڈ ڈپلائیڈ، بیج والے تربوز میں عام طور پر سینکڑوں بیج ہوتے ہیں۔

تاریخ:

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ تربوز کئی ہزار سال پہلے افریقہ میں پیدا ہوئے تھے اور وقت گزرنے کے ساتھ افریقہ سے ایشیا تک یورپ سے شمالی امریکہ تک سفر کرتے رہے ہیں۔ ایشیا اور مشرق وسطیٰ میں ان کی آمد تقریباً 900-1000AD کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے اور یورپ میں ان کی آمد کا تخمینہ 1300-1400 عیسوی میں ہوا تھا جب تک کہ یورپیوں نے شمالی امریکہ کو نوآبادیات بنانا شروع نہیں کیا تھا کہ تربوز کہاں پہنچے۔

آج امریکی صارفین میں ہر سال چار بلین پاؤنڈ سے زیادہ تربوز تیار کیے جاتے ہیں، تقریباً 85% تربوز تازہ شکل میں خریدتے ہیں۔ اگرچہ تقریباً تمام ریاستوں میں تربوز کی کچھ پیداوار ہوتی ہے، لیکن تمام امریکی تربوزوں کا تقریباً تین چوتھائی حصہ فلوریڈا، کیلیفورنیا، ٹیکساس، جارجیا اور انڈیانا میں اگایا جاتا ہے۔ اوسطاً، فی شخص کی بنیاد پر ہم ہر سال 15 پاؤنڈ سے زیادہ تازہ تربوز کھاتے ہیں۔

عالمی سطح پر چین اب تک تربوز پیدا کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے اور پوری دنیا کی پیداوار کا نصف سے زیادہ حصہ رکھتا ہے۔ یورپی یونین کے ممالک،

ایران، ترکی، مصر، برازیل اور ریاستہائے متحدہ سب سے زیادہ تربوز پیدا کرنے والے ممالک ہیں، لیکن ہر ایک دنیا کی کل پیداوار کا 5% سے بھی کم پیدا کرتا ہے۔

منتخب اور ذخیرہ کرنے کا طریقہ:

اگر آپ پہلے سے کٹا ہوا خربوزہ خرید رہے ہیں جو پہلے ہی آدھے یا چوتھائی حصوں میں کاٹا جا چکا ہے تو اس گودے کا انتخاب کریں جس کا رنگ سب سے گہرا ہو اور اس میں کوئی سفید لکیر نہ ہو۔ اگر تربوز کو بیج دیا جائے تو بیج بھی گہرے رنگ یا سفید ہونے چاہئیں۔

مکمل بغیر کٹے تربوز کی خریداری کرتے وقت آپ کے لیے کئی خصوصیات ہیں جن کا آپ جائزہ لینا چاہیں گے۔ پہلا اس کا وزن ہے۔ مکمل طور پر پکا ہوا تربوز اپنے سائز کے لحاظ سے بھاری محسوس کرے گا۔ تربوز میں بھاری پن ایک اچھی چیز ہے کیونکہ تربوز کے پکنے کے ساتھ ساتھ اس میں پانی کی مقدار عموماً بڑھ جاتی ہے اور مکمل طور پر پکا ہوا تربوز وزن کے لحاظ سے 90 فیصد سے زیادہ پانی پر مشتمل ہوتا ہے اور پانی کسی بھی کھانے میں سب سے بھاری اجزاء میں سے ایک ہے۔

دوسرا نسبتاً ہموار چھلکے کے ساتھ ایک تربوز تلاش کریں جو اوپر سے تھوڑا سا پھیکا ہو۔ تربوز کے اوپر اور نیچے کا تعین کرنے اور تربوز پر جانچنے کے قابل ہے۔ تربوز کا نچلا یا "انڈر بیلی" وہ جگہ ہے جہاں وہ زمین پر آرام کر رہا تھا۔ اگر وہ "زمین کی جگہ "سفید یا سبز ہے تو تربوز کے مکمل پکنے کا امکان نہیں ہے۔ مکمل طور پر پکے

ہوئے تربوز میں اکثر زمینی جگہ ہوتی ہے جس کا رنگ کریمی پیلا ہو جاتا ہے۔ زمینی جگہ سے مخالف تربوز کی چوٹی ہوگی۔ مکمل طور پر پکے ہوئے تربوز میں وہ جگہ عام طور پر چمکدار نہیں ہوگی لیکن کچھ مدھم ہو جائے گی۔ سبز رنگ بہت سے مختلف شیڈز میں ظاہر ہوسکتا ہے، تاہم ہلکے سبز سے گہرے رنگوں تک۔

تربوز کے پکنے کی جانچ کے بارے میں شاید سب سے زیادہ متنازعہ یہ ہے کہ آیا اسے تھپڑ دینا ہے۔ ہم نے حامی اور مخالف دونوں طرح کے دلائل پڑھے ہیں۔ تاہم ماہرین میں سے جو تھپڑ مارنے کی سفارش کرتے ہیں زیادہ تر اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ مکمل طور پر پکنے والے تربوز میں ٹھوس اور اتلی "سوپرانو" آواز کی بجائے گہری، کھوکھلی "باس" آواز ہوگی۔

آخر میں کچھ گروسر ایک غیر کٹے ہوئے تربوز کو کور کرنے کے لیے تیار ہوں گے تاکہ آپ کو حقیقی ذائقہ مل سکے۔ (اگر آپ تربوز نہ خریدنے کا فیصلہ کرتے ہیں تو دکاندار اسے کاٹ کر اسے کٹی ہوئی شکل میں بیچ سکتا ہے۔) لہذا اگر آپ کو معیار کے بارے میں یقین نہیں ہے تو اس کی درخواست کرنے پر غور کریں۔

کٹے ہوئے تربوز کو 50-60 °F (10-16 °C) کے درجہ حرارت پر بہترین ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ بہت سے خطوں میں کمرے کا درجہ حرارت عام طور پر 60°F سے زیادہ گرم ہوگا اور یہ تربوز کے گرنے کے بڑھتے ہوئے خطرے کی وجہ سے پورے تربوز کو ذخیرہ کرنے کے لیے مثالی سے کم ہوسکتا ہے۔ ذخیرہ کرنے کا بہتر درجہ حرارت عام طور پر تہہ خانوں یا تہہ خانوں میں پایا جائے گا جو جزوی طور پر یا

مکمل طور پر سطح زمین سے نیچے ہیں۔ جب کہ ہم نے ایک تحقیق میں لائکوپین کی مقدار میں اضافہ دیکھا ہے جب پورے تربوز کو 68°F (20°C) کے درجہ حرارت پر ذخیرہ کیا گیا تھا، ہمیں یقین ہے کہ مکمل طور پر پکا ہوا یا مکمل طور پر پکا ہوا تربوز پہلے سے ہی بقایا ہوگا۔ لائکوپین کا مواد اور یہ اس کے لیے بہتر ہوگا۔

اگر آپ اپنے تربوز کو کاٹنے سے پہلے کئی دن انتظار کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں تو آپ خرابی کے خطرے کے لحاظ سے محفوظ سمت میں غلطی کر سکتے ہیں۔

60°F (16°C) سے زیادہ درجہ حرارت کی طرح، تربوز کو ذخیرہ کرنے کے لیے 50°F (10°C) سے بہت کم درجہ حرارت کی سفارش نہیں کی جاتی ہے۔ یہ سردی کی قسم کی چوٹ کے بڑھتے ہوئے خطرے کی وجہ سے ہے جو شیلف لائف اور ذائقہ کو کم کر سکتا ہے۔ (لہذا اس وجہ سے آپ کے لیے ایک مکمل کٹے ہوئے تربوز کو ذخیرہ کرنے کے لیے ریفریجریٹر اچھی جگہ نہیں ہوگی۔)

بغیر کٹے ہوئے پورے تربوز کے ساتھ ذخیرہ کرنے کی ایک حتمی احتیاط یہ ہوگی کہ اعلیٰ ایتھیلین پیدا کرنے والی غذاؤں جیسے پرجوش پھل، سیب، آڑو، ناشپاتی اور پپیتا کے ساتھ رکھنے سے گریز کریں۔ تربوز ایتھیلین حساس پھل ہیں جو ان حالات میں بہت جلد پک سکتے ہیں۔

ایک بار کاٹنے کے بعد تربوز کو فریج میں رکھنا چاہیے تاکہ ان کی تازگی، ذائقہ اور رس کو بہترین طریقے سے محفوظ رکھا جا سکے۔ اپنے کٹے ہوئے تربوز کو سیل بند، سخت پلاسٹک یا شیشے کے کنٹینر میں ڈھکن کے ساتھ رکھیں۔

تربوز کی تیاری کے لیے نکات

تربوز کو کاٹنے سے پہلے اسے دھولیں۔ اس کے بڑے سائز کی وجہ سے، آپ اسے شاید سنک میں پانی کے نیچے نہیں چلاسکیں گے۔ اس کے بجائے اسے کسی گیلے کپڑے یا کاغذ کے تولیے سے دھولیں۔

آپ کی خواہش کے سائز پر منحصر ہے، تربوز کاٹنے کے بہت سے طریقے ہیں۔ گودے کو کاٹا جاسکتا ہے، کیوب کیا جاسکتا ہے یا گیندوں میں سکوپ کیا جا سکتا ہے۔ تربوز جیسا کہ کھانے میں مزیدار ہے، وہیں یہ پھلوں کے سلاد میں بھی لذیذ اضافہ کرتا ہے۔

اگرچہ بہت سے لوگ صرف تربوز کا رسیلا گودا کھانے کے عادی ہیں، بیج اور چھلکا دونوں کھانے کے قابل اور غذائیت سے بھرپور ہوتے ہیں۔ (درحقیقت دنیا کے بہت سے حصوں میں تربوز کے بیجوں کو ناشتے کے طور پر بڑے پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے اور اچار والے تربوز کی چھلیاں ایک بھرپور روایت رکھتی ہیں۔) اگر آپ چھلکا کھانے کا انتخاب کرتے ہیں تو ہم تصدیق شدہ نامیاتی تربوز خریدنے کی تجویز کرتے ہیں۔ (اس تجویز کی وجہ غیر نامیاتی تربوز کی بیرونی جلد پر کیڑے مار دوا کی باقیات جیسے ناپسندیدہ آلودگیوں کا بڑھتا ہوا خطرہ ہے۔)

چند فوری سرونگ آئیڈیاز

- تربوز، خربوزہ اور کیوی کو ایک ساتھ سوپ بنائیں۔ تھوڑا سا سادہ دہی

میں گھمائیں اورتازہ ٹھنڈے سوپ کے طور پر پیش کریں۔

- ایشیائی ممالک میں تربوز کے بھنے ہوئے بیجوں کو یا تو پکا کر ناشتے کے طور پر کھایا جاتا ہے یا پھر اناج میں پیس کر روٹی بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔
- جنوبی امریکی کھانا پکانے کی ایک نمایاں شے تربوز کی چھلکے کو میرینیٹ، اچار یا کینڈی کی طرح کھایا جاسکتا ہے۔

تربوز کو باریک کٹی ہوئی سرخ پیاز، نمک اور کالی مرچ کے ساتھ ملا کر گرم گرم سلاد بناتا ہے۔

تربوز فروٹ سلاد میں ایک شاندار اضافہ ہے۔ اور پھل کا سلاد دن پہلے بنایا جاسکتا ہے کیونکہ کٹے ہوئے پھل، اگر ٹھنڈا ہو تو کم از کم 6 دن تک اپنے غذائی اجزاء کو برقرار رکھتا ہے۔

انفرادی خدشات

تربوز عام طور پر الرجی پیدا کرنے والا کھانا نہیں ہے، اس میں آکسیلیٹ یا پیورین کی پائی جانے والی مقدار موجود نہیں ہے کیونکہ ان کھانوں میں سے ایک غذا جن میں اکثر کیڑے مار ادویات کی باقیات ہوتی ہیں۔

پچھلی دہائی کے دوران چین کے ایک حصے میں اگائے جانے والے غیر نامیاتی تربوز اپنی کاشت میں فورکلورفینورون نامی مصنوعی نمو کے محرک کے استعمال کے بعد مقبول پریس میں بڑے پیمانے پر تنازعہ کا موضوع بن گئے۔ شدید بارشوں

اور نمی کے ممکنہ حد سے زیادہ استعمال کے امتزاج نے دراصل صوبہ جیانگ سو میں کھیتوں میں بہت سے تربوزوں کو پھٹنے کا باعث بنا جس سے میڈیا کی توجہ اس عمل کی طرف مبذول ہوئی۔ اگرچہ ہم غیر نامیاتی تربوز کی پیداوار میں مصنوعی نمو کے محرکات کے بڑے پیمانے پر استعمال کے بارے میں کسی اعداد و شمار سے واقف نہیں ہیں، لیکن ہم نے ایک مطالعہ دیکھا ہے کہ اس مصنوعی کے استعمال سے تربوز میں 1-5 پی پی بی کی حد میں فورکلورفینورون کی باقیات کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ ترقی کے محرک .اگر آپ تربوز اور دیگر کھانوں میں تمام مصنوعی اضافی اشیاء سے آلودگی کے اپنے خطرے کو کم کرنا چاہتے ہیں تو ہم تصدیق شدہ نامیاتی تربوز خریدنے کی تجویز کرتے ہیں کیونکہ مصنوعی نمو کے محرکات اور دیگر مصنوعی اضافی اشیاء نامیاتی خوراک کی پیداوار میں ممنوع ہیں۔

تربوز میں غذائیت

تربوز کیروٹینائڈ لائکوپین کا ایک غیر معمولی پھل ہے اور فینولک اینٹی آکسیڈنٹس کا بھرپور ذریعہ ہے۔ تربوز میں cucurbitacin E، ایک ٹرائیٹرپین اینٹی انفلامیٹری فائٹونیوٹرینٹ اور امینو ایسڈ سائٹرولین کی غیر معمولی مقدار پر مشتمل ہے۔ تربوز وٹامن سی کا ایک بہت اچھا ذریعہ ہے۔ یہ پینٹوتھینک ایسڈ، کاپر، بایوٹین، پوٹاشیم، وٹامن اے (کیروٹینائڈز کی شکل میں)، وٹامن بی1، وٹامن بی6 اور میگنیشیم کا بھی ایک اچھا ذریعہ ہے۔

31.7 ۔ پیلو

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مرالظہر ان (عرب کے ایک علاقے کا نام) میں پیلو کا پھل چن رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سیاہ رنگ کی چن لو اس لئے کہ وہ اچھی ہوتی ہیں۔ (صحیح البخاری)

پیلو بنیادی طور پر ایک صحرائی درخت ہے۔ جو صحراؤں کے علاوہ خلیج عرب کے گرم ساحلوں اور ایران میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ بازاروں میں بکنے والی سفید مسواکیں ان کی شاخوں اور جڑوں سے بنتی ہیں۔ پیلو کی مسواک دانتوں کو مضبوط کرتی ہے اور مسوڑوں سے گندے مواد کو نکالتی ہے۔ منہ کی بدبو دور کرتی ہے۔

حضرت مقدام بن شریح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے پوچھا کہ گھر میں تشریف لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کون سا کام سب سے پہلے کرتے تھے۔ انہوںؓ نے فرمایا۔ مسواک۔

پیلو کا درخت دنیا کے اکثر حصوں میں پایا جاتا ہے جن میں پاکستان، ہندوستان، وسطی افریقہ، حبشہ، مصر، نائیجیریا، سینیگال، سوڈان، تنزانیہ، سعودی عرب کے بحیرہ قلزم کے ساحل سے لے کر یمن، نجران، اور نجد تک کے علاقوں میں پایا جاتا ہے۔

یہ درخت اپنے بیر جیسے پھل اور گھنے سائے سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کے پھل کو پیلو ہی کہتے ہیں۔ جنگلوں میں یہ درخت خودرو پیدا ہوتا ہے۔ اونٹ اور بکریاں اس کے پتے بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ اور چرانے والے اس کا پھل شوق سے کھاتے ہیں۔ علم النباتات میں اس کی دو قسمیں پائی جاتی ہیں۔ جن میں ایک Salvadora Persica اور دوسری Salvadoria Oleida ہے۔

پہلی قسم کا درخت کیکر سے چھوٹا ہوتا ہے اس کا تنا مضبوط ہوتا ہے، چھال میلی سی ہوتی ہے، پتے رس بھرے اور ہلکے زرد رنگ کے ہوتے ہیں اور پھول زردی مائل سبز ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے درخت کی کافی شاخیں ہوتی ہیں لیکن جھک کر چھتری کی شکل اختیار نہیں کرتیں۔ اس کی چھال سفید، ہلکے سبز رنگ کے پتے، سبزی مائل سفید پھول ہوتے ہیں۔ اس کی لکڑی سرخ اور سخت ہوتی ہے۔

پیلو کی لکڑی کو دیمک نہیں لگتی اس لئے قدیم زمانے میں اس کے تابوت بنائے جاتے تھے۔ اس پر پالش کرنے سے یہ لکڑی خوب چمک جاتی ہے۔ مصر کے فرعونوں کے لئے اسی لکڑی سے تابوت بنائے جاتے تھے۔

پیلو معتدل پھل ہے۔ خون صاف کرتا ہے، بادی، بلغم، خارش کے لئے بہت مفید ہے۔ پیلو رحم کی سوجن اور بواسیر کو بھی فائدہ کرتا ہے۔

Peelu USA کے بارے میں:

25 سال سے زیادہ عرصے سے Peelu USA نے لوگوں کو کیمیکلز یا کھرچنے والی چیزوں کے بغیر صحت مند مسوڑھوں اور دانتوں کو برقرار رکھنے میں مدد کرنے کے لیے اعلیٰ ترین معیار کی قدرتی زبانی حفظان صحت کی مصنوعات تیار کی ہیں۔ ہم نے دانتوں کی صحت سے متعلق مصنوعات جیسے فلورائیڈ سے پاک ٹوتھ پیسٹ، ڈینٹل فائبرز، ٹوتھ پاؤڈر، سفید کرنے والے ٹوتھ پیسٹ اور بلاشبہ ہمارے مشہور پیلوگم کی ترقی کا آغاز کیا۔ ہمارے قدرتی طور پر صحت مند چیونگمس شوگر فری، ایسپارٹیم فری اور ڈینٹسٹ کے تجویز کردہ زائلیٹول سے میٹھے ہوتے ہیں۔

ہماری تمام پراڈکٹس میں فعال جزو قدیم پیلو کے درخت کے ریشے ہیں، جو کہ اچھی زبانی صحت کو برقرار رکھنے کے لیے نسلوں سے استعمال ہوتے رہے ہیں۔ جب ہم دلچسپ نئی مصنوعات اور ذائقوں کے ساتھ ایک نئی دہائی میں داخل ہو رہے ہیں، Peelu USA کو مدر نیچر کے فراہم کردہ ٹولز کا استعمال کرتے ہوئے قدرتی دانتوں کی صحت کی روایت کو جاری رکھنے پر فخر ہے۔

پیلو کے درخت کے بارے میں:

پیلو کے درخت کو پوری دنیا میں کئی ناموں سے جانا جاتا ہے: سلواڈورا پرسیکا آرک، مسواک اور سیوک۔ آپ جو بھی نام پسند کریں، مشرق وسطیٰ کے

اس درخت کی ٹہنیاں اور ریشے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے استعمال ہوتے رہے ہیں، جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ دانتوں کو صاف کرنے اور منہ کو صاف کرنے کے لیے اس کے استعمال کی سفارش کی جاتی ہے۔

چونکہ اس کا استعمال پہلی صدی کے وسط سے ہے، بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ " کیوسوگی"یا چبانے والی چھڑی، دنیا کا قدیم ترین دانتوں کا برش ہے۔ روایتی طور پر بیرونی چھال کو ہٹا دیا جاتا ہے اور ایک شخص نرم، غیر کھرچنے والی زبانی دیکھ بھال کے لیے اندرونی ریشوں کو چباتا ہے۔ آج سائنس دانتوں کی صحت کے اس قدیم آلے کی تاثیر کو ثابت کر رہی ہے۔ پیلو کی قدرتی مصنوعات مصنوعی کیمیکلز، زہریلے مواد یا کھرچنے والے مواد کے بغیر تازہ سانس کے ساتھ ساتھ صحت مند مسوڑھوں اور دانتوں سے لطف اندوز ہونے کا ایک صحت مند طریقہ فراہم کرتی ہیں۔

31.8 ۔ ضریع

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَّيۡسَ لَهُمۡ طَعَامٌ إِلَّا مِن ضَرِيعٍ ☆

(سورۃ الغاشیہ ۔ 6)

اور خاردار جھاڑ کے سوا ان کے لئے کوئی کھانا نہیں (ہوگا)۔

حضرت عکرمہ ؓ اور سدیؒ فرماتے ہیں کہ دنیا میں گناہوں کا کام کرنے والوں کو آخرت میں عذاب اور تکلیفیں برداشت کرنی ہوں گی۔ یہ سخت بھڑکنے والی جلتی اور تپتی آگ میں ڈالے جائیں گے جہاں سوائے ضریع کے اور کچھ کھانے کو نہیں ہوگا۔ یہ حجاز میں ایک کانٹے دار درخت کا نام ہے جس کی خباثت کی وجہ سے جانور بھی اس کے پاس نہیں بھٹکتے۔ جو اس کو کھالے تو مر جائے۔ یہ آگ کا ایک درخت ہوگا، عفور کی بیل ہوگی اس میں زہریلے کانٹے دار پھل لگے ہوں گے، جہنم کے پتھر ہوں گے۔ یہ بدترین کھانا ہوگا اور نہایت ہی برا ہوگا، نہ بدن بڑھائے گا، نہ بھوک مٹائے گا اور نہ نقصان دور ہوگا۔ اس کی مشابہت ایلوے کی طرح ہوگی لیکن یہ اس سے زیادہ کڑوہ، مردار سے بھی زیادہ بدبودار اور آگ سے زیادہ گرم ہوگا۔

حضرت ابو الدردا ؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخیوں کو اس قدر بھوک لگے گی جو از خود ایک عذاب ہو

گی۔ وہ کھانے کی فریاد کریں گے اس پر ان کو ضریع کا کھانا دیا جائے گا جو نہ موٹا کرے کا نہ بھوک مٹائے گا وہ کھا کر پھر دوبارہ طلب کریں گے تو دوبارہ کھا کر ان کے گلوں میں اٹک جائے گا۔ اس کو نیچے اتارنے کی تدبیریں سوچیں گے اور پینے کی چیز طلب کریں گے۔ انہیں کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا جو ان کے چہرے جھلسا دے گا۔ پھر جب پانی پیٹوں میں پہنچے گا تو پیٹ کے اندر کی چیزوں یعنی آنتوں وغیرہ کے ٹکڑے کر دے گا۔ (انوارالبیان)

ضحاکؒ کی روایت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ضریع ایک چیز ہے جو ایلوے سے زیادہ تلخ مردار سے زیادہ بدبودار اور آگ سے زیادہ گرم ہوگی۔ جب کسی کو کھلائی جائے گی تو نہ اس کے پیٹ میں اترے گی اور نہ منہ سے واپس باہر نکل سکے گی (یعنی بیچ میں پھنس جائے گی) نہ بھوک مٹائے گی اور نہ طاقت بخشے گی۔

ابنِ ابی حاتم نے سعد بن جبیر کا قول نقل کیا ہے کہ ضریع اور زقوم ایک ہی چیز کے مختلف نام ہیں۔ مجاہدؒ، عکرمہؒ، قتادہؒ نے کہا ہے کہ ضریع ایک خاردار گھانس ہوتی ہے اس کے ریشے زمین میں نہیں ہوتے۔ قریش اس کو شبراق کہتے ہیں لیکن جب اس کی لکڑی سوکھ جاتی ہے تو اسے ضریع کہتے ہیں۔ یہ بدترین خوراک ہے۔ کلبیؒ نے کہا کہ جب یہ خشک ہو جاتی ہے تو جانور اس کے قریب بھی نہیں بھٹکتا۔

ابن ابی زید نے کہا کہ دنیا میں جس خاردار خشک جھاڑی میں پتّے نہ ہوں اسے ضریع کہتے ہیں۔ آخرت کا ضریع آگ کا درخت ہے۔

(تفسیر مظہری)

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ دوزخیوں کو زقوم کھانے کے لئے دیا جائے گا۔ وہ اور کچھ مانگیں گے تو غسلین (دوزخیوں کے زخموں کی پیپ) دی جائے گی۔ اگر اور تبدیلی ہوئی تو ضریع (یعنی خاردار کڑوی جھاڑیاں) کھانے کو دی جائیں گی۔ غرض کوئی اچھی قسم کی غذا نہیں دی جائے گی۔ ممکن ہے دوزخ کے مختلف درجوں میں مختلف خوراک ہو۔

(واللہ اعلم بصواب)

32.0 ۔ پھل دار درخت

صحیح البخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مسلمان جو بھی میوہ دار درخت لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے اور اس سے پرندے، آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں تو اس کو اس کا ثواب ملتا ہے۔

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

يُنبِتُ لَكُم بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ☆

(سورۃ النحل ۔ 11)

اُسی پانی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور (اور بے شمار درخت) اُگاتا ہے اور ہر طرح کے پھل (پیدا کرتا ہے) غور کرنے والوں کیلئے اس میں (قدرت الٰہی کی بڑی) نشانی ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِن طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِّنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ انظُرُوا إِلَىٰ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ

إِنَّ فِي ذَٰلِكُمْ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ O

(سورۃ الانعام ۔ 99)

اور وہی تو ہے جو آسمان سے مینہ برساتا ہے پھر ہم ہی (جو مینہ برساتے ہیں) اس سے ہر طرح کی اُگنے والی چیز نکالی پھر اُس میں سے سبز سبز کونپلیں نکالتے ہیں اور اُن کونپلوں میں سے ایک دوسرے کیساتھ جڑے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گابھے میں سے لٹکتے ہوئے گچھے اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور نہیں بھی ملتے۔ یہ چیزیں جب پھلتی ہیں تو اُن کے پھلوں پر اور (جب پکتی ہیں تو) اُن کے پکنے پر نظر کرو ان میں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں (اللہ کی قدرت کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔

33.0 ۔ افریقہ کا مقدس درخت

وسطی افریقہ کے باکی نامی گاؤں میں ایک ایسا درخت پایا جاتا ہے جو گھوم جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تیز و تند طوفان اور بارش میں جب دوسرے درختوں کی جڑیں اکھڑ جاتی ہیں یہ درخت ہوا کے ساتھ گھومتا رہتا ہے اور اسی طرح ہوا کے زور کا مقابلہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ مقامی لوگ گھومنے والے اس عجیب وغریب درخت کو مقدس قرار دیتے ہیں۔ (دلچسپ اور عجیب)

3.0 - خضر علیہ السلام کی صفت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خضر کا نام خضر علیہ السلام سے اس لیے منسوب کیا گیا کہ اگر وہ بنجر زمین پر بیٹھتے تو وہ زمین ہری بھری اور سبزہ سے لہلہانے لگ جاتی تھی۔ (صحیح بخاری)

ابو الحاتم سہیل بن محمد بن عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے روحانی رہنما ابوعبیدہ ؒ سے سنا کہ خضر علیہ السلام سب سے زیادہ طویل عمر انسان تھے۔ ان کا نام خضرون بن قابیل بن آدم (ع) ہے۔

ابن قتیبہ (رح) نے اپنی کتاب المعارف میں وہب بن منیب کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ خضر علیہ السلام کا نام بلیا تھا، انہوں نے ان کا نسب بلیا بن مالکان بن فالغ بن عابر بن شانخ بن ارفخشند بن سام بن حضرت نوح علیہ السلام بتایا ہے۔

ابن اسحٰق (رح) کے مطابق، حضرت آدم (علیہ السلام) نے اپنی وفات کے وقت اپنی اولاد سے کہا کہ تم لوگوں کو زمین پر خوفناک طوفان اور سیلاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ انہوں نے اپنے بچوں کو نصیحت کی کہ وہ ان کے جسم (جسد خاکی) کو حضرت نوح (علیہ السلام) کی کشتی پر لے جائیں اور انہیں (حضرت آدم علیہ السلام) کو اسی جگہ دفن کیا جائے جہاں سیلاب سے گزرنے کے بعد حضرت نوح (ع) کی کشتی اترو گے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے جسد خاکی کو ان کی خواہش کے مطابق کشتی پر رکھا گیا۔ جب طوفان آیا تو آپ علیہ السلام کے بیٹوں نے آپؑ کے

جسد خاکی کو اپنے ساتھ لے لیا۔

جب کشتی ایک جگہ پر رکی تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو مشورہ دیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے جسد خاکی کو ان کی مرضی کے مطابق دفن کریں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا جسم زمین کے نیچے آرام دہ نہیں ہوگا اور جسم خوفزدہ ہوگا۔ حضرت نوح (علیہ السلام) نے انہیں بتایا کہ حضرت آدم (علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ انہیں ایک ایسا شخص دفن کرے جس کی عمر تمام لوگوں سے لمبی ہو۔ انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی لاش کو اس وقت تک رکھا جب تک کہ حضرت خضر علیہ السلام نے اسے دفن کرنے کی ذمہ داری نہ لے لی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی دعائیں سنیں اور خضر علیہ السلام کو جب تک چاہا زندہ رہنے کی توفیق دی۔

(ابن کثیر)

ابن عساکر (رح) نے بیان کیا کہ خلیفہ ولید بن عبدالملک جس نے دمشق کی مرکزی مسجد بنائی تھی، انہوں نے سوچا کہ اکیلے رہ کر مرکزی مسجد میں پوری رات نماز ادا کریں۔ انہوں نے حکم دیا کہ مسجد کو رات کے لیے خالی کر دیا جائے۔ رات کو جب ولید بن عبدالملک مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک شخص اپنے اور بابِ خضراء کے دروازے کے درمیان نماز پڑھ رہا ہے۔ ولید نے ایڈمنسٹریٹر کو بلایا اور پوچھا کہ مسجد کو مکمل طور پر خالی کیوں نہیں کیا؟ انہوں نے بتایا کہ وہ شخص خضر علیہ السلام تھے جو ہر رات وہاں نماز پڑھتے تھے۔ عبدالرزاق ؒ نے ابوسعید (رضی اللہ

عنہ) سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دجال کے بارے میں ایک لمبی حدیث بیان کی۔ (وہ مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گا)۔ جو شخص سب سے زیادہ متقی ہوگا وہ دجال سے پوچھے گا کہ تو وہی ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی کی تھی۔ دجال لوگوں کو بتائے گا کہ اگر وہ متقی کو قتل کر کے دوبارہ زندہ کر دے گا۔ تب بھی دنیا اس کی طاقت پر شک کرو گے۔ لوگوں نے کہا نہیں! وہ اس پر یقین کریں گے۔ دجال اس نیک آدمی کو قتل کر کے دوبارہ زندہ کر دے گا۔ متقی آدمی اس بات پر زور دے گا کہ اسے کوئی شک نہیں رہا کہ تو قاتل دجال ہے۔ بدکردار دجال اس نیک آدمی کو دوبارہ قتل کرنے کی کوشش کرے گا لیکن اس بار وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ وہ نیک آدمی خضر علیہ السلام ہوں گے۔ (ابن کثیر)

بہت سے علماء کا خیال تھا کہ خضر علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ ان میں امام بخاری، ابراہیم حربی، ابوحسن بن المنادی اور شیخ ابوالفتح بن جوزی اہم ہیں۔ شیخ ابن جوزی نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے، جس کا نام ہے۔

عجالة المنتظر فی شرح حالة الخضر

اس بات کی دلیل ہے جو صحیحین میں ثابت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز ادا فرمائی اور اس کے بعد فرمایا! کیا تم نے اپنی یہ رات دیکھی؟ بے شک جو شخص بھی آج روئے زمین پر باقی ہے (جو زندگی کی سانس لے رہا ہے ان میں سے) سو سال تک کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔

مسند احمد میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں (وصال سے تقریباً ایک مہینہ پہلے) ایک رات عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد بیٹھنے والوں سے پوچھا کہ آپ نے کیا خیال کیا؟ رات .یقیناً جولوگ زمین پر رہے، سوسال بعد کوئی زندہ نہیں رہے گا۔

ترمذی شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے وقت جو بھی زندہ ہے وہ روئے زمین پر سوسال سے زیادہ زندہ رہنے والا کوئی نہیں تھا۔

علامہ ابن جوزی کا خیال ہے کہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خضر علیہ السلام زندہ نہیں تھے۔ اگر یہ گمان بھی کیا جائے کہ خضر علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زندہ تھے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث کی روشنی میں شاید خضر علیہ السلام جلد ہی فوت ہو گئے تھے۔

(ابن کثیر)

4.0- جنت کا وہ عظیم درخت جہاں نبی اکرم (ﷺ) نے اپنے والد حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو دیکھا تھا۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے معراج کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"پھر ہم اوپر گئے یہاں تک کہ ہم ایک سبز باغ میں پہنچے، جس میں ایک بڑا درخت تھا، جس کے نیچے ایک بوڑھا آدمی اور بچے تھے اور اس درخت کے قریب ایک اور آدمی اپنے سامنے آگ جلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ مجھے اس درخت پر لے گئے اور ایک گھر میں لے گئے، میں نے اس سے زیادہ خوبصورت گھر کبھی نہیں دیکھا۔ اس میں مرد، بوڑھے، جوان، عورتیں اور بچے تھے۔ پھر وہ مجھے باہر لے آئے اور درخت پر اور دوسرے گھر میں لے گئے جو پہلے والے سے بھی بہتر تھا۔ اس گھر میں بوڑھے اور جوان رہتے تھے۔

میں نے کہا' آپ نے مجھے آج رات کع درخت کے اردگرد دکھایا ہے؛ مجھے بتاؤ کہ میں نے کیا دیکھا ہے؟'' انہوں نے کہا ہاں... درخت کے دامن میں جو بوڑھا تھا وہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) تھے اور ان کے اردگرد کے بچے بنی نوع انسان تھے۔''

(بخاری، 1270)۔

دُرُود تنجينا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰٓ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاِخْوَانِهٖ صَلٰوةً تُنَجِّيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِىْ لَنَا بِهَا جَمِيْعِ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَآ اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمَيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ✦

يا قاضى الحاجات	يا مجيب الد عواة
يا شافى الامراض	يا دافع البليّات
يا حل المشكلات	يا كافى المهمّات
يا رافع الد رجات	يا ارحم الرٰحمين

(آمین)

اے اللہ! ہمارے سرداراور آقا حضرت محمد ﷺ اوران کی آل اوراصحابؓ اور پیغمبروں پردرود بھیج اوراس کے ذریعے تو ہمیں تمام خوف وہراس اور مصیبتوں سے نجات دیدے ہماری سب حاجتوں کو پورا فرمادے اور ہمیں تمام گناہوں سے پاک وصاف کردے ہمیں اپنے نزدیک اعلیٰ سے اعلیٰ درجات سے سرفراز فرمادے اور ہمیں زندگی میں اور موت کے بعد تمام بھلائیوں سے نوازدے۔

بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔

دعابرائے حفاظت

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَزَیِّنْہُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَکَرِّہْ اِلَیْنَا
الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ.
اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ
غَیْرَ خَزَایَا وَلَا مَفْتُوْنِیْنَ

☆☆☆

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

سکندر نقشبندی صاحب کی تصانیف

1- سیرتِ رسول اعظم ﷺ (ماہ وسال کے آئینہ میں)

2- ثانی اثنین ۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ

3- سیرتِ امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؓ

4- دل کی اقسام (قرآن کی روشنی میں)

5- نفس کا بیان

6- بشر و شجر

7- تصوف (قرآن وسنتِ رسول کریم ﷺ کی روشنی میں)

8- غفلت اور جہالت

9- اخلاقِ مومن

10 سیرتِ امامِ اعظم ۔ ابوحنیفہؒ (حضرت نعمان بن ثابتؒ)

11- نفاق

12۔ سیرتِ سیدنا امیر معاویہؓ

13۔ خانوادۂ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

14۔ امتِ مسلمہ کی نامور شہداء خواتین

15۔ عظیم مسلمان مائیں

16۔ دجال، امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

17۔ اولیاء کرام کے ایمان افروز واقعات اور حالات

18۔ تاریخ اسلام کی عظیم خواتین (جلد اول)

19۔ تاریخ اسلام کی عظیم خواتین (جلد دوم)

20۔ جہاداورمجاہد
21۔ ائمہ حدیث کے مختصر حالات
22۔ زبان کا بیان
23۔ انتہائی ضروری بنیادی مسائل
24۔

PUBLICATIONS OF SIKANDER NAQSHBANDI

1 - Biography of The Greatest Prophet (saw)
(According to the Calendar)

2 - Al-Siddique (Syedna Abu Bakr Siddique RA)

3 - Seerat Amirul Mominin Syedna Ali Al-Murtaza (RA)

4 - HEARTS - In the light of Quran

5 - What is Soul (Nafs)

6 - Historical Trees of Islam

7 - Hypocrisy

8 - Carelessness and Ignorance

9 - Muslim Protocols

10 - Biographies of Muhadeseen

11 - Biography of Imam-e-Azam (Hazrat Abu Hanifah ra)

12 - Dajjal, Imam Mehdi and Hazrat Isa (AS)

13 - Great Women in Islamic History. V1

14 - Great Women in Islamic History. V2

15 - Seerat Syedna Amir Muawiyah (RA)

16 - Naqshbandi Family

17- Tasawwuf

18- Stories of Auliya Karam

سکندر نقشبندی صاحب کی تصانیف

PUBLICATIONS OF SIKANDER NAQSHBANDI

1- سیرت رسول اعظم ﷺ (ماہ و سال کے آئینہ میں)
2- ثانی اثنین - سیدنا ابوبکر صدیقؓ
3- سیرت امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؓ
4- دل کی اقسام (قرآن کی روشنی میں)
5- نفس کا بیان
6- بشر و شجر
7- تصوف (قرآن و سنت رسول کریم ﷺ کی روشنی میں)
8- غفلت اور جہالت
9- اخلاق مومن
10 سیرت امام اعظم - ابو حنیفہؒ (حضرت نعمان بن ثابتؒ)
11- نفاق
12- سیرتِ سیدنا امیر معاویہؓ
13- خانوادہ ئ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ
14- امتِ مسلمہ کی نامور شہداء خواتین
15- عظیم مسلمان مائیں
16- دجال، امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
17- اولیاء کرام کے ایمان افروز واقعات اور حالات
18- تاریخ اسلام کی عظیم خواتین (جلد اول)
19- تاریخ اسلام کی عظیم خواتین (جلددوم)
20- جہاد اور مجاہد
21- ائمہ حدیث کے مختصر حالات
22- زبان کا بیان
23- انتہائی ضروری بنیادی مسائل

Link: https//archive.org/details/@sikander.naqshbandi
sikander.naqshbandi@gmail.com